سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی عالمگیر شخصیت سے متعلق منفرد کتاب

الحمد کی کرن

The Lady of Light

اسد ترمذی

Marfat.com

الحمد کی کرن سے منور یہ کائنات
قائم وجود نور سے مہر و ما کی حیات
نور خدا و آیہ تطہیر کی صورت
تا ابد ہوئی بے مثال فاطمہؑ کی ذات
(دبیر درائی)

الحمد کی کرن

THE LADY OF LIGHT

خطیب العصر
سید اسد عباس ترمذی ایڈووکیٹ
M.A, L.L.B, C.C.I.L
0333-8224638

Marfat.com

84689

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پروڈکشن منیجر	:	ڈاکٹر سید دبیرالحسنین ترمذی
مارکیٹنگ	:	عبدالماجد
ٹائٹل	:	سید عدنان نقوی چیڑار
کمپوزنگ	:	مستنصر سرفراز وڑائچ 0313-7485700 سید عمران گیلانی
ناشر	:	طواف پبلی کیشنز بھولا موسیٰ ڈسکہ
سن اشاعت	:	2009ء
تعداد اشاعت	:	1000
قیمت	:	130

Marfat.com

انتساب

سنسار کی اس مہا پوتر دیوی کے چرنوں میں جس کے دھرم پتی کو ایشور (اللہ) نے اپنے پریتم

یعنی اس دھرتی کے جنم کارن کا پریتم بناء کر

جگت پتا

اوم کار

فانی جگت کا پرم آشریا

وجے پتھ

ستیہ شکتی

آتم سنیمی

اوینا شی پج

سنتان پیدا کرنے والا

لکشیہ

پالن کرتا

سرشٹی اور پرلیہ کو سہارا دینے والا

سوریہ سے جگت کو تاپ دینے والا

ورشا کو روکنے اور برسانے والا

امرتو

اور تمام جیوؤں کا آدی، مدھیہ اور انت بنایا۔

Marfat.com

علم نور ہے جو وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔ (سیدہ فاطمہ زہراؑ)

اُس ماں کو سلام جس کے لعل نے اسلام کی مرجھائی ہوئی رگوں میں اپنے تازہ خون کی گرمی انڈیل کر اسے عمر جاودانی عطا کر دی۔

Marfat.com

ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً و یتیماً و اسیراً ہ

ترجمہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔۔۔۔

(سورہ انسان آیت نمبر 8)

سورہ دہر گواہ ہے!

کہ ملائکہ نے درِ بتولؑ سے یتیم، مسکین اور اسیر بن کر روٹیاں طلب کیں۔

جبکہ ملائکہ محتاجِ غذا نہیں۔ لہذا درِ سیدہؑ سے ملی ہوئی روٹیاں ملائکہ نہ کھا سکتے تھے نہ پھینک سکتے تھے۔

تو سوال یہ ہے؟

" کہ وہ روٹیاں آخر گئیں کدھر "

(استدعا)

قارئین سے التماس ہے کہ میرے والد مرحومین ڈاکٹر سید صابر حسینؒ اور والدہ سیدہ ثمر زہرہؒ کی بلندی درجات کے لیے سورۃ فاتحہ تلاوت فرمائیں۔

(سید اسد ترمذی)

Marfat.com

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مظہر تعبدو تسلیم در مقابل تکلیف الٰہی و مظہر مجاہدت و شہادت مظلومانہ است۔

ترجمہ: جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا (کی شخصیت امتِ مسلمہ کے لیے) احکام الٰہیہ پر عمل کرنے کے حوالے سے تسلیم و رضا اور عبودیت کا مظہر ہے۔ اُسی طرح فریضہ الٰہی کی بجا آوری کی خاطر مظلومانہ شہادت تک مسلسل جدوجہد جاری رکھنے کا بھی نام ہیں۔

حضرت سیدۃ النساء زہراؑ

زیب او یافت عصمت و تقویٰ

ہست معصومہؑ نبزد خدا اورا

من کنم لعن بر دُشمن اورا

حیدریمؑ قلندر ام مستم

بندہ ء مرتضیٰ علی ہستم

(شہباز قلندر)

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
مقدمہ	9
تاریخ جواب دے	22
مکاشفہ	24
منازل نورانیہ	25
ولادت	29
سیدہؑ کا اسم گرامی	32
کنیت والقابات	34
مقام عصمت	39
سیدہ فاطمہ زہراؑ قرآن کی نظر میں	43
توصیف فاطمہؑ بزبان مصطفیٰؐ	69
اقبال بارگاہ سیدہؑ کونین میں	75
ہندو کتب اور خاندان سیدہؑ	90
CHURCH OF HOLY LADY FATIMA	112
گل طاہرہ نور سیدہؑ کے ظہور مسلسل کی ایک کڑی	124

Marfat.com

سیدہ عالمین اور خطبہ فدکیہ	134
خطبہ سیدہ	140
خالص توحید	156
توحید ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے	159
عدم روئیت الٰہیہ	167
کائنات کی ابتداء	171

Marfat.com

مقدمہ

قرۃ العین المصطفی و بضعة، نور سماوی و زوجة الوصی، لیلة القدر المبارکه، سیده النساء بنت المصطفیٰ۔ سیدہ فاطمہ الزہراء اسلام اللہ علیہا کے کمالات وفضائل لامحدود ہیں۔ جن کا احاطہ ناممکن اور معرفت محال ہے۔ بندہ ناچیز غلام قنبر کی یہ جرات نہیں کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں اس پاک ہستی کی معرفت رکھتا ہوں۔ جن کے نام کے ورد سے گنہگاروں کے دل کی نجاست دور ہو جاتی ہے۔ سیدہ کونین اللہ کا راز ہیں اور ایسا راز کہ تمام جملہ انبیاءؑ و معصومین پر اللہ کی حجت ہیں۔

نحن حجج الله علی خلقه و جد تنا فاطمه حجة الله علینا

ترجمہ: ہم (یعنی جملہ کل انبیاءؑ اور آئمہ معصومینؑ) اللہ کی حجت ہیں حق پر (یعنی خلقت پر حجت ہونا) اور فاطمہ حجتہ اللہ ہیں ہم سب پر۔۔۔۔۔

(بحوالہ تفسیر اطیب البیان جلد 13 صفحہ 225 فاطمہ بنت محمد)

یہ شمع عرفان ایزدی ہے یہ مرکز آل مصطفیٰؐ ہے
حسنؑ سے مہدیؑ تلک امامت کے سلسلے کی یہ ابتداء ہے

یہی سبب ہے کہ وجہ تخلیق کائنات، علت غائی ممکنات، ختم الرسل، مولائے کل، دانائے سبل، بے شمار علوم کا شہر، علم اول، خلق اول، عبد اول، عقل مطلقہ، ظل جمال وحدت، منبع خلق و مروت، سیدہ الانبیاء، سیدہ کونین کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ کیونکہ جوان سے ملنے کے لئے آ رہی ہے وہ صرف ان کی بیٹی ہی نہیں بلکہ جز و رسالت ہیں، کل معصومین پر اللہ کی حجت ہے۔ توحید نے اپنے تعارف کا ذریعہ سید الانبیاء کو بنایا۔ جبکہ حدیث کسا گواہ ہے کہ سید الانبیا محمد مصطفیٰؐ

Marfat.com

نے اپنی رسالت، ولایت اور امامت کا تعارف اور پہچان کا مرکز سیدہ کونین حضرت فاطمہ الزہراء کو قرار دیا۔ جس مخدومہ کونین کے نور سے ملائکہ کی آنکھوں نے نورانیت حاصل کی ہو۔ اس کی تنویر کے اظہار کے لئے الفاظ کہاں سے میسر آسکتے ہیں۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس طرح اس کے وجود سے زمین و آسمان جگمگا اٹھے۔ ظلمتیں کافور ہوئیں۔ اسی طرح آج بھی اس کے نور سے ظلمت، جہل و نفاق دور ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ انفاس اپنے اذہان کے دریچے ان حقائق کو سمونے کے لئے کھلے رکھیں اور اس کائنات کی حقیقت جس کا دوسرا نام حق مطلقہ ہے۔ جو کسی مذہبی فرقے تک محدود نہیں جیسا کہ آنے والے صفحات میں اس سے متعلق چند حقائق واضح کئے جائیں گے۔ بلکہ سیدہ کونین کا وجود آج اور آنے والے دور میں علم انسانیت، سچائی، عدالت مطلقہ کے قیام کا مرکز ہے اور ساری انسانیت بالخصوص صنف نازک کی کردار سازی اور تعمیر انسانیت کے لئے اسوہ کامل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سیدہ نساء عالمین کا وجود کائنات نسواں میں مثل کعبہ اور عظمت نسواں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خالق کائنات نے وجود سیدہ کے ذریعے ایک طرف ہر طبقہ انسانی جنہوں نے عورت کو حقیر جانا۔ انہیں عورت کی عظمت کا تعارف کروایا۔ تو دوسری طرف تمام خواتین کے لئے اسوہ کاملہ سیدہ کی سیرت کو قرار دیا۔ تاکہ خواتین دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب و کامران ہو جائیں۔

جہان موجود میں بنی ہے وجود حق کی دلیل زہرہؑ
زمانے بھر کی عدالتوں میں نساء کی پہلی وکیل زہرہؑ

چونکہ محسن انسانیت کی یہ عظیم عطاء ہے کہ آپ نے طبقہ نسواں کو ذلت اور پستی سے نکال کر معاشرے میں سب سے مقدس اور اعلیٰ مقام عطاء کیا۔ آنحضور سے قبل تمام مذاہب اور تہذیبوں میں عورت کو انتہائی کم درجہ کی مخلوق تصور کیا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت اور دیگر مذاہب میں عورت کو بحیثیت انسان درجہ حاصل نہ تھا۔ عورت انسان اور حیوان کے درمیان کی ایک مخلوق سمجھی جاتی تھی۔ ہر جگہ صنف نازک مردوں کے ظلم و جور کی شکار بنی ہوئی تھی۔ مرد، مرد نہیں نازک و کمزور

Marfat.com

صنف کے مقابلہ میں جنگل کا درندہ تھا۔ کرہ ارض کی انسانی بستیوں کا یہ عام حادثہ تھا۔ اس سلسلہ میں شائستہ و ناشائستہ متمدن وغیر متمدن اقوام وافراد میں سچ پوچھیے تو چنداں فرق نہ تھا۔ جہاں چوپایوں اور گھر کے دوسرے سامان کی طرح عورتیں بیچی اور خریدی جاتی تھیں۔ نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے جبر وتشدد کیا جاتا۔ لڑکیوں کی پیدائش باعث ننگ و عار تھی۔ پیدا ہوتے ہی بچیوں کو زندہ درگور کرنا باعث افتخار سمجھا جاتا۔ قرآن نے اس ظالمانہ حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"ان میں سے جب کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جائے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا اور دل ہی دل میں گھٹتا رہتا۔ جس (تولید دختر) کی خبر دی جائے اس کی عار سے لوگوں میں چھپا چھپا پھرے (اور اس سوچ میں پڑ جائے) کہ ذلت برداشت کر کے اس کو رکھے یا مٹی میں گاڑ دے۔ تا کہ ذلت سے نجات ملے" (سورۃ نحل آیت 7)

"اور جس وقت لڑکی زندہ درگور کر دی گئی تھی۔ پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور کے بدلے مار ڈالی گئی" (سورۃ التکویر آیت 1)

یہ تو آپ نے جاہلیت کی ظلمت کا حال دیکھا۔ اب بتانا یہ ہے کہ عرب سے باہر عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک مشہور غیر مسلم ڈاکٹر گستاؤلی بان کی شہادت ملاحظہ فرمایئے۔

"یونانی عموماً عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے۔ اسپارٹا میں اس بدنصیب عورت کو جس سے کوئی کسی قومی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی مار ڈالتے۔ یونانی اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کے زمانہ میں بھی بجز طوائف کسی عورت کی قدر نہ کرتے تھے۔

قدیم یونانیوں کا عورت کی تخلیق کا متعلق نظریہ یہ ہے کہ جیوپیٹر خدا کے ایک بیٹے نے سورج کی تپش چرالی۔ تو جیوپیٹر خدا نے اپنے بیٹے کے جرم کی سزا کے لئے عورت کو خلق کیا اور دنیا

Marfat.com

میں بیماریاں پھیلانے کا سبب بھی عورت ہی ہے۔ دوسرے مذاہب میں عورتوں کی حالت انتہائی کم درجہ تھی۔ مثلاً یہودیت میں عورت مکار، بدطینت اور نسل انسانی کی دشمن تصور کی جاتی۔ مقدس بائبل آدم اور حوا کے واقعہ میں حوا کو مجرم قرار دیتی ہے۔ یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک ہے۔ بائبل میں ہے۔

"میں تیرے درد حمل کو بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی۔ اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" (بائبل کتاب پیدائش بابت نمبر 3)

عہد نامہ قدیم کے باب واعظ میں لکھا ہے۔

"جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا۔ ہزار آدمیوں میں سے میں نے ایک پیارا پایا ہے۔ لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں پائی۔ جو خدا کی پیاری ہو"

عیسائیت نے عورتوں کو زیادہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ "ترتولیان" مسیحیت کے ابتدائی دور کا امام ہے۔ وہ مسیحی تصور کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے:

"وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے۔ وہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی"

کرائی سوسٹم جو ایک بڑا مسیحی امام سمجھا جاتا ہے عورت کے متعلق کہتا ہے

"ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی اور ایک آراستہ مصیبت ہے" (اسلام کا نظام عفت عصمت از مولانا مودودی)

اسی لئے عیسائی مذہب کے پیشوا شادیاں نہیں کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عورت سے شادی کرنے سے روحانیت جاتی رہتی ہے اور اس کے لئے دلیل کے طور پر حضرت عیسیٰ کا شادی نہ کرنا پیش کرتے ہیں۔ کتاب مقدس میں لکھا ہے۔

Marfat.com

"عورت موت سے زیادہ تلخ ہے"

اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے۔ ان کا عورت کے متعلق نظریہ دیکھئے۔ مصنف "سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج" اس سلسلہ میں ہندوؤں کے نظریہ کی ترجمانی اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں اس طرح کرتے ہیں۔

"تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان میں سے کوئی بھی اس قدر خراب نہیں جتنی عورت" (ستیارتھ پرکاش)

کسی عورت کو زانیہ کہنے کے لئے اس قدر کافی تھا کہ وہ کسی مرد کے ساتھ اتنی دیر علیحدہ رہی ہو جتنی دیر میں انڈہ تلا جا سکتا ہے۔ ہندوؤں کے قانون کے مطابق عورت کو شوہر کی وفات کے بعد اس ک ساتھ جلنا پڑتا ہے۔ جس کو ستی ہونا کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں آٹھ قسم کی بیاہ ہیں۔ جن میں سے چند ایک بیاہ کی قسمیں ایسی ہیں جس سے انسانیت شرما جائے۔ مثلاً نیوگ کا رواج یا کسی خاندان یا چند بھائیوں کی مشترکہ بیوی، قدیم ہندوستان کا ایک جانا پہچانا رواج ہے۔ جس کی مثال ہندوؤں کی مقدس کتاب مہابھارت میں پانڈو بھائیوں کی مشترکہ بیوی کا ہونا ہے۔

بدھ مت میں عورت کے قرب کو خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ عورت کے قریب آنے سے انسان نروان حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں انندھا نے جب بدھ مت سے پوچھا عورتوں کے معاملہ میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہیے۔ تو مہاتما بدھ نے جواب دیا۔

"انندھا انہیں مت دیکھو"

انندھا نے کہا کہ:

اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

بدھ نے جواب دیا!

ایسی صورت میں چوکس اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

موجودہ دور میں بھی غیر اسلامی ممالک میں عورتوں کے متعلق مختلف نظریات اس بات کے عکاس ہیں کہ وہ اس طبقہ انسانی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

چنانچہ اطالویوں کا قول ہے۔

گھوڑا اچھا ہو یا برا اس کو مہمیز کی ضرورت ہے۔

عورت اچھی ہو یا بری اس کو مار کی ضرورت ہے۔

شیکسپیئر کہتا ہے۔

Frality thy name is women!

(Shakespeare, antony and Calopertra)

Kipling کہتا ہے۔

For the female of the species is more deadly than the male. (Kipling The Female of Species)

But what is women? Only one of nature's agreeable blunders. (Cowley)

مادہ پرست (Materialist) نطشے جا بجا عورتوں کا ذکر انتہائی حقارت سے کرتا ہے۔ کہتا ہے۔

"عورت مرد سے زیادہ چالاک اور خبیث ہے۔ حقیقی مرد دو چیزوں کا خواہش مند ہوتا ہے۔ خطرہ اور تفریح اسی لئے وہ عورت کی خواہش کرتا ہے کہ کیونکہ عورت تفریح کا سب سے خطرناک سامان ہے"۔

Marfat.com

روسی مثل ہے۔

دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے۔

اسپینی قوم کا خیال ہے۔

عورت قابل بھروسہ نہیں۔اس سے بچنا چاہیے۔ (پردہ از مولانا مودودی)

الغرض ہر مذہب اور معاشرہ میں عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔لیکن محسن انسانیت کی تعلیمات سے اس طبقہ کو اعلیٰ واضح مقام نصیب ہوا۔جور وستم کی چکیوں میں پسنے والی صنف نازک (عورت) کو پوری قوت کے ساتھ اسلام نے اپنے دامن حمایت کے سایہ میں لیا۔ ہادی کائناتؐ نے ماں بیٹی، بیوی کی حیثیت سے طبقہ نسواں کے حقوق مقرر فرمائے اور ہر حیثیت نسواں کے لئے انتظام الیہہ کے مطابق معلّمہ کائنات سیدہ فاطمہؓ کی سیرت ظاہر یہ کو نمونہ عمل قرار دیا۔

محسن کائناتؐ کی ذات کی بدولت عورتوں کو ان کی فطرت کے مطابق جو حقوق نصیب ہوئے۔جس کا اعتراف مستشرقین نے بھی کیا ہے۔چنانچہ A.R.R Gibbe لکھتا ہے۔

His (Muhammad) reforms enhanced

That

The status of women is general in Universally admitted

(یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کی اصلاحات سے عورت کا عام رتبہ بہت بلند ہو گیا)۔

محسن کائنات نے فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے تلے ہے۔لیکن ہر ماں کے قدموں میں جنت نہیں۔اسی ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے جو اسوہ بتولؓ پر چلتی ہے۔اگر دنیا کی مائیں اسوہ بتولؓ کے مطابق بچوں کی تربیت کریں تو خدا کو جہنم بنانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔کیونکہ اسوہ بتولؓ پر چل کر ہی وہ حقیقی عورت بن سکے گی۔عورت کائنات میں خالق کی طرف سے عظیم تحفہ ہے۔عورت کو لاکھوں نام دے لو تقدس اس کا حوالہ ہے۔شرم وحیا اور معصومیت

Marfat.com

اس کا حسن جبکہ محبت اس کی میراث ہے۔ وہ چاردیواری کی حاکم اعلیٰ ہے۔

انسانی تہذیب رشتوں کی تہذیب ہے۔ عورت ان رشتوں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ تمام رشتوں میں رُت کا نام عورت ہے۔ لیکن دور حاضر میں عورت اپنا مقام خود چھوڑ رہی ہے۔ اور وہ کچھ حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے جو اس کا تقدس چھین لے گا۔ عورت حقائق مسلمہ کی حقیقت ہے۔ مگر حقیقت سے ناآشنا ہے۔ عورت اپنی ذمہ داری قبول نہیں کررہی۔ بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ عورت اگر دیانتداری سے اپنی ذمہ داری نبھائے معاشرے کا باغیچہ حسین وجمیل بنے گا۔ امن وسکون کے پھول کھلیں گے۔ چونکہ ہماری تہذیب ماں، بہن، بیوی، بیٹی، کی تہذیب ہے۔ رشتوں کے تقدس کی تہذیب ہے۔ ان رشتوں کے لئے مقدس جذبات ہیں۔ اس معاشرے کی تقلید زیب نہیں دیتی جو ان رشتوں کے تقدس سے ناآشنا ہے۔ عورت: عورت ہی رہے تو عورت کہلانے کی مستحق ہے۔ ورنہ معاشرے کے خدوخال بگڑ جائیں گے۔ کیونکہ عورت جیسی آزادی مانگ رہی ہے اور ہم دینے کا سوچ رہے ہیں وہ آزادی نہیں غلامی ہے۔ عورت کو وہ مقام دو جو فطرت نے اسے عطاء کیا ہے وہ مت دو جو وہ خواہشات خودساختہ کے لئے مانگ رہی ہے۔ فطرت نے مرد پر گھر سے باہر بچوں کے لیے کمانا فرض کیا ہے اور عورت کے لئے گھر سنبھالنا ہے۔ عورت گھر کے سکون کی ضامن ہے۔ خاندان اور گھروں کی معمار ہے۔ معاشرے میں بگاڑ اس لئے ہے کہ اگر مرد عورت کے جائز حقوق کی پاسداری نہیں کررہا تو عورت بھی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کررہی۔ یہ یقین کی حد ہے۔ کہ اگر جنم دینے والی ماں ٹھیک ہوجائے تو جنم پانے والے کبھی خراب نہیں ہونگے۔

میڈیا عورت کے حقوق کے لئے بڑا پریشان ہے۔ عورت کی آزادی اور حقوق کے نعرے بلند ہیں کہ مرد عورتوں کو حقوق نہیں دے رہے۔ میرا سوال ہے کہ مرد حقوق دے نہیں رہا یا عورت وہ حقوق مانگ رہی ہے جو اس کا حق نہیں؟ کیونکہ اسے معلوم نہیں جو وہ مانگ رہی ہے وہ

Marfat.com

حق نہیں اضافی بوجھ ہے۔حیثیت سے زیادہ بوجھ اٹھانا حماقت ہے۔اگر عورت سیرت سیدہؑ کی جانب دیکھے تو اس کی تمام پریشانیاں دور ہو جائیں۔اور وہ اپنی ذات میں مطمئن ہو جائے گی۔ عورت،عورت ہونے پر فخر محسوس کرے گی۔جبکہ مردانہ پن عورت کی نفی ہے۔

بقول "De. "Maistre

"The great fault in women is to desire to be like men"

عورت،عورت ہی رہے تو اس کی قدر ہے۔عورت اپنا حق مانگتے مانگتے اپنے حق سے آگے نکل گئی ہے۔عورت چار دیواری کا حسن ہے۔چادر اور چار دیواری سے باہر عورت کچھ نہیں۔ وہی چادر اور چار دیواری جس کا تصور سیرت سیدہؑ میں ملتا ہے۔اسی میں عورت کی بقاء ہے۔ورنہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتی رہے گی۔کیونکہ عورت کے لئے فطری تقاضے ہی حق کے پاسدار ہیں۔

لہذا خالق کائنات نے صنف نازک (عورت) کی کردار سازی اور عزت و ناموس کی بحالی کے لئے شریک کار رسالت جز و نور رسالت سیدہ النساء العلمین کو لباس بشری میں بھیجا۔تاکہ عورت کی ہر حیثیت کا تعارف صحیح طریقے سے ممکن ہو سکے۔حضرت والی العصر (عج) جب نظام کائنات کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے۔تو ان کے لئے حضرت سیدہ زہرہ سلام اللہ علیہا کی سیرت ہی پیش خیمہ اور قابل تقلید نمونہ ہو گی۔حضرت امام زمانہ (عج) اپنی توقیع مبارک میں فرماتے ہیں۔حضرت رسول خدا کی دختر گرامی سیدہ زہراؑ کی سیرت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں تمام آئمہ اطہار علیہم اسلام پر آپ کا حجت قرار دیا جانا آپ کی عظمت پر ایک روشن دلیل ہے۔ خواتین عالم سے بھی التماس ہے کہ وہ بھی جز و نور رسالت کی سیرت کو اپنائیں۔تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل ہو۔ڈاکٹر علامہ اقبال نے بھی اسی طرف تلقین کی ہے۔چنانچہ خواتین عالم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فطرت تو جذبہ ھادار و بلند
چشم ہوش از اسوہ زہرا مسند

لہذا میں بندہ ناچیز وآغوش خدیجۃ الکبریٰ میں اس جز ونور رسالت کی دہلیز پر آیت تطہیر تلاوت کی اجازت لیکر ان کے حضور جھکی ہوئی نم آلود پلکوں کی سجدہ ریزی کے بعد تعظیمی سلام و درود پڑھ کر سیدہ زہراؑ کی عظمت و رفعت کے بارے میں اپنی قلم کو بحر نور میں اتار کر نجات اخروی کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن میری کیا مجال کہ ایک شمہ بھی سیدہ دو عالم کی عظمت کا لکھ سکوں۔ کیونکہ انسان حقیر کی کیا مجال کہ قرآن لکھے ان کی عظمت بیان کرنا خالق کا کام ہے۔

معرکہ درشان اور ہرجہ گوھد کم است
روح قرآن بود مدحت فاطمہ

فضائل سیدہ جو بحر بیکراں اور لامحدود کمال و عجائبات رکھتے ہیں۔ ان کا احاطہ ہماری کوتاہ فکر کی بلند پروازیاں نہیں کر سکتیں۔ چونکہ سیدہ کا اس عالم میں ظہور پذیر ہونا ایک معجزہ سے کم نہیں ہے اور یقیناً اگر زمین ابوتراب کی ملکیت نہ ہوتی تو سیدہ کبھی یہاں ظہور نہ فرماتیں۔ لہذا لامحدود بر نورانیہ سے چند قطرے جمع کر رہا ہوں۔ شاید یہ قطرے قلزم متلاطم میں تبدیل ہو جائیں۔ یا شعور کا روشن نقطہ بن کر کوکب دری میں تبدیل ہو جائیں۔ قرآن کی ہر آیت ان کی مدح و توصیف میں ہے۔ مجھ جیسا ناقص انسان ان کی کن کن فضیلتوں کی بات کرے۔ منزل طوبیٰ کی طرف نکلا تو فضائل کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ لفظ برہان اور اس کی تفسیر میں جھانکا تو قرآن کی آیتیں لسان صدق علیہا پکار رہی تھیں۔ عروۃ الوثقیٰ کو تھام کر نور مشکوۃ کی تفسیر میں ڈوبا تو معرفت کے سمندر میں ملکوتی مخلوق سیدہ زہراؑ کا تعارف کراتی نظر آئی۔ جس پر کائنات کی رحمت نثار جو ایسا وجود حکمت ہے۔ جس کا ادراک نہ ممکن ہے۔ میرا قلم بصد احترام کانپ رہا ہے۔ لیکن میں اس احترام کے ساتھ جیسا کہ میر انیس نے کہا ہے۔

Marfat.com

خاموش اے زبان کہ ادب کا ہے کہ مقام — کوثر سے منہ کو دھولے تو لے فاطمہ کا نام
اے دل بجز درود نہ کچھ کیجیو کلام — اے کلک اپنے سر کو جھکا دے با احترام
کاغذ پہ سب سے پہلے سورۃ مریمؑ کو دم کرو — پھر فاطمہؓ کی عفت و عصمت رقم کرو

اگر میری اس کاوش کو شرف قبولیت حاصل ہوگئی تو مجھ سے بڑھ کر خوش نصیب کوئی نہ ہو گا۔ کیونکہ دعاؤں کی قبولیت وسیلہ جناب سیدہؓ سے ہی ممکن ہے۔ قدرت اللہ شہاب صاحب اپنی کتاب "شہاب نامہ" میں یوں لکھتے ہیں۔

"ایک بار میں دور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بوسیدہ سی مسجد تھی۔ میں جمعہ کی نماز پڑھنے اس مسجد میں گیا۔ تو نیم خواندہ مولوی صاحب اردو میں بے حد طویل خطبہ دے رہے تھے۔ ان کا خطبہ گزرے ہوئے زمانوں کی عجیب وغریب داستانوں سے اٹا اٹ بھرا ہوا تھا۔ کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا۔ کسی بھی حیرت ہوتی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے وہ سیدھی دل میں اتر گئی۔ یہ قصہ ایک باپ اور بیٹی کی باہمی محبت واحترام کا تھا۔ باپ حضرت محمدؐ تھے اور بیٹی حضرت بی بی فاطمہؓ تھیں۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ حضور رسول کریمؐ جب اپنے صحابہ کرام کی کوئی درخواست یا فرمائش منظور نہ فرماتے تو بڑے بڑے برگزیدہ صحابہ اکرام بی بی فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی منت کرتے تھے۔ کہ وہ ان کی درخواست حضورؐ کی خدمت میں لے جائیں اور اسے منظور کروالائیں۔ حضور نبی کریمؐ کے دل میں بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا کہ اکثر اوقات جب فاطمہؓ ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضر خدمت ہوتی تھیں تو حضور خوش دلی سے اسے منظور فرما لیتے تھے۔ اس کہانی کو قبول کرنے کے لئے میرا دل بے اختیار آمادہ ہو گیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں اسی بوسیدہ سی مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ کچھ نفل میں نے حضرت بی بی فاطمہؓ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کی نیت سے پڑھے۔ پھر میں نے پوری یکسوئی سے گڑگڑا کر یہ دعا

Marfat.com

مانگی یا اللہ میں نہیں جانتا کہ یہ داستان صحیح ہے یا غلط لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تیرے آخری رسولؐ کے دل میں اپنی بیٹی خاتون جنت کے لئے اس سے بھی زیادہ محبت اور عزت کا جذبہ موجزن ہوگا اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ حضرت بی بی فاطمہؓ کی روح طیبہ کو اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والد گرامیؐ کے حضور میں پیش ہو کر منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ کا متلاشی ہوں۔ سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہ خواجہ اویس قرنیؒ حقیقت ہے تو اللہ کی اجازت سے مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطاء فرمائی جائے۔"

اس بات کا میں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے اور میں اس واقعہ کو بھول بھال گیا۔ پھر اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھی۔ اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابند صوم وصلوۃ خاتون تھیں۔ انہوں نے لکھا تھا۔

The other night i had the good fortune to see "Fatimah" daughter of the Holy Prophet (PBUH) in my dream. She talked to me most graciously and said, "Tell your brother-in-law Qudrat Ullah Shahab, that I have submitted his request to my exalted Father who was very kindly accepted it.

Page ۱۱۸۱ E/1994

اگلی رات میں نے خوش قسمتی سے فاطمہؓ بنت رسولؐ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے میرے ساتھ نہایت تواضع اور شفقت سے باتیں کیں اور فرمایا! کہ اپنے دیور قدرت اللہ شہاب کو

Marfat.com

بتا دو کہ میں نے اس کی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامیؑ کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔ انہوں نے ازراہ نوازش اسے منظور فرمالیا ہے۔

یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش وحواس پر خوشی اور حیرت کی دیوانگی سی طاری ہوگئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میرے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے۔ بلکہ ہوا میں چل رہے ہیں۔ یہ تصور کہ اس برگزیدہ محفل میں ان باپؑ، بیٹیؑ کے درمیان میرا ذکر ہوا۔ روئیں روئیں پر ایک تیز وتند نشے کی طرح چھا جاتا تھا کیا عظیم باپؑ اور کیسی عظیم بیٹیؑ۔

"میں بندہ حقیر اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے جزو برزخ کبریٰ حضرت سیدہ عالمین صلوۃ اللہ علیہا کی عظمت ورفعت کے بارے میں اپنے قلم کو دل کی کٹھیالی میں ابلتے ہوئے آب کیمیا میں ڈبو کر نجات اخروی کا سامان نجات وعقیدت پیدا کرنے کی ایک روحانی مقدور کے مطابق کوشش کی ہے۔ مجھ سے خاکپائے اہل بیت نے سیدہ النساء کی عظمت وحرمت کے بارے میں چند گہر ہائے بار تلاش کئے ہیں جنہیں صفحہ قرطاس پر سجا کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اسے سیدۃ فاطمہؑ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل ہو اور اس کا اجر میرے والدین مرحومین کی ارواح کو ملے۔

احقر:

سید اسد ترمذی ایڈووکیٹ

Marfat.com

تاریخ جواب دے

کائنات میں سب سے زیادہ عطیات الہیہ سے مالا مال خاتون حضرت سیدہ النساء العلمین فاطمۃ الزاہرہ سلام اللہ علیہا جو کہ سرور کونین ؐ کے نور اول کا جزو کل نما ہونے کے ساتھ ساتھ محسنہ اسلام سیدۃ الزمان ملیکتہ العرب جناب خدیجتہ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوش کی زینت اور محسنہ اسلام سید البطحا محافظِ رسالت الہیہ سرکار ابو طالب صلواۃ اللہ علیہ کے گھر کی بہو ہیں اتنی ذی عظمت شہزادی کہ جس کے گھر کی روٹیوں کے دہر میں چرچے ہوں۔ جس کو بزم کساء میں مرکزی حیثیت حاصل ہو۔ ملکوت جس کے نور کی تجلی دیکھ کر سجدے میں گر جاتے ہوں۔ محبوب دو جہاں جس کے دروازے پر۔۔۔۔۔ آیہ تطہیر کی دستک دے کر اجازت طلب ہوں۔ وہ ملکہ عصمت کہ جس کے ظہور کے فوراً بعد اس کے بابا پر نماز شکر واجب ہو جائے۔ نبوت جسے اپنی تصدیق کے لیے مباہلہ جیسے معرکتہ الآراء موقع پر حجابات رسالت و امامت میں لے جائے۔ جس کی دہلیز ملائک کے آنے جانے کی جگہ ہو رسالت جس ملکہ کونین کی آمد پر سراپا محبت بن کر استقبال کے لیے کھڑی ہو جائے ملک الموت جس عصمت ماب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کی دہلیز پر احتراماً اجازت کے لیے رک جائے۔ جس کے بچوں کا ناقہ بنتے ہوئے آخری نبی اپنے منصب الہی میں کوئی جھجک محسوس نہ کرے فرشتے جس کی دہلیز سے بھیک مانگ کر فخر محسوس کریں۔ جس کے بچوں کا گہوارہ ملائکہ مقربین کے سپرد ہو۔ قرآن جس کے گھر کا تذکرہ ہو۔ سورہ رحمٰن جس کی شادی کا قصیدہ بن کر نازل ہو۔ سورہ کوثر جس خاتون معظمہ کی نسل پر گواہ ہو۔ سورہ حل اتی جس کی

84689

Marfat.com

سخاوت پر قرآنی سند ہو۔سورہ قدر جس کا پردہ بن کر اِذن نزول حاصل کرے۔آیت تطہیر جس کی طہارت کی قسمیں کھائے۔آیہ مودت میں جس کی محبت اجر رسالت قرار پائے۔نماز واجب کے دوران جس کے بچوں کو رسالت مآب حالت سجدہ میں اپنی پشت اطہر پر سوار ہونے سے مانع نہ ہوں۔رسالت اپنی ذات کا جسے ٹکڑا قرار دے۔رحمت الٰہیہ جس کے غضب ناک ہونے سے غضب ناک ہو جائے۔رضائے الٰہیہ جس کی رضا میں پنہاں ہو۔جس کے شوہر کو رسالت پناہ نبی کریم کی طرف سے کل ایمان کا تمغہ ملا ہو۔جس کے بیٹوں کو جنت کی سرداری حاصل ہو۔اللہ اہل آسمان کو پنجتن پاک علیہ الصلوت والسلام کا تعارف جس مخدومہ کے ذریعے کروائے۔جنت جس کی محبت کا ثمر اور جہنم جس کی رنجش کا نام ہو۔کل ایمان کا نصف ایمان،سرداران جنت کے لیے جنت اور رحمت کلیہ کے لیے رحمت بن کر جو اس عالم میں ظہور فرمائے۔

کیا وجہ تھی کہ اتنی خدائی عظمتوں اور الٰہی عطیوں کی مالک خاتون کو رسولؐ کے دنیا سے ظاہری طور پر جانے کے بعد کسی نے ہنستے ہوئے نہ دیکھا۔اور وہ کون سے حالات پیش آئے کہ سرور دو جہاں کی رحلت کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ملکہ کونین کو درد بھرے دل سے یہ مرثیہ کہنا پڑا۔

صبت علی مصائب لو انها
صُبت عَلی الا یامِ صَرنَ لَیَا لَهَا

کہ بابا آپ کے بعد مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

آخر کیوں؟ یہ جواب تاریخ بہتر انداز میں دے سکتی ہے۔مَیں تو بس یہی کہہ سکتا ہوں!

کاش سیدوں کی تاریخ میں نہ ہوتا
مسجد سے فاطمہؑ کا قبر نبیؐ پہ جانا

Marfat.com

مکاشفہ

صحرا میں رقص ابلیس جاری تھا۔ سیاہ قوتیں اپنے سارے ساز وسامان جنگ کے ساتھ برسر پیکار تھیں۔ بادشاہت کے حریص کتے حق کا ہاتھ چھیننے کی کوشش میں مصروف تھے۔ خیر وشر کی آخری جنگ جاری تھی۔ الٰہی نمائندے اپنے خون سے برسر صحرا نوشتہ توحید رقم کر رہے تھے۔ کٹے ہوئے ہاتھ پیاس کی شدت سے دریاء کے کنارے تڑپ رہے تھے۔

اچانک ایک کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

مَیں نے نگاہیں اٹھائیں میرے دل نے

دھڑکنا شروع دیا۔

ایک مستور جس کے سر پہ

پانچ پہلو تاج تھا۔ جس میں بارہ نگینے جڑے ہوئے تھے۔

سیاہ لباس میں ملبوس پہلو پہ ہاتھ رکھے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

ظالمو!

میرے جہیز پر پہرہ بیٹھا کر میری اولاد کو پیاسا قتل کر رہے ہو۔

Marfat.com

منازل نورانیہ

جس شعاع نور احمدی کا تعارف لکھنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ضروری امر یہ ہے کہ اس کی کیفیت اولیہ کی طرف اشارہ کیا جائے۔ یہ پارہ نور احمد اس طبقہ انسانیت سے تعلق رکھتا ہے۔جس کا ایک رُخ ذات واجب الوجود سے متصل ہے۔اور دوسرا ممکنات سے، اس کی صحیح تشریح کلام معصوم میں اس طرح فرمائی گئی ہے۔

کشعاع الشمس من الشمس

جس طرح سورج کا سورج کی شعاع سے تعلق ہے۔اسی طرح شمس ذات واجب سے انوار رسالت کا تعلق ہے۔پس جبکہ ہماری عقلیں اس کے ادراک سے عاجز ہیں تو لازم ہے کہ ان مقامات نورانیہ کے حالات وحی والہام کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اپنے قلوب کو منور کیا جائے۔

واضح ہو کہ جن حدیثوں میں یہ کیفیتیں بیان کی گئی ہیں۔انہیں احادیث انوار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔یہاں صرف چند احادیث اہل ایمان کی روشنی قلب کے لیے نقل کی جا رہی ہیں۔جس سے اس مخدومہ عالم کے منازل نورانیہ پر روشنی پڑے گی اور جس سے معلوم ہو گا کہ روحانیوں کی صفت میں موسومہ کی کیا شان ہے۔ بروایت انس بن مالک سید الانبیا سے منقول ہے۔کہ حضور اکرمؐ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا۔

Marfat.com

یا عم قد خلقنی اللہ و خلق علیها و فاطمه و الحسن و الحسنین قبل انحلق آدم بالغ عام حسین لا لسماء مبنیه والارض مدحیه ولا جبال مرسیه ولابحار مجریه ولا ریاح مسویه ولا شمس مغیه ولا قمرً امنو ر ولا نور ولا جنة ولانار.

ترجمہ: اے عم بزرگوار خداوند عالم نے مجھے اور علی و فاطمہ وحسن وحسین (صلوت اللہ علیہم) کو خلقت آدم سے دو ہزار سال پیشتر خلق فرمایا جس وقت کہ نہ آسمان کی بناء ہوئی تھی۔ نہ زمین بچھائی گئی تھی۔ نہ سربفلک پہاڑ تھے۔ نہ متلاطم سمندر نہ ہواؤں کے جھونکے تھے۔ نہ چمکدار سورج نہ چاند کی روشنی نہ نور کی روشنی نہ جنت کا وجود نہ آتش کا۔

(مصباح الانوار، غایۃ المرام، سیرۃ الفاطمہ)

خالق کی اپنے حسن میں تخلیق بڑھ گئی
سورج میں ایک قوس قزح میں ہے سات رنگ

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ ان پنجتن پاک کا وجود اس وقت خلق ہوا جب کائنات میں اللہ کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔ اس وقت کوئی شے وجود نہیں رکھتی تھی۔ یہاں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ایک لطیف نکتہ بھی ہے کہ اس وقت نور وجودی بھی نہیں تھا۔ نور کی خلقت ان کے بعد معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مطلب عند التحقیق یہی نکل سکے گا۔ کہ ان بزرگواروں کو جہاں نور سے تعبیر کیا اس سے حقیقت نورانیہ مراد ہے۔ نہ کہ نور محسوس اس حقیقت کا سوائے خالق کائنات کے کسی کو نہیں ہوسکتا ہے۔ اور جہاں تک نور زہراؑ کا تعلق ہے۔ علل الشرائع میں ہے۔ کہ امام جعفر صادقؑ سے جابر بن عبداللہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ خداوند عالم نے فاطمہ زہراؑ کو اپنی عظمت کے نور سے خلق

Marfat.com

کیا فرمایا جب یہ نور چمکا تو سارے زمین و آسمان روشن ہو گئے اور ملائکہ کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو گئی۔ اور تمام ملائکہ اس نور کی ہیبت و جلال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور انہوں نے درگاہ خداوندی میں عرض کی بار الہا یہ کونسا نور ہے۔ جواب ملا یہ نور میرے نور سے ہے۔ اس کو میں نے اپنے آسمان میں ساکت کیا ہے اور اس کو اپنی عظمت سے خلق کیا ہے اور اس کو اپنے انبیاء میں افضل ترین کے صلب میں ظاہر کرونگا۔ پھر اس نور سے آئمہ ظاہر کرونگا۔ جو میرے امر کو قائم کریں گے۔ اور میری طرف رہنمائی کریں گے۔

ایک اور حدیث درج کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ عالم اشباح میں تصویر نورانی فاطمہ زہراؑ کس طرح جلوہ گر تھی۔

بحار الانوار جلد عاشر و جلد سابع (249) میں حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب خدا نے حضرت آدم و حوا علیہم السلام کو خلق فرمایا تو انہوں نے جنت میں افتخار کیا اور آدم نے حوا سے کہا کہ خداوند نے کوئی مخلوق ہم سے بہتر خلق نہیں کی۔ پس خدائے جل وعلا نے حضرت جبرائیل کو وحی کی کہ میرے ان دونوں بندوں کو جنت الفردوس اعلیٰ میں لے آؤ۔ جب دونوں فردوس میں داخل ہوئے تو ایک شہزادی کو دیکھا جو فرش جنت پر جلوہ افروز تھی۔ اس کے سر پر تاج نورانی تھا اور اس کے کانوں میں نور کے آویزے تھے اور اس کے چہرے کی ضیاء حسن سے تمام جنت روشن ہو رہی تھی۔ پس حضرت آدم نے جبرائیل سے پوچھا۔ یہ شہزادی کون ہے؟ جس کے چہرے کے حسن سے تمام جنت روشن ہے۔ جبرائیل نے کہا یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ ہے۔ جو آخری زمانہ میں تیری اولاد سے بنی ہوگا۔ حضرت آدم نے پوچھا یہ تاج کیسا ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ اس کا شوہر علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ پھر پوچھا اس کے کانوں میں گوشوارے کیسے ہیں؟ جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ اس کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ حضرت آدمؑ نے سوال کیا کیا یہ مجھ سے پہلے خلق ہوئے ہیں؟ جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ تمہاری خلقت سے

Marfat.com

چار ہزار سال پہلے غامض علم خدا میں موجود تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار اس وقت موجود تھے جب زمانہ کا وجود نہیں تھا بلکہ خود جبرائیل کی خلقت ان کے بہت بعد میں ہوئی۔ بلکہ جبرائیل ایک شعاع ہے آفتاب علویہ کی۔

ان ہستیوں کی خلقت ہونے کے متعلق اشارہ مہاتما گوتم بدھ نے یوں کیا ہے۔

"اے آنندمی تیر یادہ ہے جو سب مبعوث ہونے والوں کا سلسلہ ختم کردے گا اُس کے سر پر پانچ پہلو تاج ہوگا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور اُس کے بڑے ہیرے کا نام ' آلیا' ہوگا۔"

یادرکھو یہ سب پاک جسم ابتداء سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے۔ ظالم لوگ اس کے موتیوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اور اُن کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ مگر مالک اُس کے نام، اُس کے کام اور اُس کی نسل کو دنیا کے خاتمے تک باقی رکھے گا۔

(بودھیا پرکاش مولفہ ویدشاہتری لالہ گوبند)

لہذا گوتم بدھ نے بھی اس حقیقت سے متعلق بیان کیا کہ یہ ہستیاں اپنی ولادت ظاہری سے پہلے خلق ہو چکی تھیں۔ سیرۃ الفاطمہ میں بروایت صادق آل محمد علیہ اسلام فرمان رسول موجود ہے۔ سیدالانبیاء نے ارشاد فرمایا۔

پھر خداوند عالم نے میری بیٹی فاطمہؑ کے نور کو شگافتہ کیا اور اس سے زمین و آسمان خلق فرمائے۔ پس زمین وآسمان میری بیٹی فاطمہؑ کے نور سے ہیں اور میری بیٹی فاطمہؑ کا نور نورِ خدا سے ہے۔ اور میری بیٹیؑ زمین و آسمان سے افضل ہے۔

Marfat.com

ثم فتق نور ابنتی فاطمه فخلق منه السموا و الا ر ض فا السموات والار ض من نور ا بنتی فاطمه و نور ابنت فاطمه من نور الله و انبتی فامه افضل من السموات والارض.

حدیث کہ اس فقرہ میں سید الانبیاء نے سیدہ کونین کی شان بیان فرمائی ہے۔نور فاطمہؑ جو زمین وآسمان کے لیے اصل قرار پایا ہے۔اس کی شان کا اندازہ کیسے ہوسکتا ہے؟

معانی الاخبار اور علل الشرائع میں ہے کہ عمارہ نے اپنے باپ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادقؑ سے حضرت فاطمہؑ کی بابت سوال کیا کہ آپ کو زہرہؑ کیوں کہتے ہیں؟ تو امام نے فرمایا کہ

حضرت فاطمہؑ جس وقت محراب عبادت کے لیے کھڑی ہوئی تھیں۔تو آپ کا نور آسمان والوں کے لیے اس طرح ظاہر ہوتا تھا جس طرح ستاروں کا نور زمین والوں کے لیے نمایاں ہوتا ہے۔

ولادت:

سیدہ کونین کا وجود نورانیہ ہمیشہ سے ہدایت انسانی کے فرائض سرانجام دیتا آیا ہے۔ لیکن یہ نور لباس انسانی میں ہدایت انسانیہ کے لیے یوم جمعہ 20 جمادی الآخر بعد بعثت 5 سال اور ہجرت سے 8 سال 8 مہینے اور 22 دن قبل جلوہ گر ہوا۔ بمطابق عیسوی 615ء محلہ سوق اللیل یہ تاریخ پیدائش جناب محمد باقر سے مروی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ اس نورانی مخلوق کی آمد کے حالات عام انسانی حالات سے بالکل مختلف ہیں انکی ولادت میں نجس مادے کو دخل نہیں ہوتا۔ جس سے عام انسانوں کی خلقت ہوا کرتی ہے۔ جو شخص ایسا خیال کرے وہ تطہیر کلی کے معنی سے بے خبر ہے۔ اگر کوئی شخص ان کی ولادت میں ان اسباب کا شامل ہونا خیال کرتا ہے تو

Marfat.com

درحقیقت وہ قرآن کی آیت کا منکر ہے۔جس میں ارشاد ہے

"انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل لبیت و یطاھر کم تطھیرا"

تو جب اللہ ان کی ہر نجاست سے پاک رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ان اسباب کی نجاستوں کو ان کے قریب کیسے آنے دے گا۔یہی وجہ تھی کہ ظہر کے بعد آقا حسنؑ کی ولادت ہوئی۔ اور سیدہؑ نے ولادت حسنؑ کے فوراً بعد نماز عصر ادا کی۔یہ عالم امر کے افراد ہیں ان کے لیے ان اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔اس حقیقت کا اندازہ قرآن مجید میں طبقہ انبیاء کے حالات سے لگایا جا سکتا ہے۔قرآن میں قصہ حضرت عیسیٰ، حضرت یحییٰ و حضرت اسحاق وغیرھم کی ولادت میں اس مادے کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہے۔بعض افراد ان قصوں کی عبارتوں کو درہم برہم کر ان بزرگواروں کو اپنی صف میں لانے کے درپے ہیں۔لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے۔تو ایسے افراد کو فی الحقیقت نور بصیرت سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے۔جس طرح ان کی طینت ہم سے الگ ہے۔ اسی طرح ان کے دنیا میں آنے کے اسباب بھی ہم سے قطعاً مختلف ہیں اللہ نے بروئے قرآن اہلبیت نبوت کو نجاسات جاہلیت سے نجس نہیں کیا اور نہ ان کی قبائے تطہیر کو کسی قسم کی نجاست سے مس ہونے دیا آپ ہمیشہ سے نور تھے اور ہمیشہ نور ہی رہو گے۔آپ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور ہر عالم میں آپ کے حقائق موجود ہیں۔

سیدہ کونین کا نور کیفیت حمل میں اپنی والدہ خدیجۃ الکبریٰ کی تسکین کا سامان بنا۔اور 5 بعثت کو دنیا میں ظہور کر کے سید الانبیاء سے ابتری کا نشان مٹا کر کفار کے طعنوں کا جواب دیا۔ آپ کی کیفیت ولادت بحار الانوار میں علامہ مجلسی نے بیان کیا ہے کہ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے صادق آل محمد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب سیدہ کی ولادت کس طرح ہوئی۔آپؑ نے فرمایا کہ

جب آپ کی ولادت کا وقت آیا اُس وقت آپ نے قریش کی عورتوں کو کہلا بھیجا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ تم نے ہمارا کہنا نہ مانا اور یتیم عبداللہ سے شادی کر لی۔جس کے پاس

Marfat.com

کچھ بھی مال نہیں۔ جو غریب ہے۔ اب ہم نہیں آتے۔ اس جواب سے خدیجتہ الکبریٰ مغموم ہوئیں۔ اسی اثناء میں خدیجہ نے دیکھا کہ چار سرو قامت عورتیں داخل ہوئیں جو بظاہر بنی ہاشم کی عورتوں سے معلوم ہوتی تھیں۔ خدیجتہ الکبریٰ کو ان کے اچانک آجانے سے خوف محسوس ہوا۔ ان عورتوں میں سے ایک نے بڑھ کر کہا ملول نہ ہو ہمیں خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ہم تمہاری بہنیں ہیں میں سارہ زوجہ ابراہیم ہوں۔ یہ آسیہ بنت مزاحم ہے۔ جو حقیقت میں تیری مصاحب ہے یہ مریم بنت عمران ہے۔ اور یہ کلثوم خواہر موسیٰ ہے۔ ہمیں خدا نے تمہاری خدمت کے لیے بھیجا ہے۔ اس میں ایک خدیجہ کے دائیں جانب بیٹھی اور ایک بائیں جانب ایک پشت کی طرف اور ایک سامنے بیٹھ گئی۔ پس جناب سیدہ کونین کا نور لباس بشری میں ظاہر ہوا۔ جب زمین پر تشریف لائیں۔ تو چہرہ اقدس سے نور چمکا جس کی چمک مکہ کے تمام گھروں میں پہنچی اور مشرق و مغرب میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں اس نور کا پرتو نہ پہنچا ہو۔ پھر دس حوران جنت حاضر ہوئیں۔ اور ہر حور کے ہاتھ میں طشت و آفتابہ جنت تھا اور آفتابہ آب کوثر سے لبریز تھا۔ پھر سفید براق خوشبو میں بسے ہوئے پارچے نکالے۔ ایک پارچہ آپ کو پہنایا ایک اوپر اوڑھا دیا۔ پھر فاطمہؑ سے کلام کرنا چاہا تو فاطمہؑ نے اولاً جواب دیا۔

"اشهدان لا اله الاالله وان ابی رسول الله سید الانبیاء و ان بعلی سید الاوصیا. و ولدی سادة الاسباط" ....

"مَیں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ذات وحدہ لاشریک کے کوئی خدا نہیں ہے اور میرے معہ بزگوار خدا کے رسولؐ اور سردار انبیاء ہیں اور میرا شوہر سردار اوصیا ہے اور میری اولاد بہتر از انبیائے بنی اسرائیل"۔

پھر آپ نے ان بیبیوں کو سلام کہا اور ایک ایک کا نام لیکر سلام کہا۔ وہ ہنستی ہوئیں آپ کی طرف بڑھیں۔ حوروں نے آپس میں مبارکباد دی۔ اہل آسمان نے ایک دوسرے کو ولادت کا

Marfat.com

مژدہ سنایا۔ اور آسمان مین ایک ایسا نور ظاہر ہوا۔ جو اس نے قبل ملائکہ نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اب ان عورتوں نے مبارکباد دینے کے بعد کہا کہ خدیجہ اس طاہرہ مطاہرہ زکیہ میمونہ کو لو۔ خدیجہ نے ہنسی خوشی اس نورانی مولود کو لیکر سینہ سے لگالیا۔

ولادت معصومہ کے حالات جو اس حدیث معصوم میں بیان ہوئے ہیں تمام آئمہ کے متعلق آپ کو اسی قسم کے امور نظر آئیں گے۔

سیدہ کا اسم گرامی:

یہ "ف" سے فہم بشر کا حاصل "الف" سے الحمد کی کرن ہے
یہ "ط" سے "طہ" کے گھر کی رونق "م" سے منزل محن ہے
یہ "ہ" سے ہر دوسرا کے سلطان کے دین کی پُر نور انجمن ہے
یہ "ز" زینت زمین کی "ہ" سے ہدایتوں کا ہرا چمن ہے
یہ "ر" سے رہبرِ رہ وفا کی "الف" سے اول نسب ہے اس کا
اسی ہی نام "فاطمہ" ہے جناب "زہرہ" لقب ہے اس کا

جہاں تک ان انوار مقدسہ کے اسماء کا تعلق ہے۔ خالق کائنات نے روز اول ہی ان کے نام رکھ دیئے تھے۔ جس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بخوبی ہوتی ہے۔ بحار الانوار میں بروایت ابن عباس ہے کہ سید الانبیاء نے علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ جب اللہ نے آدم میں روح پھونکی اور ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا۔ اسے جنت میں پھرایا تو اس وقت آدم نے نگاہ عرش کی جانب بلند کی۔ تو عرش پر پانچ سطریں نورانی لکھی ہوئی تھیں۔ عرض کیا خداوندیہ کیسی تحریر ہے ارشاد باری ہوا یہ وہ لوگ ہیں جن کے وسیلے سے میری مخلوق محمد سے شفاعت کی خواہش کرے تو میں قبول کرونگا۔ آدم

Marfat.com

نے عرض کی خداوندان کے مراتب عالیہ کا صدقہ ان کے نام بتا۔ ارشاد ہوا کہ میں محمود ہوں اور یہ پہلا محمدؐ ہے۔ مَیں عالی ہوں اور دوسرا علیؑ ہے۔ مَیں فاطم ہوں اور تیسری فاطمہؑ ہے مَیں محسن ہوں چوتھا حسنؑ ہے مَیں صاحب احسان ہوں پانچواں حسینؑ ہے۔ یہ سب خدائے عزوجل کی حمد کرتے ہیں۔

اس حدیث سے علم ہوا کہ جناب فاطمہ الزاہرا سلام اللہ علیہا کا نام فاطر السموات سے مشتق ہے۔ عطا، فرماتے ہیں۔ **اَلْفَاطِمَة مِنَ الفطمِ** لفظ فاطمہؑ کا مادہ فاطم ہے۔ **الفطم اَمی اللعتق عَنِ النارِ ہ** فطم کے معنی ہیں۔ " آزادی اور نجات" و فاطمہؑ کا معنی ہے آتش جہنم سے بچانے والی۔ ایک روایت میں ہے: **لَاَ انَّ اللہ فَطَمَهَا وَ ذُرِّ یَّتَهَا عَنِ النَّارِہ**

آپ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔

حضرت امام اعظم کے صحیح جانشین جناب ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

نسائی سے مرفوع روایت ہے کہ آپ کا نام فاطمہؑ اس لیے ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ کو اور آپ کے محبوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ لہذا یہ نام اللہ نے رکھا کیونکہ یہ دوزخ کی آگ سے بچانے والی ہے۔

لہذا پتہ چلا کہ اگر کوئی فاطمہؑ سے محبت کر کے جہنم کی آگ میں جلے یہ بھی اللہ کی توہین ہے۔ اور کوئی فاطمہ کو ناراض کر کے جنت میں چلا جائے یہ بھی اللہ کی توہین ہے۔

تحت الثریٰ ہے بغض علی کی گھٹن کا روپ

جنت میرے حسین کی بخشش کا نام ہے

کوثر علی کے سجدہ وافر کی ہے زکوۃ

دوزخ بتول پاک کی رنجش کا نام ہے

Marfat.com

کنیت:

صاحبان بصیرت کے لیے سیدہ کونین کی چند مشہور کنیتیں درج کی جاتی ہیں۔

(i) ام الحسنؑ (ii) ام الحسینؑ (iii) ام المحسنؑ

(iv) ام الائمۃؑ (v) ام ابیھا (vi) ام السبطینؑ وغیرہ

ان تمام کنیتوں میں سب سے قابل غور کنیت ام ابیھا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہاں اس کنیت کے ظاہراً معنی نہیں لیے جاسکتے ہیں۔ لیکن ایک حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کہ سیدہ کونین کی محبت و خدمت سید الانبیاء کے ساتھ ایسی ہوگی کہ سید الانبیاء کو ام ابیھا پکارنا پڑا۔ یقیناً سیدہ کو دیکھ کر اپنی والدہ یاد آ جاتی ہوگی۔ اس لقب میں ام کے معنی مقصود یا قصد لیے جائیں گے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہوگا۔ یعنی دختر بلند اختر، جو اپنے بزرگوار کا مقصود اصلی ہے۔ اور مقصود رحمۃ اللعالمین کا مقصود خود مقصود خدا ہے۔

القابات:

آپ کے القابات کو بے شمار ہیں بعض کتب و احادیث و سیر میں آپ کے ایک سو سے زائد القابات منقول ہیں۔ یہاں چند القابات کا ذکر کیا جارہا ہے۔ یہ مقدس القابات بعض مفرد ہیں اور بعض مرکب، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض القابات کے معنی و مطالب کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔

طاہرہ:

آپ کا ایک لقب طاہرہ ہے۔ یعنی پاک دامن۔۔۔ اور پاک بدن۔

سیدہ فاطمہ سلطنت اسلام کی وہ مقدس شہزادی ہیں جو ہر قسم کی ظاہرہ و باطنی آلائش پاک و مبرا تھیں۔

Marfat.com

اسما بنت عمیس زوجہ خلیفہ اول فرماتی ہیں کہ میں نے امام حسنؑ کی ولادت کے حالات حضورؐ سے بیان کیے اور عام ولادت سے مختلف کیونکہ نماز ظہر سیدہؑ نے پڑھی اور آقا حسنؑ کا ولادت ہوئی۔ ولادت کے بعد جناب سیدہؑ نے عصر کی نماز پڑھنے کے لیے مصلے پر گئیں اسما بنت عمیس کے تعجب پر حضور نے ارشاد فرمایا۔

اَمَا عَلِمتِ اَوّ فاطمة الزاهرا مطهره (ترمذی مشکوہ)

کیا تم نہیں جانتی فاطمہ طاہرہ اور مطاہرہ ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے

"سیدہ زاہدہ، طیبہ، طاہرہ، جان احمد کی راحت پر لاکھوں سلام"

بتولؑ:

1۔ آپ کا ایک لقب بتول ہے۔ بتول کے معنی ہیں وہ ہستی جو ہر محبت سے کٹ گئی ہو۔ آیہ مبارکہ **و تبتل الیہ تبتیلہ** اس لقب کے معنی ظاہر کرتی ہے اور آپ اس کی پوری پوری مصداق ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے معنی ہیں جو انسانی نجاستوں سے دور ہو۔

2۔ سیدہ الانبیاء سے کسی نے پوچھا کہ بتول کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا! کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہیں۔ بتول اس عورت کو کہتے ہیں جس کو کبھی نجاست نسوانی نے نہ چھوا ہو،

3۔ بتول اس عفیفہ عورت کو کہتے ہیں جس کو مردوں کی طرف میلان نہ ہو۔

حضرت مریم کو بتول اسی معنی سے کہتے ہیں اور فاطمہ کا نام بتول اس لیے رکھا گیا کہ آپ فضل و دین کے لحاظ سے اپنے زمانے کی عورتوں سے علیحدہ تھیں۔

زہراؑ :

آپ کا ایک لقب زہراؑ ہے۔ زہرا کلی کو کہتے ہیں۔ سیدہ الانبیاء نے فرمایا:

Marfat.com

اِذَا اشتقت یرئحة الجنة شمعتُ رَقَبَهِ فَاطِمَة

یعنی جب میں جنت کی خوشبوسونگھنا چاہتا ہوں تو فاطمہ کے سر اور گردن کو سونگھ لیتا ہوں۔ مجھے فاطمہؑ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے جب پوچھا گیا کہ زہرا کیوں کہتے ہیں فرمایا!

کہ جب فاطمہ محراب عبادت کے لیے کھڑی ہوتیں تو آپ کا نور آسمان والوں کے لیے اس طرح ظاہر ہوتا تھا۔ جس طرح ستاروں کا نور زمین والوں کے لیے نمایاں ہوتا ہے

العذراؑ: عذرا کے معنی بھی قریب قریب بتول سے ملتے ہیں۔

محدثہؑ: محدثہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جس سے فرشتے باتیں کرتے ہوں۔ اور جناب سیدہ کے لیے یہ امر ہرگز تعجب خیز نہیں جس کے دروازے پر فرشتے بھکاری بن کر آتے ہیں جس کی چکی فرشتے چلاتے ہوں جس کے بچوں کا جھولا فرشتے جھلاتے ہوں جبکہ قرآن میں مریم کا قصہ موجود ہے جناب سارہ کے حالات موجود ہیں کہ ان سے فرشتوں نے باتیں کہیں۔ جناب سیدہ اُن سے بہت بلند ہیں۔

نورانیہؑ:

بلحاظ حقیقت اصل آپ کا لقب نورانیہ ہے۔ یہ لقب حقیقت اولیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

سماویہؑ:

بلحاظ رفعت شان آپ کا لقب سماویہ ہے۔ حسب تفسیر اہلبیت رسول اللہ کا نام قرآن میں سماء ہے۔ اور یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ سیدہ کا سماء کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

Marfat.com

صدیقہؑ: ایسی عورت جس کی زباں سے کبھی ایسا کلمہ جاری نہ ہوا ہو جس میں شائبہ کذب ہو۔اس لقب کی حقیقی مصداق آپ ہی ہو سکتی ہیں۔کیونکہ اللہ کا قرآن اور مباہلہ کا میدان آپ کی اس صفت کا شاہد ہے۔جہاں خالق نے اپنے دین کی سچائی ثابت کرنے کے لیے سچوں کے ساتھ بھیجا۔اب اگر کوئی آپ کی صداقت پر گواہی طلب کرتا ہے تو حقیقت قرآن کا انکار کرتا ہے۔اگر زمانہ آپ کی اس صفت کو تسلیم نہیں کرتا ہے تو مبتلائے جہالت ہو جائیگا۔

رضیہؑ:۔ بلحاظ اقوال آپ رضیہ ہیں۔یعنی جو لفظ بھی آپ کی زبان اقدس سے نکلتا ہے۔وہ رضاؤ تسلیم کی حقیقت لیے ہوئے نکلتا ہے۔

i۔الزکیہ بالعد الةؑ	آپ کی عدالت نے آپ کو مزکی کر دیا ہے۔
ii۔المبارکہ بالا حوالؑ	حالات کے لحاظ سے مبارک اور بابرکت ،جس میں سوائے خیر کے کچھ نہ ہو۔
iii۔الطاھرہ بالافعالؑ	تمام افعال لہو ولعب سے پاک اور طاہر و مطہر ہیں۔
iv۔المحدثة بالشفقةؑ	کیونکہ آپ جزو نور رحمتہ اللعالمین ہیں۔لہذا آپ کی جو بات ہوتی ہے وہ شفقت ورحمت کے جواہر سے آراستہ ہوتی ہے۔
v۔والحرة بالنفقةؑ	صفت ایثار کی طرف اشارہ ہے۔
vi۔العابدة الوفیتہؑ	حق عبادت وفات کرنے والی۔
vii۔الذاھدة الصفیہؑ	زہد صدق و صفائے آراستہ تھے۔
viii۔القانتہ العفیفہؑ	زندگی کا ہر لحظہ اطاعت پروردگار میں گزارنے والی اس دوام اطاعت کا لازمی نتیجہ عفت وعصمت ہے۔
ix۔الحصان بالمکانؑ	پاکدامنی اور گوشہ نشینی کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

X۔مریم الکبریٰ بالسرّالعظمۃ حجاب عظمت میں آپ کا درجہ مادرِ عیسیٰ سے بہت بلند ہے۔
یعنی اس میں آپ مریم کبریٰ ہیں۔

xi۔العلیا بالسرالعصمۃ سرِ عصمت میں آپ کا مرتبہ انبیائے سلف سے لیت اعلیٰ ہے۔

xii۔السماویہ بالعبادۃ عبادت الٰہیہ میں مَیں بلند درجہ کی حامل ہیں۔یعنی جتنے دن علی مصلے پر اتنے ہی دن جناب زہرا مصلے پر ہوتی تھیں۔
عبادت میں شوہر کے ہم پلہ ہیں۔

xiii۔الکریمۃ المظلومۃ وہ صاحب کرم جن پر ظلم کیا گیا ہو۔

xiv۔المغعوتیہ فی الانحیل انجیل میں آپ کی ثناء وتعریف کی گئی ہے۔

xv۔صاحبۃ شحرہ طوبیٰ شجرہ طوبیٰ کی مالک۔

اس کے علاوہ مختلف کتب میں سیدہ کے درج ذیل القابات بھی موجود ہیں۔

الحصان ۔الحرۃ۔السیدہ ۔ الحورہ ۔المبارکہ۔الذکیتہ۔الراضیۃ ۔المرضیہ۔ الحانیہ ۔الرضیتہ۔بالمقالۃ۔المر حنتہ بالالۃ۔والحرۃ بالنفقہ ۔والسیدہ بالصدقہ ۔التبول فی الزمان ۔الزھرا بالاحصان۔الحانیہ بالزھادہ۔العذرابا لولادۃ ۔العظمی بالبر ۔وعزہ جبین التفیسر والتاویل ۔درۃ صدف الوحی والتزیل ۔السیدۃ المھضومہ ۔ذات الاصل الزکی والفرع الطریٔ ۔السیدۃ انسوان۔حبیبۃ الحبیب الرحمن ۔ورآثۃ سیدالانبیاء۔قرینۃ سیدالاوصیاء ۔ وصاحبتہ الوصی ۔السیدہ الرشیدہ۔سیدہ النساء ۔قرۃ العین سیدہ الخلائق احمین۔ صفیۃ الرحمن ۔بضعۃ شفیع الامۃ ۔زھرۃ الفتوۃ۔ راحۃ روح المصطفیٰ ۔ ابنۃ خیر المرسلین۔المعظمۃ بکل خیر۔

جاننا چاہیے کہ ان مقدس ہستیوں کے القابات مبالغہ اور اغراق کی بناء پر نہیں ہوتے۔

Marfat.com

بلکہ واقعیت سے تعلق رکھتے ہیں۔اور جہاں تک سیدہ عالمین کے اسماء القابات کا تعلق ہے تو یہ تمام القابات معدن وحی سے نکلے ہوئے ہیں۔

مقامِ عصمت

انبیا کرام، دوازدہ امام اور جناب مریم و فاطمہ کی عصمت کا اعتقاد مسلمات سے ہے۔
لیکن بد قسمتی سے بعض مسلمان جوان کی حیثیت کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے۔ حالانکہ یہ تمام معصومین کاملین کی صف میں آتے ہیں۔ یہ مہد سے لیکر لحد تک تمام صغیرٰی و کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔کسی معصوم سے عمداً یا سہواً کوئی خطا سرزد نہیں ہوتی۔ہم چونکہ ناقص انسان ہیں ہم بعض دفعہ بھول کر غلطی کر بیٹھتے ہیں یا کبھی جان بوجھ کر غلطیاں اور گناہ کرتے ہیں ہمارا بڑے سے بڑا عالم بھی بے عیب نہیں ہوتا ہے۔اللہ نے ان غلطیوں اور گناہوں سے بچانے کے لیے ہماری ہدایت کے واسطے نبی اور امام بھیجے نبی و امام کا تمام کمزوریوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ ہماری ہدایت نہ کرسکیں گے۔ بلکہ ضرورت ہوگی کہ بھول چوک اور غلطی کے موقع پر کوئی ہماری ہدایت کرے۔لہذا اللہ کاملین کو ناقص کی ہدایت کے لیے اپنی مخصوص مہربانی سے ایسا عالم پاک نفس بنا دیتا ہے۔ کہ وہ نہ کبھی کسی غلطی کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ان سے کوئی گناہ ہوسکتا ہے۔اسی مخصوص مہربانی سے ایسا عالم اور پاک نفس بنا دیتا ہے۔ کہ وہ نہ کبھی کسی غلطی کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ان سے کوئی گناہ ہوسکتا ہے۔اسی مخصوص عطاء کا نام عصمت ہے۔

سیدہ کونین اس شجرہ عصمت کا پاک و پاکیزہ پھول ہیں۔ کہ جس کا باپ بھی معصوم ہے۔اور شوہر بھی معصوم ہے۔اس کے علاوہ گیارہ معصومین کی جدہ اعلیٰ بھی ہیں۔بعض افراد ہم پر

Marfat.com

اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ان کو معصوم کیوں جانتے ہو؟ حالانکہ معصوم صرف انبیاء کرام ہی ہو سکتے ہیں غیر انبیا معصوم نہیں ہو سکتے۔ یہاں پر اگر غور کیا جائے تو انہیں یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ ہم نے یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے لیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا!

ان عبادی لیس لك علیهم سلطان و کفیٰ بد لك و کیلا

میرے بندوں پر تو غلبہ نہ پا سکے گا ان کے لیے تیرہ پروردگار کافی ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات جب خدا نے شیطان سے کہہ دی کہ تو میرے خالص بندوں پر غلبہ نہیں پا سکے گا۔ اور قرآن ہی میں شیطان نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے

لاغو ینهم اِلا عبادك المخلصین

کہ مَیں ہر ایک کو گمراہ کرونگا سوائے تیرے خالص بندوں کے۔

تو جب شیطان کا اقرار بھی قرآن میں موجود ہے کہ اللہ کے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا تو انبیادء سے پہلے اُس کے مصداق تو چودہ ہستیاں ہین جن کے وسیلے سے انبیاء کی مشکلات دور ہوئیں۔ خالق کائنات نے جن کی عصمت و طہارت کی قسمیں قرآن میں کھائیں۔ جن کے ایک عمل کی عظمت کی گواہی کے لے پوری سورہ دہر آ جائے۔ اور جس خاتون جنت کے لیے سید الانبیاء کھڑے ہو جائیں اس سے بڑھ کر اللہ کا خالص بندہ کون ہو سکتا ہے؟ اس حقیقت کو برادران اہلسنت نے بھی تسلیم کیا۔ "منصب امامت" میں عصمت اولیاء کا عنوان قائم کیا ہے۔ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:۔

مقامات ولایت میں ایک مقام عظیم عصمت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی ہے۔ جو معصوم کے تمام اقوال، افعال، اخلاف، احوال، اعتقادات، اور مقامات کو راہ حق کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ اور حق سے روگردانی کرنے سے مانع ہوتی ہے۔

Marfat.com

یہی حفاظت جب انبیاء سے متعلق ہوتو عصمت کہتے ہیں۔اور جب کسی دوسرے کامل سے متعلق ہوتو اُس کو حفظ کہتے ہیں۔پس حفظ اور عصمت حقیقت میں ایک ہی چیز ہیں لیکن ادب کے لحاظ سے عصمت کا اطلاق اولیاء اللہ پر نہیں کرتے حاصل کلام یہ ہے کہ اس مقام میں مقصود یہ ہے۔حفاظت غیبی جیسا کہ انبیاء کرام کے متعلق ہے ایسا ہی ان کے بعض تبعین کے متعلق ہوتی ہے۔

اس مقام پر صاحب بصیرت کے لیے ایک جملہ لکھنا چاہ رہا ہوں کہ فرشتے جن کو اللہ نے معصوم خلق کیا ہے۔جو خالصتاً اللہ کی معصوم مخلوق ہے۔جب ایسی مخلوق سیدہ کونین کے گھر کی چکی چلائے۔جن کے جھولے جھلائے کیا وہ معصوم نہیں ہونگے؟ یقیناوہ ان سے بڑھ کر معصوم ہیں۔

اور جہاں تک عصمت زہرا کا تعلق ہے۔تو کائنات کا سب سے بڑا معصوم جس خاتون کے آنے پر اٹھ کر کھڑا ہو جائے جب اس کے دروازے پر آئے تو آیتیں پڑھے اس کا مقام عصمت کیا ہوگا؟ وہ کس مقام عصمت پر فائز ہوگی؟

چنانچہ ان ہستیوں گوائے کی عصمت وطہارت کے بارے میں شاہ اسماعیل شہید نے منصب امامت میں جو احادیث درج کی ہیں۔وہ درج ذیل ہیں۔پیغمبر اکرم نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا۔

القرآن مع علی و علی مع القرآن

پھر ارشاد فرمایا!

انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اهل بیتی ولن یفتس قاحتیٰ یر دا علی الحوض

میں تمھیں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ ہے اور دوسرے میرے اہلبیت (یعنی عترت) اور یہ دونوں جدا نہیں ہونگے حتیٰ کے حوض کوثر پر آئیں گے۔

Marfat.com

ہم پر صاحبان بصیرت کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر اسلام کے ان فرامین کو غور سے مطالعہ کرے کہ جب سرور کائنات نے فرمادیا کہ علیؑ اور قرآن جدا نہیں ہونگے۔ اور یہ کہ قیامت تک عترت رسولؐ اور قرآن ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ تو فرمان رسولؐ کا صاف مطلب یہی ہے کہ ان کی ساری زندگی قرآن کے مطابق ہے تو پھر غلطی کا امکان کہاں آئے گا؟ اس لیے ایک عیسائی مورخ مادیت کا پرستار فلپ کے ہٹی نے دنیا جہاں کے ہادیوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھا کہ دنیا جہاں کے تمام ہادیوں سے بڑھ کر شیعوں کے ہادی مجھ غلطی اور گناہ سے پاک نظر آئے۔ اس گھرانے کی عصمت کی سب سے بڑی دلیل ان کی اپنی پاک و پاکیزہ زندگی ہے کہ آپ کے دشمن بھی آپ کے کردار میں غلطی نہ نکال پائے۔ نامور عالم دین وحید الزمان حیدر آبادی کتاب لغاتِ الحدیث میں آئمہ اثناء عشر کی معصومیت کو تسلیم کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ اس گھر کی عصمت پر سب سے بڑی دلیل سورہ احزاب کی آیہ مبارکہ ہے۔

انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطاھرکم تطھیرا

اب جن کو پاک رکھنے کا ارادہ اللہ کرے وہ نجاست و گناہ کے قریب کیسے جاسکتے ہیں؟

Marfat.com

سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قرآن کی نظر میں

عالمہ غیر معلمہ سیدہ فاطمہ زہراؑ اپنی حیثیت میں خود ناطق قرآن اورام الکتاب ہیں۔اور قرآن صامت کی ہر آیت ان کے اعمال حسنہ کی قبولیت کی سند پر نازل ہوئی۔ یایوں کہوں کہ قرآن صامت در حقیقت محمد وآل محمد کے افعال وکردار پر الٰہی دادو تحسین کا نام ہے۔ یہ صفات الٰہیہ کی مظہر ہستیاں رضائے الٰہیہ بن کر اعمال کرتی رہیں۔خالق کائنات ان اعمال کو قرآن میں تحریر کرواتا رہا۔قرآن صامت اس عمل الٰہی کا بھی ترجمان ہے۔جس میں وہ ذات واجب ہمیشہ سے مصروف عمل ہے۔اور وہ عمل ہے ان انوار مقدسہ پر درود بھیجنا۔جن ہستیوں کے تعارف کا ذریعہ فاطمہ بنیں۔انسان اگر ان اسرار رموز سے واقف ہو جائے تو عالم اصغر سے عالم اکبر میں تبدیل ہو جائے گا۔کہ خالق کائنات جو ہر چیز سے بے نیاز ہے۔لیکن جس چیز سے بے نیاز نہیں ہے وہ ہے انوار مقدسہ، مخلوق اول پر درود بھیجنا۔چنانچہ اہل بیت رسول کا وجود کتاب اللہ ہے۔اور یہی بزرگوار کتاب اللہ ہیں۔حقیقت کتاب انہی کا قلب مقدس ہے کتاب اللہ کی آیات کا تعلق انہی بزرگواروں سے ہے۔اگر قرآن میں مدح ہے تو ان مقدس ہستیوں اور ان کے دوستوں کی مدح ہے۔اگر مذمت ہے تو ان کے دشمنوں کی مذمت ہے۔قرآن مجید کے وعظ ونصائح دراصل انہی ہستیوں کی سیرت کی تصویریں ہیں یہاں احقر تبرکاً چند آیات قرآنی جو سیدہ کی مدح سرائی وعظمت

Marfat.com

جلیلہ کی عکاس ہیں۔اس مقام پر نقل کر رہا ہے۔لیکن ان حقائق کو وہی تسلیم کرے گا جس کا وجود ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔**لا یمسہ الا المطھرون** کہ اس کتاب الٰہی کو مطہرون کے علاوہ کوئی مس نہیں کر سکتا ہے۔چنانچہ یہاں مس کرنے سے مراد نور حقیقی اور حقیقی کتاب الٰہی کی معرفت ہے۔اور یہ معرفت اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے۔جب تک ظاہری نجاستوں کے ساتھ ساتھ باطنی نجاستوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ہے باطنی نجاستیں کیا ہیں؟ شرک، کفر، منافقت، جھوٹ، بغض، حسد، عداوت، خواہشات نفس امارہ، کینہ وغیرہ ان نجاستوں سے انسان اسفل سفلین کی گھاٹیوں میں نابود ہو جاتا ہے لہذا میں اپنے وجود کو ان نجاستوں سے پاک رکھتے ہوئے سیدہ پر دورد پڑھ کر چند آیات قرآنی جو سیدۂ کی شان میں لب کشا ہیں نقل کر رہا ہوں۔

1۔ سورہ کوثر:

انا اعطینک الکوثرہ فصل لربک وانحرہ ان شانئک ھو الابترہ

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تم کو کوثر عطا کیا ہے۔پس تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو۔اور قربانی کرو۔بے شک تمہارا دشمن ہی ابتر رہے گا۔

سورہ کوثر قرآن مجید کا 108 واں سورہ مبارکہ ہے۔یہ سورہ مبارکہ ہر لحاظ سے اعجاز قرآنی اور معجزہ رسالت ہے۔جس نے عرب کے بڑے بڑے منطق دانوں اور اپنے علم پر تکبر کرنے والوں کی زبانوں پر تالے لگا دیئے۔مفسرین نے اس سورہ مبارکہ کے شان نزول کے متعلق لکھا ہے کہ جب سید عالمؐ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور کہا کہ آپ کی اب کوئی نسل نہیں رہی ہے۔دین اسلام چادر دن کا مشن ہے اس کا کوئی وارث نہیں بچا جس دن اس کا انتقال ہوگا تو اس کا بتایا ہوا دین بھی ختم ہو جائے گا۔سید عالمؐ جنہوں نے دین اسلام کی تبلیغ میں پتھر کھائے، ظلم سہے، لیکن شکایت نہ کی لیکن کفار مکہ کے طعنوں سے آپؐ کے دل کو

Marfat.com

ٹھیس پہنچی حضورؐ نے زخمی نگاہوں سے آسماں کی طرف دیکھا چوٹ کھائے ہوئے دل سے کہا پروردگار مَیں زیرِ ظلم سہا لیکن لب پر صرف شکایت نہیں لایا یعنی تیرا رسول ہوں اب یہ برداشت نہیں ہوتا کہ لوگ مجھے ابتر کہیں۔ محمدؐ وآل محمدؐ کا خالق جو اپنا گستاخ تو برداشت کرسکتا تھا اپنے حبیب کے گستاخ کو معاف نہیں کرسکتا تھا چاہے وہ حضور کا چچا ابولہب کیوں نہ ہو۔ چنانچہ مفسرین نے لکھا کہ ان حالات میں سورہ کوثر سیدہ الانبیاء کے چوٹ کھائے دل کے لیے تسکین بن کر نازل ہوئی۔ کہ میرے حبیب کفار کے طعنوں سے رنجیدہ دل نہ ہو۔ یہ تجھے ابتر ہونے کا طعنہ دیتے ہیں **انا اعطنك الكوثر** اے میرے حبیب ہم نے تم کو فاطمہ نامی کوثر عطاء کیا ہے۔ پس تو اس عطا کے شکریہ میں اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی دے۔ اور جن لوگوں نے تجھے ابتر کہا ہے میں اللہ ہو کر وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے دشمنوں کی ہی نسل باقی نہ رہے گی۔ اور تیری نسل قیامت تک قائم رہے گی۔ جیسے ہی یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی حضورؐ کے دل کو تسکین ملی اور انہوں نے اس سورہ مبارکہ کو لکھ کر کعبے کی دیوار سے لٹکایا۔ جہاں پر عرب کے بڑے بڑے فصاحت و بلاغت کے مالک عربی دان افراد کا کلام لٹکایا جاتا تھا۔ جب کفار نے سورہ کوثر کو پڑھا اور اس کلام کی فصاحت و بلاغت دیکھی تو اپنا کلام اس کلام کے مقابلے میں انہیں ہیچ نظر آیا۔ اور چپکے سے اپنے کلام کو کعبہ کی دیوار سے اتار لیا۔ یہاں اگر دیکھا جائے تو لطیف نکتہ ہے کہ جب عرب کے فصاحت و بلاغت کے مالک بدول کر سورہ کوثر کا مقابلہ نہ کرسکے تو عرب کے کسی بدو کی بیٹی اس سورہ کوثر کی مصداق فاطمہ کا مقابلہ کیسے کرسکتی ہے چونکہ یہ سورہ مبارکہ ان افراد کی مخالفت اور رد میں آئی۔ جنہوں نے حضورؐ کو ابتر اور لاوارث کہا لہٰذا اس سورہ مبارکہ نے اصول قائم کردیا کہ جو بھی حضور کو لاوارث کہے چاہے حضور کی زندگی میں کہے یا حضور کی زندگی کے بعد کہے۔ جو بھی حضور کو لاوارث کہے گا یہ سورہ مبارکہ اس پر الٰہی تازیانہ بن کر برسے گی۔ اور اسکی سزا ہوگی۔ کہ اللہ اس کی نسل باقی نہ رکھے گا۔ جو بھی حضورؐ کا دشمن ہوگا۔

امامؑ سے کسی شخص نے پوچھا مولا ارشاد خداوندی ہے کہ نبی کے دشمن کی اولاد نہیں ہوگی

Marfat.com

لیکن کتنے حضورؐ کے دشمن ہیں جو اپنی گود میں اولاد لیے پھرتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا سورج کا مغرب سے نکلنا ممکن ہے۔ لیکن آیت الٰہیہ کا بے معنی ہونا ناممکن ہے۔ دراصل وہ اولاد جو ان کی گود میں دیکھتے ہو در حقیقت وہ اولاد ہوتی کسی کی ہے۔ مشہور کسی کی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ سورہ کوثر ہر لحاظ سے معجزہ رسالت ہے اور سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اور سادات نبی فاطمہ اس معجزہ کا ظہور ہیں۔ بعض علماء نے سورہ کوثر میں کوثر سے مراد ایک حوض لیا ہے۔ لیکن صاحبان بصیرت جانتے ہیں کہ اولاد کا بدل حوض یا نہر نہیں ہو سکتا ہے۔ اور ویسے بھی یہ فصاحت و بلاغت کے منافی ہے۔ کہ حضور کو کفار نے بے اولاد ہونے کا طعنہ دیا ہو اور اللہ بدل میں حوض کوثر دیکر نبی کے آنسو پونچھے لہذا یہاں کوثر کا ترجمہ حوض یا نہر کرنا کلام الٰہی کی فصاحت و بلاغت میں شک کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ تفسیر معصومین گواہ ہیں کہ جب صحابہ کرام نے سیدہ عالمؑ سے پوچھا کہ اس کوثر سے کیا مراد ہے؟ تو حضورؐ نے اب وحی کی ڈھلی ہوئی زباں سے ارشاد فرمایا کہ اس کوثر سے مراد میری بیٹی فاطمہ ہے۔ جو میرا ٹکڑا ہے۔

اہل سنت عالمِ دین علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر رازی میں صفحہ نمبر 498 جلد نمبر 8 میں کوثر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ **الکوثر اولادہ قالو الان ھذ السورہ انما نزلت رداً علی من عابہ علیہ السلام** ---- یعنی کوثر سے مراد رسول اللہ کی اولاد ہے کیونکہ یہ صورت اُن کی رد میں آئی۔ جو آپ میں نقص نکالتے تھے کہ آپ کی اولاد نہیں ہے۔ خدا نے فرمایا کہ مَیں آپ کو اتنی نسل دوں گا۔ کہ وہ رہتی دنیا تک رہے گی۔ دیکھو رسول کے اہل بیت میں کتنے شہید ہوئے۔ پھر بھی دنیا جہاں ان سے بھرا پڑا ہے۔ اور بنو امیہ میں کوئی بھی قابل ذکر باقی نہیں رہا۔ دیکھو اور نگاہ کرو کہ اہل بیت رسول اللہ میں کیسے کیسے اکابر علماء مثل حضرت امام باقرؑ، امام جعفرؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام رضاؑ علیہم السلام اور ان جیسے دیگر آئمہ ہوئے۔ اور علامہ پیر کرم شاہ الازہری آف بھیرہ نے اپنی تفسیر میں اسی سورت کے ضمن میں لکھا۔ کہ اگر اس آیت کے سیاق و سباق پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہاں نہ حوض مناسب ہے نہ نہر صحیح دکھائی دیتا ہے چونکہ حضورؐ کو بے اولاد ہونے کا

Marfat.com

طعنہ ملا تھا۔ لہذا اس سے مراد حضور کی کثیر اولاد ہے۔ جو ان کی بیٹی فاطمہ سے چلی۔ علامہ محمد باقر موسویؒ نے سیدہ کی شان میں سات جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی اور اس کا نام ہی "الکوثر" رکھا۔

2۔ سورۃ القدر:

انا انزلنہ فی لیلة القدرہ وما ادرئك ما لیلة القدرہ لیلة القدر خیر من الف شھرہ تنزل الملئكة و الروح فیھا باذن ربھم من كل امرہ سلٰم ھی حتیٰ مطلع الفجرہ۔

ترجمہ: بے شک ہم نے اس کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا سمجھو؟ کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں ہر معاملہ لے کر (یہ رات) فجر کے طلوع ہونے تک سلامتی ہے۔

تفاسیر آل محمد گواہ ہیں کہ سورہ سیدہؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ اس سورہ مبارکہ میں شب قدر سے مراد سیدہ فاطمۃ الزہرا ہیں۔ بحار الانوار میں علامہ محمد باقر مجلسی علامہ احمد جیسی عظیم الشان شخصیت اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر کے ذیل میں درج ذیل حدیث مبارکہ بیان کی ہے۔

حدثنا محمد بن القاسم بن عبید مفنا عن ابی عبدالله علیه السلام اِنة قال انا انزلنه فی لیلة القدره "الیلة "فاطمه سلام الله علیها " والقدر" الله و فمن عرف فاطمة حق معرفتها فقد ادرك لیلة القدر انما سمیت فاطمة لان اظلق مظمو اعن معرفتها۔

(امام جعفر صادق علیہ اسلام) حضرت ابی عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان **انا انزلنه فی لیلة القدر** میں **لیلة** سے مراد حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور قدر سے مراد اللہ سبحان وتعالیٰ ہے۔ پس جو فاطمہؑ کی حقیقی معرفت رکھتا ہو تو اس نے لیلۃ القدر کو درک کر لیا۔ یعنی

Marfat.com

پالیا۔اور آپ کو فاطمہ ہی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مخلوق آپ کی ابتدائی منزل پر بھی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ تفسیر فرات کوفی میں ابوالقاسم فرات بن ابراہیم بن فرات الکوفی نے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر کے ذیل میں یہی حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے۔ جبکہ تفسیر البصائر از آیۃ اللہ یعسوب الدین رستگار نے جبکہ آیۃ اللہ فاضل مسعودی نے اسرار الفاطمۃ میں اس آیہ مبارکہ کی مصداق سیدہ کونینؑ کو قرار دیا ہے۔آیۃ اللہ علامہ السید احمد لامستنبط فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بی بی پاک کو لیلۃ القدر سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ جس طرح لیلۃ القدر کی حقیقت پوشیدہ ہے۔اسی طرح سیدہ فاطمہؑ کی حقیقی معرفت بھی تمام لوگوں سے پوشیدہ ہے۔یعنی بی بی پاک کی حقیقت اور معرفت سے بے خبر ہیں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے صرف سوالیہ "**مـا ادرك مـا ليلة الـقـدر**" استعمال فرمایا ہے۔یہ سوال بی بی پاکؑ کی تعظیم و تکریم کی بناء پر ہوا ہے۔یا یہ مراد ہے کہ غیر معصوم بی بی پاک کی معرفت حاصل کرنے سے عاجز ہیں کیونکہ غیر معصوم کسی بھی حیثیت سے بی بی پاک کی کما حقہ معرفت حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا یا جو عارف بی بی پاک کی کما حقہ معرفت حاصل کرے۔تو پھر اس پر راز منکشف بھی ہو سکتا ہے۔اور لیلۃ القدر زمانی میں بی بی پاک کی جلالت نور کے وسیلے سے نزول ملائکہ کا منظر دیکھ کر عارف یقین کر سکتا ہے۔ یہ لیلۃ القدر ہے۔اسی کا نام حقیقی ادراک ہے۔

3۔ سورہ مبارکہ دخان

حم و الكتاب المبين انا انزلنا فى ليلة مباركه۔

ترجمہ: حم قسم ہے واضح کتاب کی۔ہم نے اس کو برکت والی رات میں اتارا ہے۔

اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں علامہ ہاشم بحرانی جو 1107ھ میں پیدائے ہوئے "البرہان فی تفسیر القرآن" میں امام موسیٰ کاظمؑ کی درج ذیل حدیث تحریر فرماتے ہیں۔

مـافـي تـفـسـيـر الـبـاطـن؟ فقال حم فهو محمدؐ و ا ماالكتاب المبين فهو امير

Marfat.com

المونين علی ابن ابی طالب واماليلة ففا طمية۔

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ حم میں مراد حضور اکرمؐ اور کتاب مبین سے مراد امیر المونین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور لیلۃ المبارکہ سے مراد حضرت فاطمہؑ ہیں تاویل الآیات میں بھی لیلۃ المبارکہ سے مراد سیدہ کونین لیا ہے۔ جبکہ روحوں کا سفر (موت کے بعد) میں آقا سید حسن نجفی یہی مطلب تحریر فرماتے ہیں!

وہ فاطمہؑ جو اپنے عظیم المرتبت باپ کی طرح مدینۃ الحکمت وعصمت ہیں۔ وہ خود بھی علی بابھا کی مصداق ہیں۔ وہ لیلۃ القدر اور لیلۃ المبارکہ ہیں۔

4۔ سورہ آل عمران:

فقل تعالو ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم (61)

یعنی اے پیغمبران نصاری سے کہہ دو کہ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں۔ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کا لاؤ۔ پھر ہم مباہلہ کر لیں۔ اور جھوٹوں بر خدا کی لعنت ہو۔ اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس توحید عیسائیوں کو توحید سکھانے کی خاطر اللہ نے مباہلہ جیسے میدان میں رسالت و امامت کے حجابات میں سیدۂ کو بھیجا۔

جہاں میں رمز شعورِ وحدت کی عارفہ ہے 'امیں ہے زہرا'
مباہلہ کی صفوں میں دیکھو تو دیں کی فتح مبیں ہے زہرا

اسلام کے خلاف نصاری کا مقابلہ توحید کے مقابل تثلیث کا عقیدہ جب کسی طرح پسپا نہیں ہو رہا تھا۔ تو حکم الہٰی کے مطابق صحن اسلام میں سے چند نفوس سرکار ختمی مرتبت کی معیت میں نصاری کی اجتماعی قوت کے مقابلہ کے لیے نکلے تو خواتین کی نمائندگی کا شرف بھی اسی معظمہ کو حاصل ہوا۔ سچ

Marfat.com

اور سچ کی قوت کا یہ عجیب مقابلہ تھا۔ راست بازوں کا کتنا مختصر قافلہ خدا کی خدائی منوانے کے لیے حق و صداقت کی سرفرازی و سربلندی کے لیے میدان عمل میں گامزن تھا۔ خدا جنہیں سچا جانے اس کی سچائی کی پھر یہ قوت ہوتی ہے کہ ان کا صرف یہ دعویٰ کہ ہم جھوٹوں پر لعنت کے خواستگار ہونگے۔ مقابل کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور جب علمائے نصاریٰ ان انوار مقدمہ کو دیکھ کر پکار اُٹھے۔ کہ ہم ایسی شکلیں دیکھ رہے ہیں اگر یہ پہاڑ سے کہہ دیں کہ چل تو بلا تامل چل پڑے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا۔ اس پر پنجتن نے اور بالخصوص حضرت فاطمہ بنت محمدؐ نے ان کو خصوصی دعا دی کیونکہ وہ مسلمان نہ ہوتے ہوئے بھی اللہ کے نور کی معرفت رکھتے تھے۔ جب کہ بے معرفت کلمہ گو افراد نے ان کی اولاد کو ذبح کیا۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے کہ صدیوں سے معرفت نہ رکھنے والے افراد اور غیر معصوم افراد کو ان کے برابر بٹھانے والے جہاں پر فضیلت میں دوسروں کی شمولیت ثابت کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کرتے رہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ مباہلہ میں جانیوالی ہستیوں کی تعداد میں اضافہ نہ کر سکے۔ کیونکہ اس منزل صداقت پر انہیں کوئی نظر نہ آیا۔ جس منزل پر یہ ہستیاں تھیں۔ اور تاریخ میں یہ سب سے عظیم جہاد اس انوار مقدسہ نے صرف سچائی کی طاقت سے سر کیا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا بھی سچ ہوگا۔ کہ ان پانچ مقدس ہستیوں کے کردار کی طاقت تھی۔ جس کے مقابل نصاریٰ کی ساری منطق سارا فلسفہ اور تمام مادی قوت دھری کی دھری رہ گئی۔ یہ واقعہ اور یہ آیہ مبارکہ سیدہ کی منزلت کی دلیل ہے۔ اور خدمت اسلام کا شاہکار بھی لیکن افسوس ان اشخاص خواہشات نفس کے مارے ہوؤں پر جنہوں صداقت الٰہیہ کی گواہی دینے والوں سے گواہ طلب کئے۔ اور پھر ان کو جھٹلا دیا۔ ہر تاریخ و حدیث کی کتاب میں اس واقعہ مباہلہ میں محض پنجتن پاک کا نکلنا اور تیار رہنا بیان کیا ہے۔ صاحب عقل و دانش کے لیے چند اہم امور ہیں جو ان کی توجہ کے لیے طالب ہیں۔ یہ واقعہ اُن کو لوگوں کے چہروں پر طمانچہ رسید کرتا ہے جنہوں نے کہا کہ ہمیں صرف قرآن کافی ہے۔ حالانکہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ مَیں تم میں دو ہم پلہ

Marfat.com

چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ i۔قرآن۔ ii۔میری عترت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے قیامت تک جدا نہ ہونگے۔تم کو چاہیے کہ ان دونوں کی پیروی کرو۔اگر تم نے ان دونوں سے تمسک رکھا تو قیامت تک گمراہ نہ ہو گے۔لیکن اگر تمسک نہ رکھا تو میرے بعد گمراہ ہو جاؤ گے۔لوگوں نے فرمان رسولؐ کو بھلا کر صرف قرآن کو پکڑ لیا۔لہذا تفرقوں میں بٹ گئے۔حالانکہ واقعہ مباہلہ کی صورت میں عملی طور پر امت پر واضح کر دیا گیا کہ قرآن کافی نہ ہے۔اور ہدایت نامہ کے لیے عترت رسول کا محتاج ہے۔ورنہ عیسائیوں کے مقابلے پر حضورؐ جب تک قرآن کی تلاوت کرتے رہے عیسائی اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے۔لیکن آل محمدؐ کے آنے کے بعد اُنہوں نے شکست تسلیم کر لی۔دوسرا یہ کہ نساءنا کی مقصود محض حضرت فاطمہؑ ہوئیں۔حضور نے کسی اور عورت کو ساتھ نہ لیا۔حالانکہ حضورؐ کی ازواج موجود تھیں۔ان میں سے کسی کو ساتھ لے کر جا سکتے تھے۔کیونکہ آیت میں گنجائش موجود تھی۔نہ لے جانے کی وجہ یہ تھی کہ آیہ تطہیر ان پانچ ہستیوں کی شان میں نازل ہوئی تھی۔دوسری طرف مباہلہ بڑا نازک تھا۔کاذب پر قہر خدا نازل ہونا تھا۔لہذا مقابلہ پر اُسی کو لے کر گئے جو تطہیر کلیہ اور صادق کلیہ کے مالک تھے۔جنہوں نے تمام زندگی ذاتی اور نہ ہی سیاسی اغراض کے لیے کذب سے کام لیا۔اب ان ہستیوں کا ساتھ جانا دراصل ان ہستیوں کی صداقت اور فضیلت کو مسلمہ طور پر ثابت کرتی ہے۔اس لیے جناب عائشہ صدیقہ نے کہا کہ عام مخلوق میں حضرت فاطمہؑ سب سے سچی تھیں۔اور واقعات مباہلہ بتا رہے ہیں کہ وہ صدیقہ کاملہ تھیں۔یہ واقعہ ان ممبران مباہلہ کی اس فضیلت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ مباہلہ میں جانے والے افراد ساری اُمت میں افضل ترین چنے ہوئے اور سچے افراد تھے۔اس کے علاوہ اس واقعہ میں سیدہؑ کا کارِ نبوت میں شامل ہونا بھی ثابت کرتا ہے۔اعتراض کرنے والے افراد اس واقعہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ اُن پر حقیقت اشکار ہو جائے۔ایک اہم بات اس واقعہ مباہلہ میں سیدہؑ کا اکیلے جانا۔۔۔آج بھی ہمارے بھائیوں کا خطبہ جمعہ میں صرف سیدہؑ فاطمہؑ کا تذکرہ کرنا۔۔۔دعوت ذوالعشیرہ میں رسولؐ

Marfat.com

کے ظاہری رشتہ داروں کے اجتماع میں تین خواتین فاطمہ بنت اسد، خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمہؑ بنت محمدؐ کا موجود ہونا حضور کی یک دختر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

5۔ سورہ رعد:

الذین ء امنوا و عملوا الصلحت طوبیٰ لهم و حسن ماب ہ

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیکیاں کیں۔ خوشحالی (طوبیٰ) اور انجام بخیر ان ہی کے لیے ہے۔

کافی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ طوبیٰ جنت کا ایک شجر ہے۔ اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے یہ انعام ہوگا۔ امالی شیخ صدوق میں ہے کہ خداوند عالم نے فاطمہؑ کے مہر میں طوبیٰ کو قرار دیا ہے۔ اور اسے علیؑ کے گھر میں نصب کیا ہے۔ سورہ رعد کی آیت 29 کی وضاحت علامہ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی نے اپنی کتاب المناقب میں اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر میں لفظ طوبیٰ کا مرکز سیدہ کونین فاطمہؑ کو قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ شجر نور فاطمہ کے لیے حجاب ہوگا یعنی فضیلت فاطمہؑ اور طوبیٰ اللہ رب العزت کا عظم راز ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن سید بن سے روایت کی ہے۔ انجیل میں وحی بھیجی کہ اے بتول باکرہ کے بیٹے میرے کام میں سعی کر اور لغو نہ سمجھ اور میری بات سن ہم نے تم کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اور تمہاری ماں کو سارے جہاں کے لیے قدرت کی نشانی بنایا۔ تو میری عبادت کر اور مجھی پر بھروسہ رکھ۔ اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ عیسیٰ نے کہا خدایا کونسی کتاب کہا انجیل اور سریانہ والوں کے سامنے اس کی تلاوت کر اور ان کو حکم دو کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ مَیں حی و قیوم ہوں تو خدا اور اس کے رسول پر جو آخر زمانہ میں ہوگا۔ ایمان لاء اور تصدیق کرو۔ اور اس نبی کی متابعت کرو۔ جو اونٹ پر سوار بدن پر بال کے کپڑے اور ہاتھ میں عصا اور سر پہ تاک سجائے ہوئے ہوگا۔ صاحب کساء ہوگا اس کی نسل ایک عورت سے چلے گی۔ اس کا نام خدیجہ ہوگا اس کی ایک بیٹی ہوگی جس کا نام فاطمہ ہوگا۔ اس کے

Marfat.com

بیٹے حسن و حسین شہید ہونگے۔ جو اس نبی کی باتیں سنے گا اس کے لیے طوبیٰ ہے۔ یہ بہشت کا درخت ہے جسے مَیں نے بویا ہے۔ (تفسیر دُر منشور)

6۔ سورہ شوریٰ:

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ و من یقترف حسنة نزد له فیها حسناً ان الله غفور شکوره

تم اے نبی کہہ دو کہ مَیں تو اس تبلیغ رسالت کا تم سے کچھ اجر سوائے اس کے طلب نہیں کرتا کہ میرے قربیٰ (نزدیکی رشتہ دار) سے مودت کرو اور جو کوئی اس بارے میں نیکی بھی کریگا۔ اس کی خاطر ہم اسکی نیکی کو بہت بڑھادیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والہ اور بہت بڑا قدردان ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں اجر رسالت صرف مودت قربیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اور لفظ قربیٰ کی تشریح بھی حضور نے فرمادی ہے۔ چنانچہ حدیث رسولؐ ہے۔

عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الاية قل لا اسلکم (الاية) قالو یارسولؐ من هولاء الذی امرنا الله تعالیٰ بمودتهم قال علیؑ و فاطمهؑ و بنا هماه

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیۃ مودت القربیٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ اے رسول مقبول وہ کون ہیں؟ آپ کے قرابتدار جن کی محبت کا حکم خداوند تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ آپ نے فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں پسران۔

اس حدیث کو مدِ نظر رکھ کر اہلسنت کے بہت بڑے عالم شیخ علی ہمدانی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب جس کا نام مودت القربیٰ رکھا لکھی ہے۔ اور اس کی تشریح و تفصیل مفتی اعظم شیخ سلیمان حنفی القندوزی نے کی ہے۔ اور اس کا نام ینابیع المودة رکھا۔ اور بحوالہ صواعق محرقہ، ارجح المطالب، کتاب الاتحاف اس حدیث کو لکھا کہ وہ قربیٰ جن کی محبت حضور نے مانگی ہے۔ وہ یہی چار حضرات علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

Marfat.com

چونکہ ان کی مودت بمطابق فرمان الٰہی ہے۔ لہذا اطاعت اور فرمانبرداری بھی واجب ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ اور چونکہ یہ کار رسالت کا اجر ہے۔ گویا تمام تر کارہائے رسالت کا بدلہ مودت قربیٰ ہے۔ جس میں خود مودت کرنے والے ہی کا فائدہ ہے۔ اگر آل محمدؐ سے مودت کی تو صحیح پیغام رسولؐ پر عمل ہوگا۔

دوسرا اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ خداوند عالم جس کی مودت و محبت کا حکم دے گا۔ وہ معصوم بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ خدا کبھی غیر معصوم کی مودت اور اطاعت کا حکم نہیں دے گا۔

ایک نکتہ اس میں یہ بھی ہے۔ کہ آل محمدؐ سے عداوت رکھنے والوں کو حضورؐ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تو دنیا کہتی کہ مومنوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لیے خداوند عالم نے یہ آیت بھیج کر اس اعتراض کو دفعہ کیا اور قیامت تک آلِ محمدؐ سے دشمنی رکھنے والوں پر لعنت جائز ہوگئی۔ یعنی نفرت کرنا ضروری ہوگیا۔

پہلے حاجیو کر لو اجر رسالت تو ادا سنتے ہیں مقروض کو حج پہ نہ جانا چاہیے

7۔ آیہ تطہیر : سورہ احزاب آیت نمبر 33

انما یرید الله لیذ هب عنکم الرّ جس اهل البیت و تطهر کم تطهیره

ترجمہ: یعنی پیغمبر کے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی اور نجاست سے دور رکھے۔

یہ آیہ مبارکہ مرکز پنجتن کی طہارت و عصمت پر قصیدہ ہے۔ خداوند جہاں کی مشیت یہی ہے کہ آلِ محمدؐ سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے لیکن اگر اس آیہ کا اصل مقصد یا جو حقیقت پنہاں ہے وہ یہ ہے کہ پنجتن پاک کے وسیلہ سے انسانوں کا رجس باطنی دور کیا جائے۔ کیونکہ پنجتن تو ایک ہی نور کا نام ہے۔ اور افرادِ کائنات کی نجاست کی دوری اور نجات کا سبب ہیں۔ ان سے جو تمسک رکھے گا وہ ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک ہو جائے گا۔ اور اس نور کا مرکز سیدہ فاطمہؑ کا وجود ہے۔

ام سلمیٰ فرماتی ہیں کہ یہ آیہ مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی۔ تو جناب رسول خداؐ نے

Marfat.com

علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کو اپنی چادر کے نیچے لے کر کہا خداوند یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو رجس سے دور رکھ اور ان کو اتنا پاک رکھ جتنا پاک رکھنے کا حق ہے۔ لہذا اس قرآنی آیت کی مصداق یہی پانچ ہستیاں ہیں۔

8۔ سورہ رحمٰن:

رب المشرقین ورب المغربین ہ فبایّ ء الاء ربکما تکذبان مرج البحرین یلتقیان ہ بینھما برزخ لایبغیان ہ فبایّ ء الاء ربکما تکذبان ہ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان ہ فبایّ ء الاء ربکما تکذبان ہ

سورہ رحمٰن دراصل قصیدہ حضرت فاطمہؑ کا دوسرا نام ہے کیونکہ اس کائنات کا وجود اور بے شمار نعمتوں کا سبب ذات سید الانبیاء جبکہ اللہ رب العزت نے تمام نعمتوں کا مالک حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ کو قرار دیا۔ سورہ رحمٰن کی آیت نمبر 9 میں علیؑ و فاطمہؑ کی شادی کا قصیدہ ہے۔ جو عرش پر قرار پائی۔

ابن بابویہ نے خصال میں اس آیت کی تفسیر کے سلسلے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ علی و فاطمہؑ علم کے دو بڑے گہرے دریا ہیں کہ جو ایک دوسرے کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ **لولو والمرجان** سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ اور علامہ باقر مجلسی یہاں برزخ سے مراد علیؑ و فاطمہؑ کی عصمت لیتے ہیں۔ **حیات القلوب"**

اہل سنت کے طریقہ سے بہت سی سندوں سے ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ دو دریا علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور فاطمہؑ علیؑ آپس میں زیادتی نہیں کرتے اور ان سے حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے۔

ثعلبی جو علمائے اہل سنت کے معتبر عالم ہیں نے سفیان ثوری اور ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ ان دو دریاؤں سے مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ اور برزخ حضرت محمدؐ ہیں۔ اور

Marfat.com

لولوو المرجان حسنؑ وحسینؑ ہیں۔ حسنؑ کی تشبیہ سفید بڑے موتی سے دی ہے اور حسینؑ کی تشبیہ سرخ مونگے سے دی ہے۔ " حیات القلوب "۔

حافظ ابونعیم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ بحرین سے مراد فاطمہؑ اور علیؑ اور برزخ سے رسولؐ اللہ جبکہ لولو سے مراد حسنؑ وحسینؑ ہیں۔ شیخ عزالدین عبدالسلام نے اپنے رسالہ مدح خلفا ثلاثہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب فاطمہ زہراؑ شکم مادر میں تھیں۔ اور خدیجہ الکبریٰ تنہائی سے گھبراتی تھیں۔ تو فاطمہؑ ہمکلام اور مونس تنہائی بنتی تھیں۔ ایک روز رسول خداؐ نے دیکھا جناب خدیجہ تنہائی میں کسی سے باتیں کر رہی تھیں فرمایا اے خدیجہ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ جواب دیا اس بچہ سے جو میرے بطن میں ہے رسول خدا نے فرمایا خدیجہ تمہیں بشارت ہو کہ یہ دختر جس کو خالق نے گیارہ (11) خلفائے طاہرین کی ماں بنایا ہے۔ جب فاطمہ زہراؑ پیدا ہوئیں اور آغوش مادر سے آغوش پدر میں پرورش پائی تو ایک روز محمود فرشتہ منجانب رب جلیل، پیغام لایا کہ اے رسولؐ فاطمہؑ کا عقد ہم نے آسمان پر علیؑ کے ساتھ کر دیا ہے۔ فرشتے اس کے گواہ ہیں تم بھی فاطمہؑ کا عقد زمین پر علیؑ کے ساتھ کر دو۔ چنانچہ رسول کریمؐ نے بحکم خدا، فاطمہ زہراؑ کا عقد علیؑ کے ساتھ پڑھایا۔ اور مرجل بحرین کے مصداق بنے۔ دونوں کے درمیان واسطہ خود رسول خداؐ تھے۔ لہذا برزخ قرار پائے بحرین کے التقاء سے لولو اور مرجان پیدا ہوئے۔ یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ "انوار امامت"

9۔ سورہ ھل اتیٰ:

یوفون بالنذر و یخافون یوماً کان شره مستطیرا ہ ویطعمون الطعام علیٰ حبّه مسکیناً و یتیماً و اسیراً ہ

کھلاتے ہیں کھانا اللہ سے محبت کی بناء پر مسکینوں اور قیدیوں کو۔۔۔ یہ سورہ ایثار خانہ زہراؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں کسی فرقے کو اختلاف نہیں ہے کہ سورہ مبارکہ

Marfat.com

شان اہل بیت رسولؐ یعنی شان خانہ فاطمہ زہرؑا میں نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین اہل سنت مثلاً صاحب کشاف بیضاوی و واقدای و فخر الدین رازی و علامہ نیشا پوری وغیرہم نے تحریر کیا اور مفسرین آئمہ نقل کرتے ہیں کہ یہ سورہ اہل بیت رسولؐ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ یعنی علیؑ و فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ بیمار ہوئے۔ تو حضرت علیؑ و فاطمہ الزہرؑا اور کنیز فضہ نے نذر مانی کہ بعد صحت مسلسل تین روزے بطور شکرانہ باری تعالیٰ رکھیں گے۔ جب اس شافی مطلق نے حسنین کو شفا بخشی تو سب نے ایفاء نذر کا ارادہ کیا لیکن گھر میں کچھ نہ تھا حضرت امیر المومنین نے ایک یہودی سے تین صاع شعر (جو) بطور قرض لیے۔ فاطمہ زہرؑا نے ایک صاع جو پیس کر پانچ روٹیاں تیار کیں۔ جب امیر المومنین نماز مغرب سے فارغ ہو کر گھر آئے تو جناب فاطمہؑ نے روٹیاں سامنے رکھیں تا کہ روزہ افطار کیا جائے۔ اسی اثناء میں ایک سائل نے دروازے پر صدا دی کہ اے اہل بیت النبیؐ میں مسکین ہوں۔ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ تمہیں اللہ طعام جنت سے نوازے۔ پانچوں نے اپنی روٹیاں اس مسکین کو دے دیں۔ اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن پھر افطاری کے وقت ایک یتیم کی صدا پر تمام روٹیاں اسکو دے دیں۔ اور تیسرے دن افطاری کے وقت تمام روٹیاں حسب سابق ایک اسیر کی صدا پر دے دیں۔ اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ اللہ نے ان کا یہ ایثار اور قربانی کو دیکھ کر فوراً یہ سورہ مبارکہ دھر نازل فرمائی۔ جس میں ان کے ایثار کا قصیدہ پڑھا گیا تھا۔ علمائے اہل سنت تائید فرماتے ہیں کہ یہ تین دن تک مانگنے کے لیے آنیوالے سائل فرشتے تھے۔ جو ایک طرف یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کی سخاوت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ اس گھر کی سخاوت ہر مخلوق کے لیے ہے۔ فرشتے بھی یہیں بھکاری بن کر آتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ فرشتوں نے اس در پر مانگنے کا سلیقہ بیان کیا ہے کہ اس گھر سے مانگنا ہو تو مسکین، یتیم اور اسیر بن کر مانگنا۔ بد معاش بن کر نہ مانگنا۔ اور کیا کہنے سیدہؑ کی

Marfat.com

عظمت کے کہ جن کے ہاتھوں کی پکی ہوئی روٹیاں عرش پر بھی کھائی گئیں۔لہذا سورہ دہر میں جہاں ملائکہ یتیم، مسکین اور اسیر کے بھیس میں در بتولؑ پر آئے اور آپ نے تین دن تمام روٹیاں ان کو دے دیں ان کی یہ ادا اللہ کو بہت پسند آئی اور ان کو کائنات میں وسیلہ رزق قرار دیا۔یعنی جہاں حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ وسیلہ رزق بن جائیں وہاں رزق بے حساب ہوتا ہے۔

11۔ سورہ احزاب:

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین ء امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماہ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعد لھم عذاباً مھیناًہ

صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں کعب بن عجرہ سے منقول ہے کہ رسول خدا سے سوال کیا گیا آپ پر سلام کرنا تو ہمیں آتا ہے مگر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے فرمایا نبی کریم نے کہو

اللھم صلی علی محمد و علی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آلِ ابراھیم انک حمید مجید ہ

حضورؐ نے فرمایا کہ مجھ پر دم کٹا درود نہ پڑھو یعنی صلی علی محمد نہ کہو **"صواعق محرقہ"**

انوار امامت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان خدا، بندہ کے دربار میں ایک واعظ فضائل درود بیان کر رہا تھا۔سلطان نے واعظ نے سوال کیا ہمارے نبی کی آل پر درود بھیجنا کیوں ضروری ہے واعظ فکر میں پڑ گیا سلطان نے کہا کہ میں اس سلسلہ میں روشنی ڈالوں واعظ نے مختصر جواب میں کہا ہے کہ بے شک سلطان نے کہا اس کی دو وجوہ ہیں چونکہ ہمارے نبی کی شریعت تا قیامت چلنے والی تھی۔اس لیے خداوند عالم نے ضروری سمجھا کہ آل کا ذکر بھی ہو، تا کہ پیروی کرنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ محافظ دین باقی ہیں۔اور دوم یہ کہ دشمن ختمی مرتبت کو ابتر کہتے تھے تو خدا نے یہ چاہا کہ دنیا میں دشمنوں کی نسل باقی نہ رہے۔اور رسولؐ کی نسل اور آل کا تذکرہ قیامت تک باقی رہے۔

Marfat.com

حتیٰ کہ نماز میں بھی واجب قرار دیا چنانچہ ابن حجر نے اپنی کتاب "صواق محرقہ" میں امام شافعی کا شعر بھی نقل کیا ہے۔

یا اھلبیت رسول لله حبکم فرض من الله فی القرآن انزله

کفاکم من عظیم القدر انکم من لا یصل علیکم لا صلوۃ له

اور صواعق محرقہ میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ آل رسولؐ سے مراد علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ لہذا سیدہؑ کی ممتاز فضیلتوں میں سے ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ آپ پر درود پڑھے پیغمبر ہماری عبادات قبول نہیں ہوتیں۔

12۔ سورہ مومنون:

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم یومئذ و لا یتساء لون

ترجمہ: جب صور پھونکا جائیگا۔ تو تمام لوگوں کے درمیان کوئی نسب نہ رہے گا۔ اور نہ ایک دوسرے سے بنا بر نسب کوئی سوال کر سکیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر دمشقی نے حضور اکرمؐ کی ایک حدیث تحریر فرمائی ہے۔

عن ابن مخدمه قال قال رسول الله فاطمه بضعة منی یغضننی ما یغیظها وان الانساب تنقطع یوم القیامة الا لنسبی ه

ابن مخدمہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرا حصہ اور ٹکڑا ہے۔ جو اس کو رنج کرے وہ مجھے رنج کرتی ہے۔ اور بالتحقیق تمام نسب بروز قیامت منقطع ہو جائیں گے۔ مگر میرا نسب سبب اور دامادی باقی رہے گی۔ **"تو حد بنت نبوت"**۔

اس حدیث کی اصل صحیحین میں بھی موجود ہے۔ اس فرمان رسولؐ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاطمہؑ کی خوشی اور رنج اس لیے محمدؐ کی خوشی اور رنج ہے۔ کیونکہ فاطمہؑ نبیؐ کی حقیقی لخت جگر

Marfat.com

ہے۔اور حضورؐ کا نسب قیامت تک فاطمہؑ کے ہی ذریعے سے قائم رہے گا۔

13۔ سورہ فرقان:

ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسباً وصھراً ہ

اس آیہ مبارکہ کو سید الانبیاء نے سیدہ زہراؑ اور حضرت علیؑ کے نکاح میں پڑھا۔ علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نکاح کا خطبہ چودہ سو برس گزرنے کے بعد بھی امت نواصب کی دستبرد سے محفوظ شیعہ و سنی کتب میں موجود ہے۔ کیا کہنے عظمت علیؑ و بتولؑ کے کہ اللہ نے عرش پر ان کا نکاح پڑھا اور فرش پر رسالت نے ان کا خطبہ نکاح پڑھا۔ حضورؐ نے سیدہ عالم و امیر المومنین کے نکاح کے خطبہ میں اس آیہ قرآنی کو تلاوت فرمایا۔ قابل تعجب امر ہے کہ سیدہؑ کے نکاح کا خطبہ نکاح خواں یہاں تک کے سیدہؑ کے جہیز کا تذکرہ بھی فریقین کی کتب میں موجود ہے۔ لیکن کسی اور بیٹی کے نہ نکاح کے خطبہ کا ذکر، نہ نکاح پڑھنے والے کا کوئی پتہ اور نہ جہیز کا تذکرہ کسی کتاب میں موجود ہے۔

14۔ سورہ نور: قال اللہ تعالیٰ فی بیوت ----

ان گھروں میں جن کے لیے خدا نے اذن دیا ہے کہ وہ بلند مرتبہ ہوں اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے۔ اس آیہ مبارکہ میں بلند مرتبہ گھروں کی طرف اشارہ ہے جن میں اللہ کو اپنا ذکر پسند ہے۔ یہ گھر کونسے ہیں؟ بحار الانوار میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ہم مسجد رسولؐ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک قاری نے آیت مذکورہ کی تلاوت کی میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ کونسے گھروں کا تذکرہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا

قال بیوت الانبیاء واوحیٰ بیدہ الی منزل فاطمہ علیھا اسلام

آپ نے فرمایا یہ انبیاء کے گھر ہیں۔ اور پھر دست مبارک سے منزل فاطمہؑ کی طرف

Marfat.com

اشارہ کیا۔اور اسی کتاب میں ایک اور روایت میں فرمایا کہ یہ گھر اُن انبیاء کے گھروں سے افضل ہے۔

ثعلبی نے انس بن مالک اور بریدہ سے نقل کیا ہے۔اور دونوں نے متفقہ یہ بیان دیا ہے۔کہ جب رسول خداؐ نے یہ آیت لوگوں کے ساتھ پڑھی تو ایک شخص اُٹھا اور سوال کیا یا رسول اللہؐ یہ کون سے گھر ہیں۔آپ نے فرمایا خانہ انبیاء ایک دوسرے شخص نے سوال کیا۔کیا خانہ علیؑ و فاطمہؑ اس میں شامل ہیں فرمایا بے شک بلکہ افضل معترضین نے کہا کہ آیت عام ہے۔اگر عام بھی ہو تو علیؑ و فاطمہؑ کا گھر پھر بھی خاص ہے۔جس میں شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز ادا ہوتی تھی۔پھر رسول خداؐ نے خود اس گھر کی تصدیق فرمادی۔

15۔ اذا ستسقے موسی لقومه ----

جبکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔تفسیر امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے جب بنی اسرائیل والوں کو پیاس لگی اور پانی کا کہیں نشان نہ پایا۔تو سب روتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور فریاد کی کہ ہمیں پیاس نے ہلاک کر ڈالا ہے۔اس وقت حضرت نے درگاہ خداوند میں عرض کی کہ خدا بحق محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ و بحق ذریت طاہرہ خمسہ نجبا اپنے ان بندوں کو پانی پلادے۔اس وقت خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ اپنا عصا پتھر پر مار۔موسیٰ نے حکم کی تعمیل کی۔اور پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔اس آیت کا تعلق بھی سیدہ زہرا سے ہے۔

16۔ قوله تعالی ابلیس ام کنت من للعالین ----

خداوند عالم نے ابلیس سے فرمایا تو نے جو بزرگی چاہی اور تکبر کیا۔ کیا تو بھی بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھا؟

بحار الانوار جلد سابع میں ابوسعید خدری سے منقول ہے۔کہ ہم رسولؐ اللہ کی خدمت

Marfat.com

میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہمیں خبر دیجیے کہ وہ عالین کون ہیں؟ جن کا آیت میں ذکر ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا میںؐ علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ ہم ساعت عرش پر اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ اور ملائکہ نے ہماری تسبیح سن کر خدا کی تسبیح کی۔ یہ آدم سے دو ہزار سال پہلے کا ذکر ہے۔ جب خداوند عالم نے آدم کو خلق کیا تو ملائکہ کو اسے سجدے کا حکم دیا۔ اور یہ حکم بھی ہماری وجہ سے دیا گیا۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس اس سجدے سے منکر ہوا پس خدا نے کہا کیا تو بھی عالین میں سے تھا۔ یعنی ان خمسہ نجبا سے جن کے نام سرداق عرش پر مکتوب ہیں پس ہم خدا کے وہ دروازے ہیں جن کے ذریعے خدا کی طرف آیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور ہمیں وہی دوست رکھے گا جس کا مولد پاک ہو یعنی حلال زادہ ہو۔ اس آیہ میں سیدہ فاطمہؑ کا آدم سے پہلے عالین سے ہونا ثابت ہے۔ جن سے فرشتوں نے تسبیح کا طریقہ سیکھا۔ اور جن کے نور سے آدم مسجود ملائک بنا اور منکر سجدہ مستحق لعنت قرار پایا۔

17۔ سورۃ بقرہ آیت 37:۔ فتلقی آدم من ربہ کلمات ۔۔۔۔

آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔

جمہور اہل سنت نے مفسرین امامیہ کی تائید کی ہے۔ اور ابن عباس نے نقل فرمایا ہے کہ اصحاب رسول نے پیغمبر اسلام سے سوال کیا۔ کہ وہ کون سے کلمات ہیں جن سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا آدم نے خدا سے دعا کی۔ الٰہی بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ میری توبہ قبول فرما۔ خدا نے آدم کی توبہ قبول فرمائی۔ لہذا ان متبرک اسماء جن سے آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ ان میں سیدہ کا اسم نورانیہ چمک رہا ہے۔

رسالہ حاویہ جو اہل سنت بزرگ کی تصنیف ہے تحریر فرماتے ہیں کہ آیہ مذکورہ میں کلمات سے مراد یہ ہے۔

Marfat.com

یا حامد بحق محمد یااعلیٰ بحق علی یا فاطر بحق فاطمہ یا محسن بحق حسن یا قدیم الاحسان بحق حسین فغفرلی فتاب علیہ۔ "انوارامامت"

18۔ والذین یقولون ان ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ عین و اجعلنا اللمتقین اماما۔

علامہ باقر مجلسی نے حیات القلوب میں ابوسعید خدری سے نقل کی ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو رسولؐ خدا نے جبرائیل سے پوچھا **ازواجنا** سے کیا مراد ہے؟ جبرائیل نے کہا خدیجہ الکبریٰ رسولؐ نے کہا **ذریتنا** کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا فاطمہ زہراؑ۔ رسولؐ نے پوچھا **قرۃ العین** جو میری آنکھوں کی روشنی ہیں کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا حسنؑ و حسینؑ رسول نے پوچھا **وجعلنا اللمتقین اماما** کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا علی ابن ابی طالب۔ ابن شہر آشوب نے اسی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں سعید ابن جبر سے یہی روایت نقل کی ہے۔

19۔ ام ترکیف ضرب اللہ متلا کلمۃ طیبہ کشجرۃ طیبۃ۔ "سورہ ابراہیم"

شجرہ طیبہ میں سیدہ فاطمہ زہراؑ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں شجرہ طیبہ کی صفات بیان کی گئیں ہیں۔ علامہ باقر مجلسی علیہ رحمہ نے حیات القلوب میں امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ شجرہ سے مراد رسول خدا ہیں۔ کہ جن کا نسب بنی ہاشم میں ثابت ہے۔ اور اس درخت کی فرع علیؑ ہیں۔ اور اس کی بڑی شاخ فاطمہؑ ہیں۔ اور پھل علیؑ و فاطمہؑ کے فرزند ہیں۔ اور اس کے پتے شیعہ ہیں۔ صاحبان بصیرت جانتے ہیں کہ خداوند عالم نے یہ مثال ایمان اور علوم حصہ کے متعلق بیان کی ہے۔ اور ان امور کی تشبیہ درخت سے دی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے لذات

Marfat.com

روحانیہ کے لذات جسمانیہ سے تشبیہ کی ہے۔ تاکہ پست ہمت اور کم علم لوگ بھی آسانی سے سمجھ سکیں۔ لہذا ایسے شجرہ کی جڑ حضرت رسالت پناہ ہیں۔ جو تمام کمالات کا منبع اور سرچشمہ ہیں۔ اور یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ درخت کے باقی اجزاء، جڑ سے غذا حاصل کر کے بڑھتے اور ترقی پاتے ہیں۔ اس درخت کا تنا حضرت امیر المومنین ہیں۔ جو درخت کا پہلا نمو اور درخت کی پہنچان ہے اور فاطمہؑ زہرا اس درخت کی بڑی شاخ ہیں۔ کہ جن سے تمام آئمہ کی نسبت کا تعلق حضرت رسالت مآب سے ہو جاتا ہے۔ اور اس نوری نسبت سے آنحضرتؐ کا نور تمام آئمہ میں سرایت کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسری شاخیں جو اس بزرگ شاخ (فاطمہ زہراؑ) سے اُگی ہیں۔ ان کی مثال آئمہ طاہرین ہیں۔ جن کے ذریعے علوم رسالت کے پھل مخلوقات تک پہنچے ہیں۔ جو شخص بھی ان سے واسطہ پیدا کرے گا۔ وہ بلندیوں کے آسمان اور کمال کی رفعتوں تک پہنچ جائیگا۔

20۔ لا یرون فیھا شمسا و لا ذ مھریر .....ہ "سورہ ھل اتی"

اہل جنت جنت میں نہ سورج کی تپش دیکھیں گے اور نہ زمہریر یعنی سردی

بحار الانوار میں نقل کیا گیا ہے۔ کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ اہل جنت جب وہاں ساکن ہو جائیں گے۔ تو ایک نور ملاحظہ کریں گے۔ جس سے تمام جنت چمک اٹھے گی۔ اہل جنت کہیں گے کہ خداوند تو نے وعدہ کیا ہے کہ جنت میں سورج کی روشنی نہ ہوگی۔ اس وقت ندا آئے گی۔ کہ یہ نہ سورج کی روشنی ہے۔ اور نہ چاند کا نور بلکہ علیؑ و فاطمہؑ نے ایک چیز کو دیکھ کر تعجب کیا ہے اور ہنسے ہیں پس یہ دونوں کا نور ہے۔

21۔ ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفیناہ من عبادنا ہ "سورہ فاطر"

یعنی ہم نے وارث بنایا ہے کتاب کا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ہے۔

حیات القلوب میں کتاب احتجاج طبرسی میں ابو بصیر سے روایت منقول ہے کہ یہاں

Marfat.com

الـذيـن اصطفينا مين عبادنا سے مراد اولاد جناب سیدہ فاطمہ ہے۔اور یقیناً اس سے مراد سیدہؑ کی اولاد ہی ہوسکتی ہے۔جنہوں نے نوک سناں پر بھی اپنی وراثت کا اعلان کیا۔

22۔ ان من شیعة لابراهیم ... ٥ "سورہ الصفت"

بے شک اس کے شیعوں میں سے ...براہیم ہے۔

تفسیر کتاب معالم الزالفی میں عبداللہ بن اوفی سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب خداوند عالم نے ابراہیم کو خلق فرمایا تو ان کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اُٹھا دیئے۔ ابراہیم نے عرش پر نظر کی تو ایک نور جلوہ گر دیکھا۔سوال کیا خداوند یہ کس کا نور ہے۔ارشاد ہوا یہ محمدؐ کا نور ہے۔جو میرا اصفی ہے۔ابراہیم نے عرض کیا خداوند اس کے پہلو میں دوسرا نور کس کا ہے؟ جواب ملا یہ نور علیؑ ہے جو میرے دین کا نام ہے۔ابراہیم نے کہا میرے خدا ان دونوں نوروں کے پہلو میں تیسرا نور بھی دیکھ رہا ہوں آواز آئی ابراہیم یہ فاطمہؑ کا نور ہے۔جو اس کے باپ اور شوہر سے متصل ہے۔اس نے اپنے محبوں کو دوزخ سے چھڑا لیا ہے۔پھر ابراہیم نے کہا میں دو اور نوروں سے متصل دیکھ رہا ہوں ارشاد ہوا یہ حسنینؑ کا نور ہے۔پھر گذارش کیا کہ نو نور اور ہیں۔ جنہوں نے ان پانچوں نوروں کو گھیرا ہوا ہے۔آواز آئی یہ ان آئمہ کے انوار ہیں جو ان کی اولاد سے ہونگے۔پھر عرض کیا خداوند ان انوار کے گرد بے شمار انوار دیکھتا ہوں جن کا حساب تو ہی جان سکتا ہے۔ارشاد ہوا ابراہیم یہ ان کے شیعوں اور محبوں کے انوار ہیں اسی وقت ابراہیم نے دُعا کی کہ خداوند مجھے ان کے شیعوں میں سے قرار دے۔جواب ملا ہم نے تمہیں قرار دیا۔

23۔ الـلـه نـور السـمـوت والارض مثل نـوره كـمشكـوة فيها مصباح في زجاجة.... بكل شيء عليم ٥ "سورہ نور"

اللہ تو سارے آسمانوں و زمین کا نور ہے۔اس کے نور کی مثل ایسی ہے۔جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہے۔چراغ ایک شیشے کی قندیل ہے۔قندیل یعنی جگمگاتا ہوا روشن

Marfat.com

ستارہ۔۔۔۔۔۔۔۔ زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جائے۔ جو نہ پورب کی طرف ہو اور نہ پچھم کی طرف۔۔۔۔۔ اس کا تیل ایسا شفاف ہو کہ اگر چہ آگ اسے چھوئے بھی نہیں تا ہم ایسا معلوم ہو کہ آپ ہی آپ روشن ہو جائے۔ بلکہ نورعلیٰ نور ہو جائے۔

علامہ عبید اللہ امرتسری اور علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں اس چمکتے ہوئے نور سے مراد حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ اور نورعلیٰ نور ہیں۔ اور چراغ دین کے مترادف ہیں۔

"فاطمہؑ بنت محمدؐ"

بحوالہ حیات القلوب علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روائیت کی ہے کہ مشکوۃ حضرت فاطمہؑ اور مصباح سے مراد یہاں حضرات امام حسنؑ اور المصباح فی زجاجہ یہ مصباح حضرت امام حسینؑ ہیں۔ چونکہ ایک ہی نور سے ہیں۔ لہذا دونوں کو مصباح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا زجاجہ سے مراد حضرت فاطمہ زہراؑ ہے۔ یعنی حضرت فاطمہؑ دنیا کی عورتوں اور بہشت کی عورتوں میں ایک روشن ستارہ ہیں۔ اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ علامہ حلی نے کشف الحق میں ابن بطریق کتاب عمدہ میں اور سید ابن طاؤس نے طرائف ابن منازلی شافعی سے قریب قریب اسی مضمون کو روایت کر کے کہا ہے کہ مشکوۃ فاطمہؑ ہیں۔ اور مصباح حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ اور فاطمہؑ دین و دنیا کی عورتوں کے درمیان چمکتا ہوا ستارہ ہیں۔ علمائے اہل سنت نے حسن بصری سے نقل کیا ہے۔ کہ مشکوۃ سے مراد "فاطمہؑ زہرا" اور مصباح سے مراد "حسنین علیہم السلام" ہیں اور زجاجہ ستارہ درخشندہ "فاطمہؑ" زنان عالم ہیں اور شجرہ مبارکہ حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ جو شرقی نہ غربی ہیں۔ یعنی یہودی نہ نصرانی اور نورعلیٰ نور امام ایک کے بعد ایک ہے تا کہ سلسلہ ہدایت تا قیامت اس ذریت میں باقی رہے۔ **"انوار امامت"**

24۔ بنصر اللہ ینصر من یشاء و ھو العزیز الحکیم ○ "سورہ روم"

ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ آج (یعنی قیامت) کے دن مومنین اللہ کی مدد سے مسرور و خرم

Marfat.com

ہونگے۔اللہ جس کی چاہے گا مدد فرمائے گا۔اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد نصرت الہیہ میں وسیلے کا کردار ادا کریں گی۔ کیونکہ احادیث رسول گواہ ہیں کہ اللہ سیدہ فاطمہؑ کی سواری قیامت والے دن بڑی عظمت وشان کے ساتھ جنت کے دروازے پر لائے گا۔سیدہ اپنے محبوں یعنی جو انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ان کی نصرت فرمائیں گی۔اور جہنم سے اپنے محبوں کو ایسے نکال لیں گی جیسے بیکار دانوں میں سے کوئی صحیح دانے نکال لیتا ہو۔

25- ولسوف يعطيك فترضىٰ ہ "والضحیٰ"

عنقریب تیرا رب تجھ کو وہ کچھ عطا کریگا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

یہ آیہ مبارکہ بھی سیدہ فاطمہؑ کی شان میں نازل ہوئی۔اس آیہ مبارکہ کے شانِ نزول سے متعلق مسند احمد بن حنبل اور تفسیر فتح القدیر میں لکھا ہے کہ!

عن جابر بن عبدالله قال دخل رسولؐ الله علیٰ فاطمةؑ و هي تطحن بالرحیٰ و علیها کساء من جلد الابل فلمّا نظر الیها قال یا فاطمةؑ تعجلي مرارة الدنیا بینهم الاخرة فانزل الله ولسوف یعطیك فترضیٰ ہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ سرکار رسالت ماب ایک روز سیدہ طاہرہ کے گھر آئے آپ اُس وقت چکی پیس رہی تھیں اور ان کے جسم اطہر پر اونٹ کی کھال کی چادر تھی۔بس جب رسول اللہؐ اپنی لخت جگر کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا اے فاطمہؑ اس آخرت کی نعمتوں کے بدلے میں دنیا سے گزرنے کی جلدی کرو۔پس اُسی وقت اللہ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی۔ ولسوف یعطیک فترضیٰ۔ "تو حد بنت نبوت"

Marfat.com

26۔ وآتِ ذالقربیٰ حقہ "سورہ بن اسرائیل"

یعنی دیدے اہل قرابت کو اُن کا حق اس آیہ مبارکہ میں اللہ نے سیدہؑ اُس کا حق بصورت فدک ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر دمشقی کے مطابق یہ آیت فتح خیبر کے چند روز بعد نازل ہوئی۔اور مفسر علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی اپنی معروف تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں!

عن ابی سعید الخدری لما نزلت هذ ه الایة دعا الرسول الله فاطمه و اعطا ها فدکاه

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ جب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے فاطمہؑ کو بلایا اور اُسے فدک عطا فرمادیا۔

Marfat.com

توصیف فاطمہؑ بزبان مصطفیٰؐ

1۔ الحدیث:

عن زادان عن سلمانؓ قال قال رسول الله صلعم من احب فاطمة ابنتی فهو فی الجنة معی و من ابغضها فهو فی النار یا سلمان حب فاطمة ینفع فی مائته من الموطنالیسرتلك الموطن القبر والمیزان والصراط و المحاسبة فمن رضیت عنه ابنتی فاطمة رضیت عنه ومن رضیت عنه رضی الله تعالیٰ عنه و من غضبت علیه ابنیتی فاطمة غضبت علیه و من غضبت علیه غضب الله علیه یاسلمان ویل لمن یظلمها و یظلم بغلها علیا و ویل لمن لظلم ذریتها وشیعتها۔

(مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی سنی المذہب ص ۱۰۳)

ترجمہ: زادان نے سلیمانؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا اے سلمانؓ جوکوئی میری بیٹی فاطمہ زہراؑ سے محبت رکھے گا وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اور جوکوئی

Marfat.com

اس سے دُشمنی رکھے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ اے سلمانؓ فاطمہؑ کی محبت سو (100) جگہ نفع پہنچاتی ہے کہ ان جگہوں میں سے سہل مقامات، موت اور قبر اور میزان اور صراط اور حسابِ قیامت ہیں پس جس شخص سے میری بیٹی فاطمہؑ خوش ہوی مَیں اس سے خوش ہوں گا اور جس سے میں خوش ہوں گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوگا۔ او جس کسی سے میری بیٹی ناراض ہے مَیں بھی اس سے ناراض ہوا اور جس سے مَیں ناراض ہوا اس شخص پر اللہ تعالیٰ بھی غضبناک ہوا۔ اے سلمانؓ وائے ہو اُس شخص پر جو ان دونوں کی اولاد اور اُن کے شیعوں پر ظلم کرے۔

2۔ الحدیث:

عن عائشة قالت كان النبى صلع الله عليه و اله وسلم اذا اقدام من سفر قبل نحر فاطمة و قال منها اشم رائحة الجنة۔ مودۃ القربیٰ ۹۱

ترجمہ: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول خداؐ جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو فاطمہؑ کا گلا چومتے تھے اور فرماتے تھے مَیں اس سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

3۔ الحدیث:

عن جميع ابن عمير قال د خلت مع عمى على عائشة فسالت اى الناس كان احب الى رسول الله صلعم قالت فاطمة فقل من الرجال قالت زوجها۔ (رواۃ الترمذی) مشکوۃ شریف جلد ۳

ترجمہ: حضرت جمیع ابن عمر کہتے ہیں کہ مَیں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا مَیں نے پوچھا رسول خداؐ کو کس سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا فاطمہؑ (ترمذی شریف جلد نمبر ۲ ص ۲۲۷ تقویۃ الایمان ص ۱۹۸)

Marfat.com

4۔ الحدیث:

عن عائشة اُم المومنین قالت مارایت احد اشبه من فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت و کانت اذادخلت علی النبی صلی الله علیه و اله وسلم قام الیها فقتلها و اجلسها فی مجلسه۔ ترمذی شریف جلد نمبر ۲ ص ۲۲۷ بمطبع رشیدیہ دہلی۔

ترجمہ: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کسی کو بھی نبی اکرم کے مشابہ نہیں پایا طریقہ و ہدایت اور حسن وخلق میں سوائے حضرت فاطمہؑ کے کھڑے ہونے، بیٹھنے میں (یعنی صرف حضرت فاطمہؑ ہی رسولؐ کے ہر عمل وقول اور صورت میں مشابہت رکھتی تھیں) جناب عائشہ نے کہا کہ جب حضرت فاطمہؑ حضورؐ کے پاس تشریف لاتیں تو حضورؐ کھڑے ہو جاتے اور بوسہ لیتے اور عالیہ بی بی کو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

5۔ الحدیث:

عن علی ن المرتضی قال قال رسول الله اذکان یوم القیامة نادی منا د من وراء الحجب غضواابصار کم حتی تجوز فاطمة بنت محمد علی الصراط۔ مودة القربیٰ ص ۹۱

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب روز قیامت ہو گا تو ایک منادی پردہ ہائے نور کے پیچھے سے آواز دے گا اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمۃؑ بنت محمدؐ پُل صراط پر سے گزر جائے گی۔

6۔ الحدیث:

وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خیر

Marfat.com

النساء العالمين اربع مريم بنت عمران واسية بنت مذاحم و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد. مودۃ القربیٰ ص ۱۰۱

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ چار عورتیں تمام عالم کی عورتوں سے بہتر ہیں نمبر 1 مریم دختر عمران۔ 2۔ آسیہ دختر مزاحم۔ 3۔ خدیجہؓ دختر خویلد۔ 4۔ فاطمہ دختر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

7۔ الحدیث:

وعن المسو ربن منحر مة ان النبی صلعم قال فاطمة بفعة منی فمن اغضبها اغضبنی و فی روایة یرینی ماا ربها و یو ذیننی ما اذاها. متفق علیه.

ترجمہ: حضرت مسور بن منخرمہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ جس شخص نے فاطمہؑ کا غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہؑ کو اضطراب میں ڈالتی ہے۔ اور تکلیف دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہؑ کو تکلیف دیتی ہے۔

8۔ الحدیث:

قال قال رسول الله صلعم یا فاطمةُ الاترضین ان تکونی سیدة نساء اهل الجنة اونساء المومنین.

ترجمہ: آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تجھ کو بہشت کی ساری عورتوں کا سردار بنادیا گیا ہے۔ یا تو ساری مومنہ عورتوں کی سردار ہے۔

9۔ الحدیث:

وعن علی علیه السلام عن رسول الله صلعم قال اذا قام یوم

Marfat.com

القيامة نادى منا د من بطنان العرش يا اهل القيماة غضو ابصاركم لنجوز فاطمة بنت محمد مع قميص مغضوب بدم الحسين فتحتوى على ساق عرش فتقول انت الجبار العدل اقض بينى و بين من قتل و لذى فيقضى الله لبنتى ورب الكعبة ثم تقول اسفعنى فيمن بلى على مصينبته فيشنعها الله فيهم۔(سید علی ہمدانی مودۃ القربیٰ ص۹۲)

ترجمہ: جناب امیر سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو وسط عرش سے ایک منادی ندا کرے گا۔اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو۔تاکہ فاطمہ دختر محمدؐ خون حسینؑ سے رنگین شدہ قمیض کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے گزر جائے پس فاطمہؑ ساق عرش کو پکڑ عرض کریگی۔اے اللہ تو تو جبار و عادل ہے۔میرے فرزند حسینؑ کے قاتلوں کے اور میرے درمیان فیصلہ کر۔پروردگار کعبہ کی قسم ہے۔اللہ تعالیٰ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کریگا اس کے بعد فاطمہؑ عرض کریں گی۔اے خدا جو لوگ میرے حسینؑ کی مصیبت پر روئے ہیں مجھ کو ان کا شفیع مقرر کر تب اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے حق میں شفیع مقرر کریگا۔

10۔ الحدیث:

اخرج الترمذى عن حذيفة قال قال رسول الله صلعم هذا ملك لم ينزل الى الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم على و يبشرنى بان فاطمة سيدة اهل الجنة و ان الحسن و الحسين سيد اشباب اهل الجنة.

ترجمہ: ترمذی نے حذیفہ یمانی سے نقل کیا ہے۔کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے نہیں اُترا زمین پر اس رات سے پہلے اجازت مانگی اس نے اپنے رب سے کہ مجھ کو سلام کرے اور خوشخبری دے اس بات کی کہ بی بی فاطمہؑ سردار ہیں بہشت کی سب عورتوں کی اور یہ حسنؑ اور حسینؑ دونوں

Marfat.com

سردار ہیں۔بہشت کے نوجوانوں کے(تقویۃ الایمان ص۱۴۲، ترمذی جلد۲ ص۲۱۸مطبع رشید یہ دہلی، صواعق محرقہ ص۱۴۲، ص۱۸۵، ص۱۸۹)

11۔ الحدیث: عن زید بن علی عن انس قال کان رسول الله صلعم یاتی ستة اشهر باب فاطمة عند صلوۃ الفجر فیقول الصلوۃ الصلوۃ یا اهلبیت النبوۃ ثلث مرات انما یریدالله لیذهب عنکم الرجس اهل لبیت و ریروی هذالخبر باسا نیده من الشلمائة من اصحا به منهم من قال ثمانیة اشهر و منهم من قال تسعة اشهر و منهم من قال عشرة اشهر۔

ترجمہ: زین بن علی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نماز صبح کے وقت فاطمہ زہراؑ کے دروازے پر چھ ماہ متواتر تشریف لاتے تھے اور تین بار فرماتے تھے اے اہلبیت نبوت الصلوۃ الصلوۃ اور یہ آیہ تطہیر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے خدا کا یہی ارادہ رہا ہے کہ اے اہلبیت تم سے ناپاکی اور پلیدی کو دور رکھے اور تم کو پاک رکھے۔جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے اور یہ حدیث تین سو صحابہ نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔اُن میں سے بعض نے آٹھ مہینے بیان کئے ہیں اور بعض نے نو ماہ بعض نے دس مہینے کا ذکر کیا ہے۔ (مودۃ القربیٰ ص۹۲)

12۔ الحدیث: واخرج ابن سعد عن علی قال اخبر نی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم ان اوال من ید خل الجنة انا و فاطمة و الحسن و الحسین قلت یا رسول الله فمحبونا قال من در آئکه۔

ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضورؐ نبی اکرم نے مجھے خبر دی ہے کہ سب سے پہلے جنت میں میں ، فاطمہؑ ، حسنؑ ، حسینؑ داخل ہونگے۔میں نے کہا کہ ہمارے محبّ آپ نے فرمایا وہ تمہارے پیچھے ہونگے۔ صواعق محرقہ ص۱۵۱

Marfat.com

اقبال بارگاہ سیدہ کونینؑ میں

حکیم الامت حضرت سر ڈاکٹر علامہ اقبال جدید دور کے عظیم عارف ہی نہیں۔ بلکہ اہل بیت کے عشق میں فنا تھے۔ان کے نزدیک آداب خود آ گاہی عرفان نفس، شعور ذات اور فقیری کے تمام سلسلے عشق یداللہی پر ختم ہوتے ہیں۔کیونکہ علامہ کے نزدیک عشق حقیقی کا مرکز مولا علیؑ ہیں۔ اس لیے ایک جگہ پر فرماتے ہیں:۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آ گاہی　　کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
دارہ و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ　　ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللہی

علامہ کے اُردو اور فارسی کلیات میں مولا علیؑ اور اہل بیت کی شان میں مناقب اور قصائد کثیر تعداد میں موجود ہیں۔اور اس کے علاوہ بہت سا کلام جو علامہ کے کلیات میں شامل نہیں کیا گیا۔وہ باقیات اقبال میں موجود ہے۔باقیات اقبال میں علامہ کا وہ کلام شامل ہے۔جو علامہ نے اپنی زندگی میں لاہور سے نکلنے والے اخبار مخزن میں شائع کروایا۔غالباً یہ دور 1903ء و 1905ء کا ہے۔باقیات اقبال علامہ اپنے عقیدے کا تعارف اس طرح کراتے ہیں۔

آدمی کام کا نہیں رہتا　　عشق میں یہ بڑی خرابی ہے
لن ترانی طور سوزی بھی　　پردے پردے میں بے حجابی ہے
پوچھتے کیا ہو مذہب اقبال　　یہ گنہگار بوترابی ہے

Marfat.com

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں!

تیری شکست ہی منظور تھی اسے اے دل　　بنا دیا تجھے نازک تر آب گینے سے
جہاں سے پلتی تھی اقبال روح قنبر کی　　مجھے بھی ملتی ہے روزی اُسی خزینے سے

علامہ کو مولا علیؑ کی ولایت کا حقیقی عرفان اُس دور کے مرد عارف علامہ "حرویؒ" کی صحبت سے حاصل ہوا۔ اور بالخصوص اُن کے روحانی پیر مولوی معنوی مولانا روم کے کلام کا مطالعہ اور روحانی فیض جس نے علامہ پر سے ولایت کے حقیقی اسرار رموز کے تمام پردے کھول دیئے۔ علامہ فلسفہ امامت مولا علیؑ کو اپنے کلام میں اس طرح بیان کرتے ہیں!

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے　　حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق　　جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

اپنی ایک نظم زہد اور رندی جو انہوں نے اپنے بارے میں لکھی اُس میں انہوں نے اپنے عقیدے کی مزید وضاحت کر دی۔

تفضیل علیؑ ہم نے سنی اُس کی زبانی　　ہے اُس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا

اقبال کی فارسی تصانیف میں دو مثنویوں یعنی اسرار خودی اور رموز خودی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہ دونوں مثنویاں اقبال کی شاعری کا مظہر اور ان کے تخیلات کا پرتو ہیں۔ ان میں خودی، ضبط نفس اور عشق کے فلسفے کی وضاحت کی گئی ہے۔ اسرار خودی میں آپ کی نظم جس کا عنوان ہے۔ **"در شرح اسرار اسمائے علی مرتضیٰ"** اس میں 59 شعر ہیں۔ اس نظم میں علی علیہ السلام ک اسمائے مبارکہ کی توضیح وتشریح کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدے کا بھی اظہار ہے۔ اس نظم کے ذریعے اقبال نے مسلمانوں کی فکر کو جھنجوڑا ہے۔

Marfat.com

مسلم اول شاہ مرداں علی

عشق را سرمایہ ایماں علی

اس نظم میں خاندان اہلبیت کے ساتھ اپنی ولاء کے ساتھ ساتھ حضرت علی علیہ اسلام کے اسمائے مبارکہ بوتراب ، یداللہ، شیر خدا اور مرتضےٰ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اقبال نے آنحضرت کی حدیث مبارکہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کا مطالبہ کرنے کے بعد فرمایا!

ذات او دروازہ، شہرعلوم زیرفرمائش حجاز و چین وروم

یعنی تہذیب وتمدن، علم وفرہنگ، ثقافت وشرافت، سب اسی دروازے سے ملے گا۔ دوسرے کے سامنے کاسرگدائی لے جانے کی ضرورت نہیں۔ کہ مولا علیؑ وہ مسلم اول ہیں جو مردان حق کے سردار ہیں۔اور عشق کے لیے آپ کی ذات ایمان کا سرمایا ہے۔ مجھے اُن کے خاندان سے محبت ہے۔اور اُن کا عشق میری زندگی کا سرمایا ہے۔

اگر حضرات اہل بیت سے محبت کو شیعت کو کہتے ہیں۔تو یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ علامہ اقبال سے بڑے شیعہ کون ہونگے ؟ جن کے لیے اہل بیت رسول کی محبت ہی سرمایہ ایمان تھی۔ یہ محبت ترقی کر کے والہانہ عشق بن چکی تھی۔اُنہیں جس شدت سے پاک نبیؐ سے پیار تھا۔ بالکل اتنے ہی پُر جوش اور سرگرم وہ خاندان رسالت عشق میں نظر آتے ہیں۔ علامہ نے سپاس جناب امیرؑ لکھی۔ جو مخزن اخبار جنوری 1905ء میں شائع ہوئی۔ جس کے لیے مشہور ہے کہ علامہ ہر صبح اُسے پڑھا کرتے تھے۔ اس منقبت میں علامہ کا عشق علیؑ مزید نکھر کا سامنا آتا ہے۔ جس میں اقبال نے حضرت علی علیہ اسلام کو سرمایہ ایمان عشق قرار دیا ہے۔ آپ آنحضرتؐ کو مدینہ محبت قرار دیا۔ اور مولا علیؑ کو محبت کے شہر کا دروازہ کہا۔ علامہ اقبال کے نزدیک مولا علیؑ ادیانِ باطل کے نقوش کو مٹانے والے اور مذہب عشق کے رکنِ اعظم ہیں۔ اور اُن کا سینہ اسرار الٰھیہ کا محفوظ خزینہ ہے۔ علامہ نے مولا علیؑ کو آنحضرتؐ کی نبوت کی بنیاد قرار دیا۔ تاریخ اسلام

Marfat.com

اس امر پر شاہد ہے کہ دعوت ذوالعشیرہ میں علیؑ نے کارِ نبوت میں نصرت کا اعلان کیا۔ اور حضور کے وزیر، وارث اور بھائی قرار پائے۔ اور علامہ نے توصیف علیؑ کو نعت رسولؐ گردانا ہے۔ کیونکہ پھل کی تعریف درحقیقت درخت کی تعریف ہے۔ اور حضورؐ ہدایت کا شجر اور علیؑ پھل ہیں۔

اقبال حضور کی اہل بیت سے خاص عقیدت رکھتے تھے اور عقیدت کی اس معراج پر تھے کہ اپنے عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

از ہوش شدم مگر بہوشم گوئی کہ نصیری خموشم
دانم کہ ادب بضبط راز است درپردہ خامشی نیاز است

علامہ فرماتے ہیں کہ مَیں بے خود ہو گیا ہوں لیکن درحقیقت ہوش میں ہی ہوں۔ یعنی آپ کی محبت میں اُس مقام تک آ گیا ہوں کہ خاموش نصیری ہوں۔ نصیری بول اٹھا اور مَیں خاموش ہوں۔ ورنہ محبت نصیری اور مجھ میں کوئی فرق نہ ہے۔ پھر علامہ کہتے ہیں کہ مَیں جانتا ہوں ادب کا تقاضا یہی ہے کہ رازِ عشق کو افشا نہ کیا جائے۔ علامہ صاحب اس منقبت میں اپنے عشق کی آخری سرحدوں تک پہنچ گئے ہیں۔

آپ کے درج ذیل اشعار آپ کے خانہ اہل بیت سے عقیدت و محبت کے آئینہ دار ہیں۔

رونے والا ہوں شہید کربلا کے غم میں مَیں کیا درِ مقصد نہ دیں گے ساقی کوثر مجھے
دل میں ہے مجھ بےعمل کے داغ عشق اہلبیت ڈھونڈتا پھرتا ہے ظل سایہ حیدر مجھے

(باقیات اقبال)

پتہ چلا کہ اقبال شہید کربلا کے غم میں رونے والے تھے اور اسی کے وسیلے سے اپنی نجات کے طلبگار ہیں۔

آپ نے اپنی فکر انگیز شاعری اور انقلاب آفریں نظموں کے ذریعے صاحبان عقل وخرد کو دعوت فکر و عمل دی۔ اور اپنے کلام سے کردار سازی کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی

Marfat.com

کی روح پھونک دی۔ آپ نے جدو جہد اور سعی عمل کا درس دیتے ہوئے خانقاہی نظام گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کی نفی کی۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ دلگیری

اقبال نے اپنی شاعری کا محور عشق رکھا ہے۔ خودی کی آگ جس کو بھڑکاتی اور شعلہ جوالہ بناتی ہے۔

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق معرکہ وجود میں بدر و حسنین بھی ہے عشق

اقبالؒ کی نظم **"در معنی حریت اسلامیہ وسر حادثہ کربلا"** فرزند رسولؐ جگر گوشہ علیؑ و بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی پر محیط ہے۔ اقبال نے اس نظم میں عشق و عقل کے درمیان مواذنہ کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ عقل کے مقابلے عشق ہمیشہ ہر امتحان میں ثابت قدم رہتا ہے۔ اس کا عزم بالجزم اور یقین محکم ہوتا ہے۔ اور بتایا کہ کربلا کا واقعہ ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ ایک ہستی ایسی گزری ہے جس نے کربلا کی تاریخ نئے عنوان سے لکھ ڈالی۔

زندہ حق از قوت شبیری است باطل آخر داغ حسرت میری است

علامہ اقبال جہاں اسلام لانے والے مردوں میں مثالی مومن حضرت علی علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ وہاں تمام مومنہ عورتوں کے لیے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مثالی مومنہ قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت آپ کے نزدیک اس گھر کی جو تعظیم ہے وہ کائنات میں کسی کی نہیں۔ علامہ نے جب ان احادیث کا مطالعہ کیا کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے۔ اور سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ تو ایسی اعلیٰ اور ارفع ذات اپنی اختیاری، نمائیاں صفات اور امتیازی خصوصیات اور خدمات اسلام کی بناء پر سیدۃ کو جمیع الناس کے لیے اسوہ کاملہ قرار دیا۔ اقبال کی نظم جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ضروری ہے وہ رموز بے خودی کے صفحات پر بعنوان "در معنی این کہ سیدہ النساء فاطمۃ الزاہرا

Marfat.com

اسوۃ کاملہ است برائے نساء اسلام" موجود ہے یہ نظم 19 اشعار پر مشتمل ہے اور جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے یہ نظم اس مقصد کے لیے لکھی گئی ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزاہراؑ کی ذات دنیا کی تمام عورتوں کے لیے ایک اسوہ اکامل اور نمونہ عمل ہے۔

مریم از یك نسبت عیسی عزیز — از سه نسبت حضرت زهراؑ عزیز

نور چشم رحمة اللعالمین — آن امام اولین و آخرین

انکه جان درپیکر گیتی دمید — روز گار تازه آئین آفرید

بانوی آن تاجدار هل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

پادشاه و کلبه ئی ایوان او — یك حسام و یك زره سامان او

مادر آن مرکزپر کار عشق — مادر آن کاروان سالار عشق

آن یکی شمع شبستان حرم — حافظ جمعیت خیر الامم

تانشیند آتش پیکار و کین — پشت پازر برسر تاج و نگین

وان دگر مولای ابرار جهان — قوت بازوی احرار جهان

درنوای زندگی سوز از حسین — اهل حق حریت آموز از حسین

سیرت فرز ندهااز امهات — جوهر صدق و صفا از امهات

مزرع تسلیم را حاصل بتول — مادران راسوه ی کامل بتول

بهر محتاجی دلش آنگرنه سوخت — بایهودی چادر خود را فروخت

نوری وهم آتشی فرما نبرش — گم رضایش در رضای شوهرش

آن احبپرورلهی صبر و رضا — آسیا گردان و لب قرآن سرا

گریه هلی اوزبالین بی نیاز — گوهر افشاندی بداماں نماز

اشك او برچید جبریل از زمین — گوهر شبنم ریخت برعرش برین

Marfat.com

رشتهٔ آئین حق زنجیر پاست　　پاس فرمان جناب مصطفی است
ورنہ گرد تربتش گردیدمی　　سجدہ ھابر خاک او پاشیدمی

☆ مریم وفاطمہؑ:

نظم کے آغاز میں علامہ اقبال سیدہ فاطمۃ الزاہرا کی فضیلت وعظمت نہایت عقیدت کے ساتھ کرتے ہوئے آپ کا تقابل حضرت مریم مادر عیسیٰؑ سے کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت مریم کی فضیلت صرف حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے ہے۔ کہ وہ ایک نبی کی ماں ہیں۔ لیکن حضرت فاطمہؑ تین اعتبار سے افضل ہیں۔ رحمت اللعلمین اور سید الرسلین کی نور چشم اور لخت جگر ہیں۔ یعنی آپ کے والد نور اول ختم الرسل مولائے کل محمد مصطفیٰ ہیں۔ اور یہ اعزاز فقط فاطمۃ الزہراؑ کو حاصل ہوا۔ اقبال اس حقیقت سے آشنا تھے ورنہ کسی اور کا تذکرہ بھی ساتھ کرتے۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ آپ امیر المومنین، تاجدار ھل اتیٰ مشکل کشاء، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی زوجہ ہیں اور فرمان مصطفیٰؐ گواہ ہے کہ آپ دونوں کا عقد عرش پر طے ہوا۔ اور تیسری عظمت کہ آپ شہزادہ سبز قباء مولا حسنؑ اور بنائے لا الہ دین پناہ سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام جیسی ہستیوں کی ماں بنیں۔ جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی۔ اور ان تینوں نسبتوں میں جناب زہراؑ کو مرکزیت حاصل ہے۔ چونکہ بیٹی رحمت ہے زوجہ نصف ایمان کی محافظ ہے۔ جبکہ ماں اولاد کے لیے جنت ہے۔ سیدہ کونین اس باپ کے لیے رحمت بن کر آئیں جو کائنات کے لیے رحمت ہے۔ اور کل ایمان کا نصف ایمان بنیں جبکہ آپ کے قدموں میں ان کے لیے جنت ہے۔ جو خود جنت کے سردار ہیں۔ امیر انیس کہتے ہیں۔

اللہ رے فاطمہؑ کی بزرگی،، زہے شرف　　بابا ملا فخر، رسولان ما سلف
شوہر ملا امیر عرب، اور شاہ نجف　　اللہ نے حسین و حسن سے دیئے خلف
دونوں امام خلق کے حاجت روا ہوئے　　مشکل کشا کے بیٹے بھی مشکل کشا ہوئے

Marfat.com

☆ سیرت سازماں:

سیرت فرزند ھا از امھات　　　جوھر صدق و صفا از امھات

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ فرزندوں کو سیرت وکردار مائیں سکھاتی ہیں۔صدق وصفا کے جوہر عطا کرتی ہیں۔ جناب سیدہ فاطمہؑ نے حسن وحسین کی بہترین پرورش کی اور نہیں تمام صفات عالیہ سے مزین کیا انہیں کائنات کے لیے نمونہ عمل اور اسوہ کامل بنا دیا۔آپ کی گود کا اثر تھا۔کہ آقا حسن نے اپنے تدبر سے اسلام کی حفاظت کی اور آقا حسین نے اپنے خون سے اسلام کو زندگی عطا کی۔

وہ گود ہوگی کتنے محاسن لیے ہوئے　　　جس کی صلاحیتوں کا نتیجہ حسینؑ ہے۔

جناب فاطمۃ الزہراؑ کا ان صاحبزادوں سے عجب پیار تھا یوں تو کون سی ماں ہے جسے اپنے بچوں سے محبت نہ ہوگی۔لیکن جناب سیدہؑ کی حالت عجیب تھی۔ یہ پھول تھے وہ عندلیب تھیں۔کسی آن نظر سے اوجھل ہونا گوارہ نہ تھا۔اپنی محبت وشفقت کے سائے تلے، آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کی کہ اس کے اثر سے وہ دنیا جہاں کے لیے نمونہ عمل بن گئے۔اور اسلام کی آبرو اور دین کا ناموس بنے۔

حضورؐ زہراؑ بشر سے ہٹ کر پیمبروں کے سلام بھی ہیں
کہ اس کے سائے میں پلنے والے حسینؑ جیسے امام بھی ہیں

☆ اسوہ کامل:

مزراع تسلیم راحاصل بتول　　　مادر اں رااُسوہ کامل بتول

علامہ فرماتے ہیں کہ سیدہؑ تسلیم ورضائے اللہ ورسولؐ کی کماحقہ پابند تھیں اور مادران کائنات کے لیے اسوہ کامل ہیں۔یعنی سیدہؑ عورتوں کی تمام اصناف کے لیے رہبر کامل

Marfat.com

ہیں۔ وہ بیٹی کی حیثیت سے باپ کی فرماں بردار مطیع ومنقاد ہیں۔ بیوی کی حیثیت سے ان کی خوشنودی شوہر کی رضا میں گم ہے۔ ماں کی حیثیت میں یکتا ہیں۔ یہاں یہ بیان کیا جانا از حد ضروری ہے کہ علامہ نے کسی اور خاتون معظم کو اسوہ کامل قرار کیوں نہ دیا؟ حالانکہ اسلام میں بلند پایہ خواتین موجود تھیں لیکن اقبال اس حقیقت کو جانچ کر بیان کیا کیونکہ سیدہؑ عورت کے ہر روپ کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ اور عورت کے تینوں روپ ماں، بیٹی اور بیوی کے لیے کامل نمونہ عمل ہیں۔ بیٹی ایسی بنی کے باپ کی نگاہوں کا مرکز ومحور بن گئیں۔ جس کی آمد پر کونین کا سردار کھڑا ہو جاتا۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتا۔ جس پر رسالت کو ناز ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضورؐ نے آپ کو ام ابیھا کا لقب دیا ایسا نام باپ کی طرف سے کسی بیٹی کو آج تک حاصل نہ ہوا ہے۔ لہذا سیدہؑ کونین بزبان رسالت اپنے کردار سے ساری امت کی بیٹیوں کے لیے مشعل راہ بن گئیں۔

ڈاکٹر اقبال نے ایک اور جگہ کہا

فطرت توجذبہ هادار بلند چشم هوش از اسوه زهرا مسند

اسی طرح سیدہ فاطمہ زہراؑ نے زوجیت کے کردار کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اس پر ولایت کو ناز ہوا۔ آپؑ علوم امامت کی راز دار بن گئیں۔ خاوند کی عزت وناموس کی پاسدار بن کر ساری اُمت کی بیویوں کے لیے مشعل راہ بن گئیں۔

اور دنیا جہاں میں واحد و یکتا ماں کی حیثیت رکھتیں ہیں جو اولاد کی تربیت وتعلیم کے لیے اصول بن گئی۔ جو ذریت کے لیے گھوارہ، دین رسول بنیں۔ جس کی گود کے اثر نے کائنات کو دو گوہر نایاب حسن وحسین کی صورت میں عطاء کیے۔

وہ ماں جس نے معزز کیا گھرانے کو حسینؑ پال کر جس نے دیا زمانے کو

سیدہؑ کی تربیت ایسی بے مثال تھی کہ حسنین کو لوریاں دیں تو لب پر قرآن جھولا جھلایا تو لب پر قرآن دودھ پلایا تو لب پر قرآن سینے سے لگایا تو لب پر قرآن، بس یہ تربیت وتلاوت کا اثر آقا

Marfat.com

حسینؑ کے خون میں نظر آیا۔ کہ ماں کی گود میں وعدہ کرلیا۔ کہ اماں آپ نے مجھے لوریاں دیتے ہوئے دودھ پلاتے ہوئے قرآن پڑھا۔ یہ حسینؑ سر کٹوا کر نوک سناں پر قرآن پڑھے گا۔

تو فاطمہ کونین کی سرتاج ہے　　　عظمتوں کی آخری معراج ہے

☆ سخاوت زہراؑ:

اپنی اس نظم میں علامہ اقبال نے سیدہ زہراؑ کی سخاوت کے ایک واقعہ کو اس انداز سے پیش کیا

بهر محتاجے دلش آں گونه سوخت

بایهودی چادر خود رافروخت

ایک دفعہ مسجد نبوی میں ایک سائل نے تین سوالات پیش کیے دو تو حل ہو گئے۔ مگر تیسرے سوال کو سلمان فارسی نے اپنے ذمہ لیا۔ اور سیدھے فاطمہ زہراؑ کے در پے آئے۔ اور کہا ایک سائل بھوکا ہے۔ اس کے کھانے کی ذمہ داری میں نے لی ہے۔ یہ سن کر سیدہؑ نے کہا گھر میں تو کچھ نہیں۔ البتہ میری یہ چادر ہے اس کو گروی رکھ کر تھوڑی گندم لے آؤ۔ تاکہ کھانا پکا کر سائل کو کھلایا جائے۔ سلمان چادر لیکر شمعون یہودی کے پاس گئے۔ اس سے گندم لی اور فاطمہؑ کے حوالے کی۔ سیدہؑ نے جلدی سے گندم پیس کر روٹیاں تیار کیں تمام روٹیاں لا کر سلمان کو دیں۔ سلمان نے کہا سیدہؑ کچھ روٹیاں اپنے بچوں کے لیے رکھ لیجیے۔ آپؑ نے فرمایا ہوسکتا ہے اس سائل کے بھی بچے ہوں یہ کیسے ممکن ہے مَیں ان بچوں کا حق لے لوں۔ یہ اقبال نے سیدہؑ کی سخاوت کا ایک چھوٹا سا نمونہ اس شعر میں بیان کیا ہے ورنہ سیدہؑ کی سخاوت کے دہر میں چرچے ہیں۔ فرشتوں نے جس گھر سے اپنی جھولیاں بھریں شاہ و گدا نے جس کی دہلیز سے مراد پائی۔ اور آپ کی سخاوت کی معراج یہ ہے کہ سیدہ نے مباہلہ کے لیے اپنے بیٹے تک اپنے والد گرامی سید الانبیاء کو دے دیئے۔

Marfat.com

☆ شوہر کی فرمانبرداری:۔

نوری وھم آتشی فرمانبرس گم رضائش در رضائے شوھر ش

اس شعر میں اقبال نے سیدہ کونینؑ کی عظمت ان الفاظ میں بیان کی ہے۔کہ جناب زہراؑ کے تمام جن دانس اور ملائکہ تابع فرمان ہیں۔تبھی فرشتے جناب زہراؑ کی چکی چلاتے،کبھی ان کے بیٹوں کا جھولا جھلاتے،یعنی ہر مخلوق نوری یا آتشی ہو یا پھر انسان سب جناب سیدہ زہراؑ کے تابع فرمان ہیں۔جبکہ سیدہ فاطمہ خود اپنے شوہر امام المتقین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی رضا وحکم کی پاسدار اور پابند تھیں۔اور جب تک زندہ رہیں شوہرؑ کی اطاعت میں زندگی بسر کی۔اور ہمیشہ اپنے شوہرؑ کا ہر مشکل میں ساتھ دیتی رہیں۔

کیا ہے دونوں جہاں میں حق نے کچھ اس طرح انتخاب اس کا
کہ مرتضیٰ کے سوا جہاں میں نہیں ہے کوئی جواب اس کا

☆ صبر ورضا:-

ان ادب پرورده صبر و رضا　　آسیا گرداں و لب قرآن سرا

سید الکونین نبی آخر الزماں نے اپنی اکلوتی بیٹی کی مثالی پرورش کی۔اور صبر ورضا کے اوصاف کماحقہ سکھائے۔آپؑ گھر کی چکی خود چلائیں۔گھر کا کام ایک دن خود کرتیں۔ایک دن جناب فضہ کرتیں۔چاہے کتنا مشکل وقت آتا سیدہ فاطمہؑ نے ہر مشکل کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔اور نہ زباں پر حرف شکایت لے کر آئیں۔حد تو یہ ہے کہ ہمیشہ سیدہؑ اپنی زباں پر قرآنی آیات تلاوت کرتیں۔گھر میں چکی چلاتے ہوئے بچوں کو لوریاں دیتے ہوئے زباں پر آیات جاری رہتیں۔چنانچہ سیدہؑ کے صبر ورضا کی دلیل کا تسبیح فاطمہؑ ہے۔تسبیح فاطمہؑ رجس باطنی کی دوری کا سبب اور بہترین عبادت ہے۔مسلمانوں کے ساتھ ساتھ لاکھوں عیسائی بھی باطن کی

Marfat.com

پلیدگی کودور کرنے کے لیے پرتگال میں فاطمہؑ ، فاطمہؑ کی تسبیح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے نزدیک بعد از نماز مستحب عبادات میں بہترین عبادت تسبیح فاطمہؑ ہے۔ جو سیدہ کونین سے منسوب ہے۔ اس کی عظمت و برکات سے کوئی مسلمان انکاری نہیں ہے۔ یہ تسبیح سیدہ کونین کو سیدہ الانبیاء نے تعلیم فرمائی تھی۔ اس کے شان نزول کے متعلق کتب فریقین میں موجود ہے۔ کہ سیدہ کونین امور خانہ داری کی ادائیگی سے تھک جاتیں۔ آپ کے ہاتھوں اور پاؤں میں ورم آجاتا تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر تو سرور کائنات نے اپنی دختر جو کائنات کی تمام خواتین کے لیے نمونہ عمل تھیں۔ ان کی تسلی اور راحت کے لیے فرمایا کہ جب سونے لگو تو 34 مرتبہ اللہ اکبر 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ تسبیح فاطمہ کہلائی جانے لگی اور تمام مسلمان اس کی افادیت کے پیش نظر ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہؑ پڑھتے ہیں۔ کیونکہ آلِ محمدؐ سے محبت اور پاکیزگی کا سبب ہے۔ اور تسبیح فاطمہؑ ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ مودت آل محمدؐ کی نشانی بھی ہے۔

سورہ احزاب میں ارشاد خداوند ہے۔

یاایھاالذین امنو اذکر و اللہ ذِکرا کثیراہ

ترجمہ: اے ایمان والو بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو۔

صاحبان ایمان سے اللہ خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔ جب اللہ نے کہہ دیا کہ میرا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ تو ہمارے پاس تو سونے کا وقت ہی نہیں ہے تو چاہے ہم مہد سے لحد تک بغیر کسی توقف کے اس کا ذکر کریں تو بھی وہ کثیر نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب قرآن کے وارث چھٹے امام صادق آلِ محمدؐ سے پوچھا گیا کہ مولا ذکر کثیر سے کیا مراد ہے۔ مولا نے سنکر کہا چادر تطہیر کی قسم نماز کے بعد جو تسبیح فاطمہؑ ہے۔ یہی ذکر کثیر ہے۔ **(الکوثر)**

بعض کتب مناقب میں تسبیح فاطمہ کا شان نزول یہ بیان کیا ہے۔ جب لوگوں سے حضور نے سیدہ کے عقد کی خواشگاری کی۔ تو آپ نے فرمایا آج کی شب ستارہ جس گھر میں اترے گا اسی

Marfat.com

سے فاطمہؑ کا عقد کیا جائیگا۔ یہ خبر مدینے میں پھیل گئی۔ کہ داماد رسولؐ کا فیصلہ کرنے کے لیے عرش سے ستارہ رات کو اترے گا تمام لوگوں اپنے چھتوں پر جاگ رہے تھے کہ قریب سحر آسمان سے ایک ستارہ زمین پر اترتا ہوا دکھائی دیا۔ سیدہ کونین کی مضطرب نگاہیں ستارے کی طرف تھیں بس ادھر زہرہ نے ساعت آسمان کو چھوڑا بتولؑ نے کہنا شروع کیا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، ستارہ اترتا چلا آیا۔ جب 34 مرتبہ اللہ اکبر کہا ستارہ صحن علی میں اترا۔ بی بی نے کہا الحمد اللہ ادھر 33 مرتبہ الحمد اللہ کہا کہ پھر ستارہ نے جانب آسمان صعود کیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر سبحان اللہ کا کلمہ جاری تھا۔ یہاں تک 33 مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ستارہ اپنے مقام پر واپس پہنچ گیا۔ یہی تسبیح، تسبیح فاطمہ سے منسوب ہے اور اسی کو تمام اہل ایمان بعد از نماز بہترین عبادت سمجھتے ہیں۔ (الکوثر)

در سیدہ کی عظمت تھی ورنہ　　　زمین پر ستاروں کی منزل نہیں ہے

☆ سیدہؑ کی عبادت:

گریہ ہائے اور زبالین بے نیاز　　　گوہر افشا ندمے بداماں نماز

سیدہؑ کا تعلق اس گھرانہ سے ہے۔ جن کو دیکھ کر ملائک نے عبادت کا سلیقہ سیکھا۔ سیدہؑ عبادت کی اس معراج پر تھیں کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ زہراؑ عبادت الٰہیہ میں مشغول ہوتیں تو اس کمال خشوع وخضوع سے نماز خدا ادا فرماتیں تو دوران نماز خشیت الٰہیہ کی وجہ سے آنسو جاری وساری رہتے تھے۔ اور علامہ طاہر القادری نے لکھا کہ سیدہؑ نماز شب کو سر سجدے میں رکھتیں اور فجر کی نماز کے بعد اٹھاتیں اور کہتیں پروردگار تو نے رات کتنی چھوٹی بنائی ہے کہ فاطمہؑ جی بھر کے عبادت بھی نہ کر سکی۔

☆ اوج اشک زہرا:

اشک او چنیز جبریل از زمین　　　ہمچو شبنم ریخت برعرش بریں

Marfat.com

اس شعر میں علامہ نے سیدہ فاطمہ زہراؑ کے آنسو کی عظمت بیان کی ہے۔ کہ جب خشیت الہیہ سے دوران نماز جناب زہراؑ کی آنکھوں سے آنسو مصلہ عبادت پر گرتے تو جبریل امین جناب فاطمہ زہراؑ کی جائے نماز سے آنسوؤں کے موتیوں کو چن کر شبنم کے قطروں کی طرح عرش بریں پر مزین کر دیتے۔ یعنی آپ کے آنسوؤں کی بارگاہ ایزدی میں بڑی قدر و منزلت ہے۔ اور فرشتگان کے لیے تقلید کا باعث ہیں۔

☆ معراج عقیدت:

رشتہ آئین حق زنجیر پااست — پاس فرمان جناب مصطفی است

ورنہ گردے ترتبش گردیدمے — سجدہ ھا بر خاک او پاشیدمے

ان اشعار کو پڑھنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ علامہ اقبالؒ کے دل میں اولاد نبی کی محبت کس درجہ تھی۔ اور کس قدر احترام تھا۔ علامہ اپنی عقیدت کا اظہار سیدہؑ کے قدموں میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔ کہ قانون الٰہی اگر میرے پاؤں میں زنجیر نہ ڈالتا اور فرمان مصطفیٰ کی لاج نہ ہوتی۔ تو میں سیدہ زہراؑ کی لحد کے گرد طواف عقیدت کرتا۔ اور آپ کی تربت پاک کی مٹی پر محبت و نیاز کے سجدے نچھاور کرتا۔

ان اشعار سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ علامہ کے دل میں سیدہؑ کا احترام کس درجہ عقیدت پر تھا۔ اقبال اپنے اندرونی جذبات تو خود ہی بتا سکتے ہیں کہ جس عقیدت کے تحت انہوں نے یہ اشعار لکھے۔ دعا ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا خالق اس سچے عاشق رسول اور محب اولاد علیؑ و بتولؑ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

رسول اللہ کی بیٹی

پاکستان کے قومی شاعر ابوالاثر حفیظ جالندھری

وہ زہراؑ ہاں وہی زہراؑ، رسولؐ اللہ کی بیٹی
وہی زہراؑ شہنشاہوں کے شہنشاہ کی بیٹی
وہ چادر اوڑھنے والے مجسمؐ نور کی دخترؑ
وہ عبداللہ کی پوتی، آمنہ کے پور کی دختر
وہ قاسم کی بہن وہ طیب و طاہر کی ماں جائی
جو ماں کی گود میں اتمام نعمت کی طرح آئی
وہی آئینہ عفت کا سب سے خوشنما جوہر
خدیجہ طاہراؑ کے بطن کا اک بے بہا، گوہر
وہ صبح نورِ چشم رحمت العالمینؐ زہراؑ
نگیں خاتم تسکینِ ختم المرسلینؐ زہراؑ
وہ زہراؑ جو شبیہ اسوۂ سرکارؐ عالی تھی
علیؑ سے آج اس زہراؑ کی شادی ہونیوالی تھی

Marfat.com

ہندو کتب اور خاندان سیدہؑ

ہندو دھرم ہمارے برصغیر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کا مشہور اور قدیم مذہب ہے۔ ہندوستان میں اسی دھرم کو ماننے والوں کی کثرت ہے۔ لیکن یہ دھرم دنیا کے باقی ادیان سے بہت سی باتوں میں مختلف ہے۔ اس دھرم کے بارے میں یہی معلوم نہیں کہ اس کا اولین داعی کون ہے؟ اس کا پیغمبر اور نبی کون ہے؟ اس کا آغاز کب سے ہوا؟ اور اس کو ماننے والوں کو ہندو کیوں کہا جاتا ہے؟ بلکہ یہ بھی کسی قدر مشکوک ہی ہے کہ اس کی اصل اور اساسی کتاب کون سی ہے؟ اور یہ بات تو انتہائی پیچیدہ ہے کہ اس کی کوئی واضح اور جامع تعریف کی جاسکے۔ تاہم اس کی کتابوں کے اندر بہت سی ادھر ادھر کی باتوں کے جھرمٹ میں سے کچھ باتیں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جنہیں دیکھ کر کسی قدر وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ یا تو بذات خود وحی الٰہی ہیں یا پیغمبرانہ تعلیمات سے ماخوذ اور انہی پر مبنی ہیں۔ ہمارے نبی رسول اللہؐ سے متعلق ان کتابوں میں بہت سی واضح پیشنگوئیاں بھی ہیں اور یہ یقینی ہے کہ پیشنگوئیاں اسی نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ پیشنگوئیوں کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کا تعلق جس شخص سے ہوتا ہے اس کا نام چاہے لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ لیکن اس کی ایسی علامتیں اور خصوصیات بیان کر دی جاتی ہیں اور اس کے گرد و پیش کا ایسا نقشہ کھینچ دیا جاتا ہے کہ جب وہ منظر عام پر آئے تو پہچاننے میں کوئی تردد اور شک وشبہ نہ ہو۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ ہندوؤں کی کتب بھی آسمانی اور الہامی تھیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن نے تورات، زبور اور انجیل کا تذکرہ کیا۔ان پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔مگر بہت ساری ایسی کتب اور صحائف بھی تو ہو سکتے ہیں کہ جن کا اللہ نے تذکرہ نہ کیا۔مگر وہ الہامی ہوں۔بالکل ایسے ہی کہ جس طرح تھوڑے سے نبیوں کا اللہ نے تذکرہ کر دیا اور بہت بڑی تعداد کا تذکرہ نہیں کیا۔تو جن کا تذکرہ نہیں کیا ان میں کسی کا نام سامنے آتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ اللہ کے نبی ہوں۔یعنی ہم نہ تو صراحت کے ساتھ کے نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی یقین کے ساتھ کسی کو نبی مانتے ہیں۔یہ بات مورخین کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی ویدیں ابراہیم سے بھی پہلے کے دور کی ہیں۔اب جب یہ اس قدر پرانی ہیں تو ممکن ہیں وہ الہامی ہوں۔مگر ماننے والوں نے بعد میں تحریف کر دی۔اور جہاں تک نبی کی بات ہے تو یہ بات اللہ تعالیٰ بھی قرآن میں فرماتے ہیں۔

ان ارسلناك بشيرا و نذيرا و ان من امة الا خلا فيها نذيرا (سورۃ فاطر 24)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔اسی طرح کوئی امت ایسی نہیں گزری کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

ایسے ہی دوسرے مقام پر فرمایا۔**انما انت منذر و لكل قوم هاد** (سورہ الرعد 7)

ترجمہ: بلاشبہ آپ تو محض ڈرانے والا ہیں اور ہر قوم کے لئے ہدایت دینے والے ہو گزرے ہیں۔

غور فرمایئے! قرآن ثابت کر رہا ہے کہ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول گزرا ہے پچھلے دنوں میں نے ایک کتاب میں پڑھا جس میں لکھا تھا کہ کینیڈا میں جو اصل باشندے ہیں وہ باقاعدہ ایک پیغمبر کو مانتے ہیں یہ پیغمبر اللہ کے آخری رسولؐ سے بہت پہلے آیا تھا۔اس کا نام " گلوس کلپ " تھا۔گلوس کلپ پہ ایک کتاب نازل ہوئی جو ان کے پاس بھی موجود ہے۔یہ لوگ سال میں ایک بار اس کی تلاوت کر کے اس کو ختم کر دیتے ہیں۔یہ جب دعا کرتے ہیں تو مشرق (غالباً قبلہ) کی جانب منہ

Marfat.com

کر کے دعا کرتے ہیں۔ ہاتھ بھی اٹھاتے ہیں ایک اللہ کو مانتے ہیں۔(The Great Law) ان کی جو مذہبی کتاب ہے اس میں تجارت، شادی بیاہ، مرنا جینا، اور دیگر معاملات پر رہنما اصول دیئے گئے ہیں۔ ان کی عورتیں چہرے کے سوا پورے بدن کا پردہ کرتی ہیں۔ ان کے مرد کندھوں تک لمبے بال رکھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان کے کندھے پر دو نہ نظر آنے والی قوتیں بیٹھی ہیں۔ جو اچھائی برائی کو درج کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ جانور کو باقاعدہ ذبح کرتے ہیں اور "The Great Being" یعنی اللہ کا نام لیتے ہیں۔ ہر کام کرنے سے قبل اپنی زبان میں اللہ کا نام لیتے ہیں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں مانتے۔ یہ لوگ بڑی پرات میں اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔ جب یہ عبادت کرتے ہیں تو صف بندی کرتے ہیں اور اس صف بندی میں اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ درمیان میں خلاء نہ رہے۔ اللہ جانتا ہے یہ تعلیمات جو اس قوم کی ہیں وہ اسلام کے مطابق ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارا پیغمبر ہمیں بتا کر گیا ہے کہ مشرق کی جانب نظر رکھو وہاں سے ایک اور شخص آئے گا اور یہی باتیں دہرائے گا۔

مندرجہ بالا باتوں کو ہمارے پیغمبر نے دہرایا الغرض ہمارے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے ہر قوم میں رسول بھیجے اور کتب بھی اور صحائف بھی بھیجے۔ اب ان کتب کی تعلیمات کہ جن کے بارے میں ہمارا قرآن خاموش ہے وہ اسلام کی تعلیمات سے ملتی ہیں۔ تو ہمیں گمان غالب ہونے لگتا ہے کہ یہ کتب الہامی ہوں۔

ہندومت میں متعدد کتابیں مقدس قرار دی جاتی ہیں۔ ان مقدس کتابوں میں وید، اپنشد اور پران بھی شامل ہیں۔ لفظ وید کا مادہ ود سے ہے۔ جس کے معنی جاننا، علم کے ہیں۔ لہذا وید کے معنی، علم کی بہترین سطح، ویدوں کی چار اقسام ہیں۔

رگ وید : رگ کے معنی حمد و ثنا

یجر وید : یجر سے مراد قربانی کی بھینٹ

Marfat.com

سام وید : سام کے معنی برابر کے ہیں اس میں شعری اوزان کے متعلق ہے۔

اتھر وید : اتھرا کے معنی آخری ہیں۔اس میں سحر و جادو کے متعلق علم ہے۔

ویدوں کو ہندو مذہب میں مقدس ترین مقام حاصل ہے اور ہندوؤں کے نزدیک یہ مستند ترین ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندومت کی بنیاد ہی ان ویدوں پر ہے۔

یہ بات آج تک طے نہ ہوسکی کہ ان ویدوں کا مقام تحریر یا مقام نزول کیا تھا؟ یہ بھی معلوم نہ ہے کہ وہ کون سے رشی یا شخصیات تھیں؟ جن کو یہ وید عطاء کئے گئے۔مگر اس کے باوجود اللہ کی توحید اور واحدانیت کی جھلکیاں ان ویدوں سے آج بھی جھلک رہی ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہندو آغاز میں ایک خدا کو مانتے تھے اور اللہ نے ان کی ہدایت کے لئے اہتمام کیا تھا۔ بعد میں ہندو مذہب میں شرک کی آمیزش ہوگئی۔ کہیں کہیں ویدوں کی تعلیمات اسلام سے ملتی جلتی ہیں۔ملاحظہ فرمائیے۔

وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔وہ خود اپنی قدرت سے قائم ہے۔ان صفات سے موصوف ہستی مطلق عین علم اور عین راحت پر ماتما پر کلپ (خدائی دن جو دنیا کے لاکھوں سالوں کے برابر ہوتا ہے) کے شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعے علم کو ظاہر کرتا ہے۔(**یجر وید ادھیائے چار منتر آٹھ**)

بھگوان کی تعریف و توصیف اب ایک منتر میں ملاحظہ کیجئے۔

ایشور جو تمام دنیا پر محیط ہے۔ بالیقین ہر جگہ حاضر ناظر اور موجودہ ہے۔ کیونکہ ویا پک (محیط) اور ویا پیہ (محاط) دونوں کا تعلق اتصالی ہے۔ وہ ایشور حکیم مطلق ہے۔یعنی سب کی سہتا ہے۔اس لئے اس کی سہہ بھی کہتے ہیں وہ ایشور ایک ہی ہے۔(اتھر وید)

اتھر وید میں دی گئی بھگوان کی صفات کی جھلکیوں کا انداز قرآن میں ملاحظہ کیجئے۔

ا۔ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہیں (النساء 126)

Marfat.com

ii۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے (المجادلہ 7)

iii۔ اللہ سب کچھ جاننے والا حوصلے والا ہے۔ (احزاب 51)

iv۔ **قل هو الله احد** (اخلاص) میرے نبی کہہ دو اللہ ایک ہے۔

یجروید کے منتر میں جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہی اسلامی تعلیمات ہیں۔ زمانہ اول کے ہندو بھی بھگوان کو واحد مطلق جانتے تھے۔ اس علیم مطلق اپنی ذات میں واحد اور یکتا جانتے تھے۔ اس دنیا کو بنانا اور قائم رکھنا اسی کی صفات ہیں۔ آج بھی اگر غور کیا جائے تو ہندوؤں میں بے شمار دیوتا ہیں۔ جن کے بتوں اور مورتیوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ مگر ایک ایسی ذات بھی ہے کہ جس کی نہ کوئی مورتی ہے نہ بت اور نہ ہی کوئی تصویر ہے۔ اس ذات کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

i۔ بھگوان ii۔ ایشور iii۔ پرمیشور

iv۔ مہا آتما v۔ اوم

ہندو جس دیوتا کی پوجا کرتے ہیں اس کا اپنا نام ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس دیوتا کے بت کو بھگوان کہہ دیں۔ ایشور کہہ دیں ان معنوں میں کہ دیوتا بھگوان یا ایشور کا اوتار ہے۔ یا پرمیشور کا مظہر ہے۔ مگر ہندوؤں کے ہاں بھگوان ایک ہی ہے۔ جس کی کوئی تصویر نہیں کوئی بت یا مورتی نہیں ہے۔ بھگوان کا لفظ سنسکرت کے مصدر بھج سے نکلا ہے اس کے معنی بھجن یعنی اطاعت وعبادت کرنے کے لائق ہستی کے ہیں کہ ایسی ہستی جس کے بھجن یعنی حمد وثناء کے گیت گائے جائیں۔

اسی طرح ایشور سے پرمیشور کے لفظ فضیلت میں زیادہ ہے۔ یعنی کائنات کا بندوبست چلانے والا، رکھوالی کرنے والا، مہا آتما کا مطلب ہے سب روحوں سے بڑی روح جس میں

Marfat.com

بالآخر ساری روحیں مل جائیں گی۔ یعنی موکش حاصل کر لیں گی۔ دوسرے لفظوں میں واصل بحق ہو جائیں گی۔

ایک پانچواں نام جو انتہائی مقدس اور افضل ہے وہ اوم ہے۔ سوامی آنند اپنی کتاب میں اس کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

جس برہم بھگوان کے وصال کی خواہش کئے ہوئے عالم اس کے تصور اور اپدیش (وعظ) کرتے ہیں۔ جو اس قسم کا پد ہے (حاصل کرنے کے لائق پرمیشور) اس کو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں۔ وہ اوم ہے۔ (کٹھ اپنشد)

جس کا نام اوم ہے۔ وہ لازوال ہے۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ (مانڈوکیہ اپنشد)۔

برطانیہ کے پروفیسر جان بوکر (John Bowker) جو کہ آج کل امریکہ میں پینسلوانیا کی یونیورسٹی میں مذہبی تحقیق کے پروفیسر ہیں نے اپنی کتاب (World Relegion) میں اوم کے بارے میں لکھا ہے۔

The conch represents "OM" the first sound of Creation and also the beginning of matter, as sound and matter are considered to be symonymous worshippers intone "OM" as means of trying to attain oneness with a deity.

" گھونگا اوم کی علامت کو ظاہر کرتا ہے یہ تخلیق کی پہلی آواز ہے اور مادہ کا آغاز بھی اسی آواز سے ہوا۔ اوم اور مادہ کے مترادف یا ہم معنی خیال کیا جاتا ہے۔ عبادت گزار اوم کو ان معنوں میں پکارتے ہیں کہ وہ کسی معبود کی عبادت کے ساتھ توحید کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں"

لفظ اوم ہندو اکثر کسی کام کی ابتداء میں کہتے اور لکھتے ہیں۔ جس کو باعث برکت سمجھا جاتا ہے۔ جس طرح اہل اسلام کسی کام کے آغاز میں بسم اللہ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

سنسکرت انگلش ڈکشنری (موئفہ پنڈت ہردیال ایم اے شاستری) نے اوم کے معنی یوں لکھے ہیں۔

OM, A holy word sansikrti language which is showing different meaning but true meanings are the following

i. A hand of God.

ii. A Power of God.

iii. A strenght of Nature

(The Sansikrit English dictrionary by pt. HAR DAYAL M.A. Shastri)

"اوم سنسکرت زبان کا ایک پاکیزہ لفظ ہے۔ جو مختلف معنی کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس کے اصلی اور حقیقی معنی درج ذیل ہیں۔

خدا کا ہاتھ

خدا کی قوت

فطرت کی طاقت

اور مسٹر جگت لال فاضل سنسکرت میں اوم کے یہ معنی لکھتے ہیں۔

OM, The strengthend hand of nature coaching the world.

The Father of earth

The Face of God.

(A Key of Sansikrit Lock Voll. 2 by Mr. J.K. Jagat Lal)

اس کی مزید وضاحت اس تجزیہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیدار ناتھ ناشی نے اپنی کتاب

Marfat.com

ہماری پاچین بولی میں اوم کا تجزیہ یوں کیا ہے۔

الف	اما کرہ	یعنی آنے جانے کا راستہ
و	ودیا	یعنی علم
م	مہتم	یعنی دانائی وحکمت

اب خیال فرمایئے آنے جانے کا راستہ دروازہ کہلاتا ہے۔ جسے عربی میں باب کہتے ہیں۔ جناب کیدار ناتھ ناشی کی لغت کے مطابق اوم سے مراد علم وحکمت کا دروازہ ہے۔ مقام غور یہ ہے کہ وہ کون سی ہستی ہے جو علم وحکمت کا دروازہ کہلاتی ہے۔ اس ہستی کا نام حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ جس کی شان میں خود رسالت مآب نے فرمایا۔

انا مدينة العلم و علی بابها

چنانچہ مندرجہ بالا تمام معنی ومطالب کی روشنی میں کچھ یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اوم سے مراد خدا نہیں۔ بلکہ خدا سے منسوب کوئی چیز ہے۔ یعنی خدا کا ہاتھ، خدا کا چہرہ، قدرت کی طاقت۔ لہٰذا اس کے مصداق وہی ہستی ہے جسے زبان رسالت نے "یداللہ، وجہ اللہ" کہا۔

بس یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہندو جسے اوم کہتے ہیں وہ حقیقت میں مراد علیؑ ہیں۔ جو مشکل کشائے عالم ہیں۔ واضح رہے ہندو پجاری جب کسی بھی دیوتا کریشن، رام وغیرہ کی مورتی پوجا کرتے تو حقیقت میں وہ اپنے اصلی خالق و مالک کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر اس پوجا کے اندر خواہش بھگوان، ایشور، پرمیشور کی بھگتی اور عبادت کی ہوتی ہے۔ حقیقت میں ہندو بھی ایک خدا کو ماننے والے ہیں۔ ریورینڈ وارڈ کا کہنا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندو پرماتما کی وحدت پر یقین رکھتے ہیں۔

ہندوؤں کے معروف لیڈر لالہ لاجپت رائے جنہوں نے 1914ء میں لندن میں بیسویں صدی کے ہندو معاشرے اور ویدوں کا دور کا موازنہ کرتے ہوئے ایک کتاب لکھی اس

Marfat.com

کتاب کے اختتامی باب کا آغاز وہ اس طرح کرتے ہیں۔

اے مالک کائنات میں تمہارا عابد ہوں۔ صرف تمہارا ہی ہوں۔ اے قادر مطلق تمہارے سوا میرا کوئی اور یار و مددگار نہیں۔ (رگ وید بحوالہ آریہ سماج کی تاریخ)

کوتخ بجوان سجڑ نا ویدوں کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حقیقی طور پر یہ عظیم خیالات ہمیں اس بات کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ویدوں میں واحد ایشور کی ذات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ لامحدود اور فانی ہے۔ اس کائنات کی روشنی اور مالک ہے۔

لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہندومت کی بنیاد ہی ان ویدوں پر ہے۔ ویدوں کے بعد ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں اپنشد کا نمبر آتا ہے۔ اپنشد کا لفظ دراصل تین لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ اپا جس کے معنی قریب کے ہیں۔ نی جس کے معنی ہیں نیچے، شد کا مطلب ہے بیٹھنا۔ گویا اپنشد کے معنی ہوئے قریب ہو کر زمین پر بیٹھنا۔ جس طرح شاگرد اپنے استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ بالفاظ دیگر اپنشد کے معنی استاد کے پاس بیٹھ کر علوم مقدس کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ دوسرے معنی وہ مقدس علم جس کے ذریعے جہالت اور لاعلمی کو ختم کیا جاتا ہے۔

اپنشدوں کی تعداد 200 سے زائد ہے۔ روایتی طور پر ان کی تعداد 108 بتائی جاتی ہے۔ ویدانت کا لفظ ابتداء میں اپنشدوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ویدانت کا مطلب ویدوں کا اختتام انجام اپنشد ویدک کے آخر میں آتے ہیں۔ بعض پنڈتوں کے نزدیک اپنشد کو ویدوں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ استناد کے حوالے سے دیکھا جائے تو اپنشد کے بعد پرانوں کا نمبر آتا ہے۔ پران ہندومت کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے مذہبی متون ہیں۔ پرانوں میں آغاز کائنات کی داستان بیان کی گئی ہے۔ ابتدائی آریائی قبیلوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہندو مذہب کی مقدس مذہبی شخصیات کی زندگی کے اہم واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

پرانوں کو بھی ویدوں کی طرح الہامی کتابیں خیال کیا جاتا ہے۔ اور ان کا زمانہ نزول

Marfat.com

بھی ویدوں کے لگ بھگ ہی بتایا جاتا ہے۔یعنی یہ اسی وقت نازل ہوئے جس دور میں وید تحریر ہوئے تھے۔

مہارشی ویاس نے پرانوں کو اٹھارہ ضخیم حصوں میں ترتیب دیا ہے۔انہوں نے ویدوں کی ترتیب وتدوین بھی کی ہے اور انہیں مختلف عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے۔گیتا اور مہا بھارت کی تدوین بھی اسی قلم سے ہوئی۔پرانوں میں سے اہم کتاب بھوش پران یعنی مستقبل کا پران سمجھی جاتی ہے۔اس کا یہ نام اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس کتاب میں مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ہندو اس کتاب کو کلام الٰہی گردانتے ہیں۔مہارشی ویاس محض اس کتاب کے جامع تھے۔مصنف خود خدا تھا۔

مذکور یہ بھوشیہ پران میں ایک فصل پرتی سرگ ہے۔اس فصل میں بتایا گیا ہے کہ جو رسول کل جگ میں پیدا ہوگا جسے کالکی اوتار کیا جاتا ہے۔اس کا نام سروانما ہوگا۔چونکہ ہندوؤں کے ہاں زمانے کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i۔ کرتا یگ 4 ہزار سال پر محیط ایک مثالی دور جس میں سب لوگ ایک ہی الوہیت کی پرستش کرتے تھے۔

ii۔ ترتیا یگ 3 ہزار سال۔۔۔

iii۔ دواپر یگ 2 ہزار سال۔۔۔

iv۔ تشیا (کالی) یگ کوئی پیمانہ نہیں موجودہ دور

نوٹ:۔یاد رہے ہندوؤں کے ہاں فنا جسے وہ "پرلا" یا پرلوک کہتے ہیں۔جس میں جو برہم دن (بھگوان کا دن ہے) وہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں چودہ منتر ہیں۔اور جب یہ چودہ کے چودہ گزر جائیں گے تو کائنات تباہ ہوجائے گی۔(سوامی آنند جی)

کالی یگ میں کلکی اوتار کا نزول ہوگا۔اسی کو کلپ بھی کہتے ہیں اور ایک ہزار مہا یگ بھی۔

Marfat.com

ہندوؤں کی الہامی کتب میں ایک کتاب بھوشیہ پران میں آخری زمانہ میں آنے والے کلکی اوتار کے ظہور سے متعلق پیشگوئی واشگاف الفاظ میں موجود ہے اور کالکی اوتار جس کے ظہور کا انتظار اب تک ہندو کرتے چلے آرہے ہیں اس کی صفات درج ہیں۔ یہ صفات سو فیصد ہمارے نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ پر صادق آتی ہیں۔ ہندوؤں کی الہامی کتب میں موجود کلکی اوتار کی درج ذیل صفات اختصار کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں۔

☆ **اس (کلکی اوتار) کا نام سروانما ہوگا۔ جو کل جگ میں پیدا ہوگا۔**

انما اس شخص کو کہتے ہیں جس کی تعریف وثناء کی جائے اور سرو کا مفہوم ہے۔ دوسروں سے زیادہ یا سب سے زیادہ چنانچہ سروانما کے معنی ہوئے جس کی سب سے زیادہ ثناء بیان کی جائے۔ سروانما کا عربی ترجمہ کیا جائے۔ تو بنے گا "محمد" جو ہمارے پیارے نبی آخرالزمان کا نام گرامی ہے۔ اس کے علاوہ بھی حضور اکرمؐ کو ہندوؤں کی الہامی کتب میں مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ جیسے سام، نراشنس، جگ پتی وغیرہ۔

☆ **کلکی اوتار سومتی سے پیدا ہوگا۔ اور اسکے پتا کا نام ویشنو ویش ہوگا۔**

سومتی سے مراد ہے امن والی عورت جسے عربی میں آمنہ کہتے ہیں۔ جبکہ ویشنو ویش سے مراد ہے خدا کا بندہ۔ جس کا عربی میں ترجمہ عبداللہ ہے۔ اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور اکرمؐ کے والد گرامی کا نام عبداللہ تھا۔ جو حضورؐ کی ولادت سے پہلے وفات پا گئے۔ جبکہ آپؐ کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ جو آپؐ کی ولادت کے ٹھیک دو سال بعد خالق حقیقی سے جاملیں۔

☆ **کلکی اوتار شنبل گرام میں ایک برہمن مہنت کے ہاں پیدا ہوگا۔**

ان الفاظ پر غور کیجئے کہ کلکی اوتار "شنبل گرام" میں پیدا ہوگا۔ شنبل کے معنی ہیں امن والا جبکہ گرام کے معنی ہیں گاؤں یا علاقہ۔ چنانچہ اس سے مراد امن والا علاقہ یعنی بلاد امین اور حضورؐ کی ولادت جس شہر میں ہوئی اس کو بلاد امین کہہ کر پکارا گیا ہے۔

Marfat.com

☆ کلکی اوتار کے پتا کا اس کی ولادت سے پہلے دیہانت ہو جائے گا اور ماتا اس کی ولادت کے بعد بھگوان کو پیاری ہو جائیگی۔ حضورؐ کے والدین کے ساتھ یہی ماجرا پیش آیا۔

☆ کلکی اوتار سالمل دیپ کی مالکہ سے بیاہ کرے گا اور بیاہ کا سارا کام اس کا ایک چچا اور تین بھائی سرانجام دیں گے"۔

سالمل دیپ قدیم ہندوؤں کے نزدیک جزیرہ العرب کو کہتے ہیں اور حقیقت کسی سے مخفی و پوشیدہ نہیں کہ آپؐ کا بیاہ عرب کی عورتوں کی سردار یعنی ملیکۃ العرب خدیجۃ الکبریٰ سے ساتھ ہوا۔ آپ اتنی مالدار تھیں کہ عرب کے بڑے بڑے سردار آپ کے مقروض تھے اور شادی کے سارے انتظامات آپؐ کے چچا ابو طالب اور ان کے تین بیٹوں طالب، جعفر اور عقیل نے ملکر سرانجام دیئے۔ حضور سیدہ خدیجہ کے ہاں یٰسین کا سہرا سجا کر، طٰہٰ کی لڑیاں لگا کر، نبوت کا تاج پہن کر، موسیٰ کا عصا ہاتھ میں لیکر، دولہا بن کر آئے اور حضور کا نکاح خود آپ کے چچا ابو طالب نے اپنی زبان مبارک سے پڑھا۔

☆ کلکی اوتار ایک پہاڑ کی گھپا (غار) میں جا کر بھگوان کی پوجا کریگا۔

سید الانبیاء بھی غار حرا میں جا کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے جہاں پر آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

☆ کلکی اوتار اپنے دین کا آغاز شنبل گرام میں اپنوں کی دعوت سے کرے گا۔

حضور اکرمؐ نے بھی غار حرا میں عبادت کرنے کے دوران وحی الٰہی کے ذریعے اپنی رسالت کے اعلان کا حکم ملا اور آپ نے اپنے شہر کے اقرباء کو دعوت دی۔ جو دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے مشہور ہے۔ دعوت ذوالعشیرہ کا تذکرہ غیر مسلموں نے بھی اپنی کتب میں کیا ہے۔ چنانچہ E.Dinet نے اس دعوت کا تذکرہ اپنی کتاب "The Life of Mohammad" میں یوں کیا ہے۔

Marfat.com

But having been ordered by his Supreme Master to preach the doctrines of Islam which was Muhammad's most earnest wish, he threw off the restraint that crushed him, and resolved to have recourse to strong measures. he ordered Ali to prepare a mealcomposed of a leg If lamb, hot corn and a jar of milk. he then invited his relatives to partake of it.

Not one refused and there came forty perons all told, among them his uncles on his father's side: Abu Talib, Hamzah, Abbas and Abu Lahab. When the quests had eaten their fill, much to their great surprise, for thismodest repast could have been easily swallowed up by any one man among them, Muhammad made as as if to address the meeting. But Abu Lahab, having some suspicions respecting his nephew's ideas which did not meet with his approval, took the words out of his mouth: "What kind of spell does our host seek to cast over us?" he cried. Insuperstitious fear of being bewitched, the proof of such a dire fate being furnished by the fact that their hunger had been appeased by a

Marfat.com

most meargre banquet, the guests scattered away in great haste.

Affronted by their lack courtesy, the Prophet (PBUH) said to Ali: "Didst thou give heed to my uncle when he cored not how impolitely he behaved in preventing me from speaking? But no matter! Get another meal ready for tomorrow, and go round and invite all the same people."

Next day, in the presence of the guests once more gathered togather, Muhammad hastened to make himself heard and succeeded in so doing. "No one living hath ever brought to the Arabs what i bring", he declared: "That is to say, glorious good fortune in this world and supreme felicity in the next. Allah the Most High hath commonded me to summon all men to him. Who among ye wisheth to share my work and help me to accomplish my mission? Such a man shall be my proxy and my lieutenancts---nay, my brother!"

At This unexpected declaratoin, all the people present, started at each other in stupefactoin; and knowing not

Marfat.com

what to reply, their features betrayed naught else but fierce enmity and showed what their answer would have been. Faithful Ali, expecting an outburst of joy, at such great, good news, coupled with ardent competition in hopes of the honour of becoming Muhammad's henchman, for that his youth demanded his silence in the midst of such a gathering of noble folk and standing up eect, carried away by his enghusiasm, he cried out: "O Prophet of Allah! I will be thy lieutenant!"

The prophet (PBUH) patted Ali's neck affectionately while proclaiming: " Here is my proxy and my lieutenant: Here standeth my brother! Listen to him and obey!"

By this time the stupefaction of the guests was boundless, but they suppressed their rage and received the declaration with great bursts of merriment. Abu Lahab turned to Abu Talib and shouted ironically: "Hast heard thy nephew's speech? He ordereth thee to listen to your son and obey him!"

"The Life of Mohammad"

by E.Dinet

Marfat.com

☆ **کلکی اوتار کو ایک اڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا۔ جو بجلی سے بھی تیز ہوگا۔ یہ اس پر سوار ہو کر زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریگا۔**

یہ واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے جو حضورؐ کو براق کے ذریعے زمین و آسمان کی سیر کرائی گئی۔ اسلامی کتب میں براق کا حلیہ جو بیان کیا جاتا ہے۔ ہندو روایات میں براق کی یہ علامات اتنی پختہ ہیں کہ جگت گرو، سرور عالم کے گرد نے لکھا ہے "الور کے غار میں جو اورنگ آباد کے علاقے میں ہے یہاں متعدد دیوستان ہیں۔ جہاں پتھر سے تراشے ہوئے بت ملتے ہیں تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دیوستا ایں دو ہزار سال پیشتر کے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دیوستان جس کا نمبر 16 ہے۔ اس کا نام رنگ محل ہے اس میں ہر اوتار کی مورت کے سامنے اس کی سواری ہے۔ کلکی اوتار جو ان میں سے دسواں اوتار ہے۔ اس کی صورت نہیں صرف اس کی دو سواریاں چھت میں پتھر میں تراشیدہ ہیں۔ جو براق سے مشابہ ہیں۔ "ویدک دھرم اور نبی کریمؐ" "محمد ہندو کتابوں میں" ص 68

☆ **کلکی اوتار دین دشمنوں سے تلوار کے ذریعے یدھ کرے گا۔ اور کروڑوں شریروں اور راکھشوں کو کچلے گا۔ جنگ کے اندر فرشتوں کے ذریعے اس کی مدد کی جائیگی۔**

حضور نے بدر، احد، خندق وغیرہ جیسے غزوات میں عرب کے ظالم اور مشرک افراد کے خلاف تلوار سے جنگ کی اور ان کو تہہ تیغ کیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے آپؐ کی مدد فرمائی اور آپ نے قلیل سپاہ کے ساتھ عرب کے مشرکوں کا قلع قمع کیا اور ان غزوات میں فرشتوں نے آسمان سے اتر کر حضورؐ کی مدد فرمائی۔

اس کے علاوہ کلکی اوتار ان مقدس صفات سے متصف ہوگا۔

☆ **ان صفات کا ذکر مہابھارت میں اس طرح آیا ہے۔**

1۔ پرگیا — غیبی باتوں کی اطلاع پانا

2۔ کلنیتا — عالی نسب اونچے خاندان سے ہونا

Marfat.com

3۔ اندریہ من — اپنے نفس پر قابو پانا

4۔ رشوتکیان — یعنی وحی نبوت پانا

5۔ پراکرم — طاقتور جسم ہونا

6۔ بھو بھاشتا — کم بولنا

7۔ دان — جود وسخا

8۔ کرتگتا — حکمت دوراندیشی

سیرت سیدالانبیاء گواہ ہے کہ یہ تمام صفات حضورؐ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ عرب کے اونچے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی غیبی باتوں کا علم وحی کے ذریعے دیا جاتا۔ آپ کے بارے میں ہے کہ آپ مضبوط اور طاقتور جسم کے مالک تھے۔ دور اندیش، سخی، کم گو اور خواہشات نفس پر مکمل قابو ہونے کے سبب اپنے دشمنوں میں بھی مشہور تھے۔

☆ **بڑے بڑے اوتار چوبیس ہیں۔ کلکی اوتار آخری ہوگا۔ جس پر خاتمہ ہوگا۔**

سیدالانبیاء آخری نبی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی نبی پیغمبر یا اوتار نے آخری اوتار ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ بلکہ صرف حضور نے فرمایا میں اللہ کا آخری نبی ہوں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

ما کان محمد ـــــــ و خاتم النبین

محمد تم مردوں میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ یہ خاتم الانبیاء ہیں۔

☆ **کلکی اوتار کے جسم سے نہایت عمدہ خوشبو پھوٹتی ہوگی۔ جو فضا کو معطر کرے گی۔**

صحابہ کا کہنا ہے کہ حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسم سے اتنی خوشبو آتی تھی کہ جس گلی سے گزرتے تھے کئی کئی دن تک وہاں سے خوشبو نہ جاتی تھی۔ ہم سمجھتے یہاں سے آمنہ کا لعل گزر کے گیا ہے۔

☆ **اس کلکی اوتار کی ایک سپوتری ہوگی جو سنسار کی تمام استریوں کی سردار ہوگی۔**

یہ نشانی بھی ہماری کتاب کے موضوع کے لحاظ سے انتہائی غور طلب ہے۔ کہ ہندو کتب کے نزدیک

Marfat.com

کلکی اوتار کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اسکی ایک بیٹی ہوگی۔اور وہ بیٹی اس مقام عظمت پر فائز ہو گی کہ کائنات کی ساری عورتیں اس کی کنیز اور وہ ان کی سردار ہوگی۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضور اکرمؐ کی بیٹی جس کا اسم گرامی فاطمہ الزہرا اسلام اللہ علیہا ہے۔ساری کائنات کی خواتین سے افضل اور سردار ہیں۔**افضل البناء العلمین۔**

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ سیدہ الانبیاء کے نور کا ٹکڑا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تمام جہاں کی عورتوں کی سرداراورافضل ہیں۔اور مادر حوا سے لیکر قیامت تک تمام عورتیں فاطمہ الزہرا کی کنیز بن کر تو جنت میں داخل ہوسکتی ہیں۔اس کو ناراض کر کے نہیں۔اور یہ مقام سیدہ عالمین کو اس نور اور اولیں کی زبان سے عطاء ہوا۔جس کی زبانی ماینطق عن الھویٰ کی مصداق ہے۔جو اپنی زبان کو اس وقت تک جنبش نہ دے جب تک خدائی وحی نہ آجائے۔لہذا سیدہ کونین کی فضیلت و سرداری بحکم خداوندی ہے۔چنانچہ سیدالانبیاء نے ارشادفرمایا۔

فاطمه سيدة النساء العلمين

ترجمہ: فاطمہ ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (ابن ماجہ مستدرک)

فاطمه سيدة النساء اهل الجنة

ترجمہ: فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سیدہ عائشہ اور سیدہ فاطمہ میں سے کون افضل ہے آپ نے فرمایا!

لا فضل عليه بضعة من رسول الله احداً

ترجمہ: کہ میں رسول اللہ کے جگر کے ٹکڑے پر کسی کو فضیلت نہیں دے سکتا۔

اور صاحب تفسیر روح لالمعانی نے فرمایا

ان فاطمة البتول افضل نساء المتقدمات و لا متاخرات

Marfat.com

فاطمہ اولین اور آخرین کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں

اصحها فاطمة رضى الله عنها افضل (الحاوی للفتاوی للسیوطی)

امام سبکی اور شیخ محدث دہلوی کا ایمان بھی یہی ہے۔

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع آنحضرت سے روایت کرتے ہیں

حبک من لا نساء العلمین مريم بنت عمران خديجة بنت خوبلا آسيه زوجه فرعون فاطمه بنت محمد افضلهن فاطمه

مسند احمد میں یہ روایت یوں وارد ہوتی ہے۔

سيده نساء اهل الجنة مريم و افضلهن فاطمه فى الدنيا و الاخره

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت سے فرمایا کہ تم کو اللہ نے عالمین کی عورتوں پر افضل کیا ہے۔ لہذا سیدہ فاطمہ دنیا و آخرت کی تمام خواتین کی سردار ہیں اور جناب حوا سے لیکر قیامت تک کی تمام عورتیں آپ سے مفضول ہیں۔ چنانچہ سخن فتحپوری کہتے ہیں۔

ایک ہوئیں جنت سے خارج ایک بیت اللہ سے مریم و حوا سے کیا دوں تجھ کو نسبت فاطمہؓ

اور جناب حوا سے لیکر قیامت تک کی تمام عورتیں فاطمہ کی کنیز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہذا سیدہ کونین عالمگیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ صدیوں پہلے الہامی کتب میں سیدہ کے ظہور کی پیشن گوئیاں موجود ہیں۔ ہندوؤں کے دیوتا ہزاروں سال پہلے حضور اور ان کی بیٹی کے ظہور کی خوشخبری دے کر گئے۔ اور عیسائیوں کی الہامی کتابوں میں بھی سیدہ کا تذکرہ موجود ہے۔ جس کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جائیگا۔

ہندوستان میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام کلکی اوتار ہے۔ مصنف الہ آباد یونیورسٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ مصنف جو ایک بنگالی ہندو ہے اور سنسکرت کا مہا ہے۔ اس کا نام پنڈت وید پرکاش

Marfat.com

اپادھیائے پروفیسر ہے۔اس کتاب کو وید پرکاش جیسے برہمن ہندو نے بڑی تحقیق کے بعد لکھا۔ اس کو آٹھ پنڈتوں کے سامنے پیش کیا۔جن کا شمار ہندوؤں کے چوٹی کے مذہبی دانشوروں میں کیا جاتا ہے۔ان سب نے کلکی اوتار نامی کتاب میں تحقیق کے بعد تصدیق کی۔پنڈت وید پرکاش اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

ہماری جن بڑی کتابوں میں رہبر اور راہنما کا ذکر کلکی اوتار کے نام سے کیا گیا ہے۔وہ درحقیقت عربستان کے محمدؐ کی ذات مبارکہ پر ہی صادق آتا ہے۔اس لئے ساری دنیا کے ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ مزید کسی انتظار کی تکلیف نہ کریں۔ بلکہ اس ہستی کلکی اوتار یعنی پیغمبر اسلام پر ایمان لے آئیں۔وید میں مذکور ہے کہ کلکی اوتار اس دنیا میں بھگوان کے آخری پیغمبر ہوں گے۔جو ساری دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجے جائیں گے۔

اس کے علاوہ مہادیو جی نے ہزاروں سال پہلے ظہور فاطمہ وحسنین شریفین کی بشارت دی۔جو ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں درج ہیں۔جن کے تراجم ہو چکے ہیں۔مہادیو جی نے خلوص ومحبت کے ساتھ دختر پیغمبر کے حضور میں نذرانہ عقیدت ان الفاظ میں پیش کیا کہتے ہیں۔

"اس کے بعد وہ قادر جس کی طرح کا کوئی نہیں وہ مہامت کو ایک بیٹی دے گا۔جو ہزار بیٹوں سے بہتر ہوگی۔اور بہت خوبصورت اور بے مثال ہوگی۔اور اسکی بندگی میں بہت ہی درست ہوگی۔کبھی اس کی زبان سے جھوٹ نہ نکلے گا۔اور سب چھوٹے بڑے گناہوں سے محفوظ ہوگی۔ اور باپ کے وسیلہ سے وہ اللہ کے نزدیک ہو جائے گی۔وہ بڑا قادر مہامت کی بیٹی کو دو بیٹے عنایت فرمائے گا۔دونوں حسن جمال والے اور دونوں اللہ کے پیارے ہونگے۔اور بہت زور والے اور اللہ کے پہچاننے اور ہمت وشجاعت یعنی بہادری والے اور سب نیک کاموں میں بے مثال ہوں گے۔اور وہ قادر کہ اس کی طرح کا کوئی نہیں ہے۔وہ دن بدن اپنی سچی دلیلوں سے لوگوں کو مہامت کے دن میں لائیں گے۔اور مہامت کے دین کو روشن کریں گے۔اور مہامت اپنی ساری

Marfat.com

قوم سے بلکہ اپنی بیٹی سے بھی ان کو زیادہ چاہیں گے۔ یہ دونوں بیٹے مہامت کے دین میں کامل ہونگے۔ اور کوئی کام اپنی جی کی خوشی کے واسطے نہ کریں گے۔ اور سب قول اور فعل ان کے اس بڑے قادر کی مرضی کے موافق ہونگے۔ اے پاربتی مہامت کے مرنے بعد چند سال گزریں گے کہ مہامت کے ان دونوں نواسوں کو بعض شریر لوگ ناحق ظلم کر کے دنیا کی خاطر سے ان کو مار دیں گے"۔ (برہم اتر کھنڈ صفحہ نمبر 25 بحوالہ واقعہ کربلا کتب آسمانی اور ہندو دانشوروں کی نظر میں)

مندرجہ بالا حقائق اور پیشگوئی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ہندو دیوتا مہادیو جی نے سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کو مہامت کہہ کر پکارا ہے۔ مہامت سے مراد ہے راجوں کا مہاراجہ، بڑا مہاراج، شہنشاہ، چنانچہ بھگت سائیں فرماتے ہیں کہ " رام چندر، شری کریشن، موسیٰ، عیسیٰ، گوتم بدھ، روحانی بادشاہ تھے۔ جبکہ محمد مصطفیٰؐ روحانی شہنشاہ ہیں"۔ اس میں شک نہیں کہ سیدالانبیاءؐ روحانی شہنشاہ ہیں۔

مہادیو جی نے بڑی خوش اسلوبی سے جناب فاطمہ یعنی مہامت کی بیٹی کی عظمت و شان بیان کی ہے اور ساتھ ہی مہامت کی بیٹی یعنی جناب فاطمہ کی اولاد کی عظمت یعنی ظاہر کی ہے۔ ذرا سوچئے کہ ایک غیر مذہب دیوتا خاتون جنتؑ کی شان میں کیا کچھ کہہ رہا ہے۔

وہ قادر کہ جس کی طرح کا کوئی نہیں وہ مہامت کو ایک بیٹی دے گا۔ جو ہزار بیٹوں سے بہتر ہوگی۔ ہندو دیوتا نے بشارت دی کہ مہامت کی بیٹی ہزار بیٹوں سے افضل، اشرف و اعلیٰ ہوگی۔ یقیناً یہی وجہ تھی کہ اللہ نے حضور کے بیٹے دینے کے بعد واپس لے لئے کیونکہ اللہ نے بیٹوں سے بہتر بیٹی آپ کو عطاء کی تھی۔

اے جبین مصطفیٰ تو ہی بتا — کتنے سجدوں کا صلہ ہے فاطمہ

اگرچہ مہادیو جی نے رسول مقبول کی دختر پاک کا نام نہیں بتایا۔ لیکن ہندو دھرم کی بعض کتب مقدسہ میں ان کا اسم گرامی پھاتم (فاطمہ) اور بھتول (بتول) لکھا ہے۔

Marfat.com

مہادیو.جی نے کہا کہ وہ بہت خوبصورت اور بے مثال ہوگی۔

سیدالانبیاء نے ظاہری حسن و جمال کی وجہ سے زہرا لقب پایا اور باطنی صفات کے سبب سے فاطمہ نام پایا۔ پھر شری مہادیو.جی نے کہا کہ اللہ کی بندگی میں نہایت درست ہوگی۔ سرکارکونین اطاعت الٰہیہ میں اس کمال درجہ پر فائز تھیں کہ علامہ طاہر القادری نے البتول میں لکھا کہ جناب سیدہ عشاء کی نماز کے لئے سر سجدے میں رکھتیں اور تہجد کی نماز کو اٹھتیں اور کہتیں پروردگار تو نے رات کتنی چھوٹی بنائی ہے۔ میں تو ابھی تیری عبادت میں مشغول رہنا چاہتی ہوں۔ مہادیو.جی سیدہ کی عصمت وطہارت کی گواہی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ سب چھوٹے بڑے گناہوں سے محفوظ ہوگی۔ جناب سیدہ کی اس صفت پر اللہ نے آیۃ تطہیر بھیج کر مہر ثبت کر دی۔ کبھی اس کی زبان سے جھوٹ نہ نکلے گا۔ تبھی تو جناب سیدہ اللہ کی توحید کی گواہ بن کر عیسائیوں کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے میں گئیں۔ توحید کی سچائی کی گواہ بن کر جانا آپ کے صدیقۃ الکبریٰ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ہندوؤں کا دیوتا جس کی صداقت کی گواہی دے اور عیسائی جس کی صداقت کے آگے گھٹنے ٹیک دیں اور مباہلہ نہ کریں اسی زہرا سے مسلمان گواہ طلب کریں پھر آگے مہادیو.جی نے حسنین شریفین کے ظہور و مناقب کا بڑی شدومد کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہ قادر مہامت کی بیٹی کو دو گوہر نایاب عطا کریگا۔ جن کی مثل اور کوئی بشر نہ ہوگا۔ اور مہامت کے دین میں کامل ہونگے۔ اور سب سے بڑھ کر صفت ان بیٹوں کی بیان فرمائی کہ وہ کوئی بھی کام اپنی خوشی کے لئے نہیں کریں گے بلکہ ان کا ہر فعل وقول اس ذات واجب وقادر مطلق کی رضاء سے ہوگا۔ اس پر قرآن کی آیت دلالت کرتی ہے کہ یا ایتھا النفس المطمئنہ ترضی علی ربک راضیۃ مرضیہ کربلا میں مولا حسین نے اللہ کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا ہے اور ساضیۃ المرضیہ کی منزل پر فائز ہوئے۔ پھر مہادیو.جی نے اپنی اہلیہ کو مخاطب کر کے کہا اے پاربتی مہامت کے مرنے کے بعد چند سال گزریں گے اور مہامت کے ان دونواسوں کو بعض شریر لوگ ناحق ظلم کر کے دنیا کی خاطر سے ان کو ماردیں گے۔ آقا حسن کی شہادت اور کربلا میں آقا حسین کی شہادت اس پیشنگوئی کی مصداق ہے۔

Marfat.com

Church of Holy Lady Fatima

صاحبان عقل دانش جانتے ہیں کہ انوار مقدسہ پنجتن پاکؑ کی آمد سے متعلق پیشین گوئیاں تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے **ذلک مثلهم فی تورات و الانجیل** کہ حضورؐ کے ساتھیوں کی مثالیں تورات وانجیل میں موجود ہیں۔ حالانکہ یہود ونصاریٰ نے اپنی اپنی کتابوں میں لفظی اور معنوی تبدیلیاں کر لی ہیں۔ اور تعصب کی بناء پر محمدؐ وآل محمدؐ سے متعلق پیشن گوئیوں کو نکال دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود تورات وانجیل میں ان سے متعلق پیشن گوئیاں موجود ہیں۔ مثلاً کتاب پیدائش (تورات) میں حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کے جواب میں ارشاد خداوندی میں یوں درج ہے۔

"اور اسماعیل کے حق میں بھی مَیں نے تیری دعا سنی دیکھ مَیں اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا۔ اور اُسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔"

"کتاب پیدائش" :

صاحبان علم وفکر جانتے ہیں کہ اسمعیل کی نسل سے ہونے والے بارہ سردار اصل میں اوصیا مصطفیٰ بارہ امامؑ ہیں۔ جن کی سرداری آج تک قائم ودائم ہے۔ اور تا قیام قیامت قائم ودائم رہے گی۔

Marfat.com

چنانچہ تورات میں ایک اور مقام پر پنجتن پاکؑ کا تذکرہ کچھ یوں کیا گیا ہے!

"میرا نام رب الافواج ہے۔ اور مَیں نے اپنا کلام تیرے منہ میں ڈالا اور تمہیں اپنے ہاتھ کے سایہ تلے چھپا رکھا۔ تاکہ افلاک کو برپا کروں۔ اور زمین کی بنیاد ڈالوں۔۔ لوگوں کے لیے راہ درست کرو اور شاہراہ اونچی اور بلند کرو۔ پتھر چن کر صاف کردو۔ لوگوں کے لیے جھنڈا کھڑا کردو۔ دیکھو خداوند نے انتہائی زمین تک اعلان کردیا۔۔۔ دیکھو تمہیں نجات دینے والے آتے ہیں۔

دیکھو اُن کا اجران کے ساتھ اور کام سامنے ہے۔ اور وہ مقدس لوگ خداوند کے خریدے ہوئے کہلائیں گے۔ **(یسعیاہ)**

اس پیشگوئی میں صریحاً انداز میں سیدالانبیاء کا **و ما ینطق عن الھوی** کا مصداق ہونا اور وجہ تخلیق کائنات ہونے کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ جن کے نور کو خلاق نے کائنات کی تخلیق سے پہلے خلق فرمایا۔ جبکہ پیشگوئی میں اُن مقدس ہستیوں کی آمد سے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ جو اس دنیا کی نجات کی ضامن بن کر آئیں۔ جن کی نشانی یہ بتائی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے خداوند (اللہ) کے خریدے ہوئے کہلائیں گے۔ اللہ اُن کے نفسوں کو خرید لے گا۔ اب اس کا فیصلہ صاحبان بصیرت کریں کہ وہ کون سی ہستیاں ہیں جنہوں کے متعلق قرآن میں آیا ہے؟ **ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم**۔۔۔ (سورہ توبہ 111) پھر ارشاد ہوا! **و من الناس من یشری نفسہ**۔۔۔ تفاسیر گواہ ہیں۔ کہ محمدؐ و آل محمدؐ ہی وہ ہستیاں ہیں جن کو خدا نے خریدا ہے۔ جن کا ہر فعل رضائے الٰہیہ کے مطابق ہے۔ تبھی رسالت مآبؐ وہی کچھ کلام کرتے تھے جو اُس کی وحی ہوتی تھی۔ علیؑ نے ہجرت کی رات بستر رسولؐ پر سوئے تو اللہ نے اُن کے نفس کو خرید لیا۔ اور اپنی رضا علیؑ کو دے دی۔ لہذا تورات کی اس پیشن گوئی کے مصداق محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ جن کو خدا نے خریدا ہے۔ انہی سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہوا!

Marfat.com

وما تشاء الا ان یشاء اللہ ---(سورہ دہر) یہی وجہ تھی کہ واقعہ کربلا کے بعد ہر موڑ پر سید سجادؑ نے یزیدی سپاہیوں سے کہا! کہ ہم تمہارے قیدی نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے قیدی ہیں۔ان ہستیوں کی زندگی کا ہر لمحہ رضا الٰہی کے سوا کچھ نہ تھا۔لہذا پیشن گوئی جب اہل اسلام کی طرف سے یہودیوں اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو اسلام کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔اور سلیم الفطرت یہودی اور عیسائی ان مقدس ہستیوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ چنانچہ عیسائی مذہبی سکالر مقبول عیسیؑ نے اپنی کتاب "حیات ابدی" میں اس بات کا اقرار یوں کیا ہے!

"مجھے مسیح کی قسم میرے دل میں فاطمہؑ کی مریمؑ سے زیادہ عزت ہے اور حسینؑ کا مسیح سے زیادہ احترام ہے"۔

جیسے جیسے ان انوار مقدسہ کا عرفان عالم خلق کو ہوتا چلا جائے گا۔ان کے در پے جھکتے چلے جائیں گے۔یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں عیسائی پرتگال میں جناب سیدہؑ کے نام کی مالا جپ رہے ہیں۔ جہاں نور سیدہؑ کا ظہور ہوا۔ چنانچہ پرتگال کے ایک گاؤں میں سیدہ فاطمہؑ کا ظہور انوار الہیہ کے ہدایت انسانیہ کے لیے ظہور مسلسل کی ایک کڑی ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ نور الہیہ کا پرتو یعنی چودہ انوار مقدسہ کا وجود کسی خاص فرقے یا مذہب تک محدود نہیں ہے اور نہ ہی صرف مسلمانوں کی میراث ہے۔ بلکہ امن و آشتی اور انسانیت کا مرکز ہیں۔کائنات کا ہر گوشہ ان کے فیض کرم اور ہدایت سے خالی نہیں بلکہ ان کے سائے میں ہے۔ پرتگال یورپین ممالک میں شامل ہے۔اس کے شہر لیز بن (Lasbin) سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دوری پر ایک قصبہ Cova Da Iria ہے۔جس کے مرکزی چرچ کا نام **"چرچ آف ہولی لیڈی فاطمہ"** (Church of Holy Lady Fatima) ہے۔عام مسلمان یہ خیال کرسکتا ہے۔یہ کیسے ممکن ہے۔ایک چرچ کا نام سیدہ کے نام سے منسوب ہو حالانکہ عیسائی مذہب میں اس نام کو مقدس خیال نہیں کیا

Marfat.com

جاتا۔لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔اور کئی ویب سائٹ اس وقت انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔کہ صرف چرچ کا نام ہے سیدہؑ سے منسوب نہیں بلکہ سینکڑوں چرچز یونیورسٹیاں اور دیگر مقامات حضرت فاطمہؑ کے نام سے منسوب ہیں۔اور آج لاکھوں عیسائی اپنے رجس باطنی کو دور کرنے کے لیے فاطمہؑ فاطمہؑ کی تسبیح کررہے ہیں۔پرتگال میں سیدہ فاطمہؑ کے ظہور کے متعلق حقائق و واقعات مختلف کتب اور ویب سائٹس میں اس طرح موجود ہیں۔

پرتگال کے شہر Lasbin سے ڈیڑھ سو کلومیٹر کی دوری پر ایک معمولی گاؤں میں تین مسیحی بچے Lucia Dos Santos اور اس کے دو کزن Fransico اور Jacinta Morto گاؤں سے باہر بکریاں چرارہے تھے۔کہ اچانک ایک نور کا جھماکا ہوا۔جس سے بچے ڈرو خوف میں مبتلا ہو گئے۔تھوڑی دیر کے بعد اس نور نے ایک انسانی روپ دھار لیا۔اور کہا میں ایک فرشتہ ہوں اس کے بعد وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اپنے سر کو سجدے میں گرا کر کہنے لگا۔

My God I believe, I adore, and I love you! I beg pardon of you those who do not believe, do not adore, do not hope, do not love you.

اس نے تین مرتبہ اس دعا کو دہرایا اس کے بعد کھڑا ہوا اور بچوں کو مخاطب کر کے کہا۔ Prey thus یہ کہنے کے بعد فرشتہ غائب ہو گیا۔بچے کافی عرصہ اس دعا کو دہراتے رہے۔اور آپس میں وعدہ کیا کہ وہ اس واقعہ کا کسی سے تذکرہ نہیں کریں گے۔چند ہفتوں کے بعد وہ فرشتہ دوبارہ ظاہر ہوا اور کہا کہ مَیں جنت سے تمہارے لیے ایک خوشخبری لیکر آیا ہوں۔۔۔اس نے ان بچوں کی تواضع جنت کے شربت اور میوؤں سے کی اور کہا کہ تم فلاں تاریخ کو خاتون جنت، خاتون تسبیح (Lady of Rosary) آکر ملیں گی۔

Marfat.com

13 مئی 1917ء کو بچے Cova Da Iria کی چراگاہ میں بھیڑیں چرا رہے تھے کہ اچانک نور کا ایک جھما کا ہوا بچے ڈر گئے اور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے چھپ گئے کہ اتنی دیر میں پھر وہ نور چمکا اور درمیان میں سے سمٹنا شروع ہوگیا۔ پھر اس نور کے درمیان میں ایک خاتون سفید لباس پہنے نظر آئی۔ جس کے دائیں ہاتھ میں تسبیح تھی اس خاتون نے ان بچوں سے کہا Dont be afraid, i won't hurt you! بچوں نے ڈرتے ہوئے پوچھا آپ کہاں سے آئی ہیں۔ تو خاتون نے جواب دیا۔

I am from Heaven my name is Fatima

اس ظہور کے بعد خاتون جنت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ان کو عظیم راز کائنات بتانا شروع کئے جو مسیحی برادری میں " Great Secret of Fatima " کے نام سے معروف ہیں۔ انہوں نے بچوں سے فرمایا وقت برباد مت کرو۔ زندگی صرف اور صرف قربانی اور جدو جہد کا نام ہے۔ بچوں کو دوپہر کے کھانے کے لیے ڈبل روٹیاں ملتی تھیں۔ انہوں نے ڈبل روٹی آپس میں تقسیم کرلی۔ اور بقیہ بھیڑ بکریوں کو کھلا دیں۔ اور تسبیح وعبادت میں لگ گئے۔۔۔ اور خود اپنے شکم پر رسی باندھ لی تا کہ احساس بھوک کم ہو جائے۔ ان کی سمجھ کے مطابق قربانی، جدو جہد، زندگی عبادت اور فکر و فاقہ کا نام ٹھہری۔ ظہورِ فاطمہؑ سے بچوں کی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس کی خبر ان بچوں کے ماں باپ کو ہوگئی۔ اور گاؤں کے افراد میں بھی اس مقدس واقعہ کی شہرت ہوگئی۔ ان بچوں میں بڑی لڑکی جس کا نام لوسیا (Lucia) تھا جو شاید آج بھی زندہ ہے۔ جس کے قلب و ذہن میں نہ جانے کتنے راز دفن ہیں اس کی ماں Maria Rosa نے لوسیا کی ان باتوں کو بالکل جھوٹ خیال کیا۔ اور مذہب سے بغاوت اور شیطانی خیالات کا نام دیا۔ اگلی دفعہ پھر سیدہ فاطمہؑ کے نور کا ظہور ہوا آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے دکھوں اور گناہوں سے نجات کا ذریعہ میرے نام کی تسبیح ہے۔ اور اکتوبر کی 13 تاریخ کو ایک عظیم معجزہ دکھانے کا وعدہ کیا اس کے

Marfat.com

بعد کہا!

When you pray the rosary, say after each Mystery O my lord forgive us, save us from the fire of hell leads all souls to Heaven, especially those who are most in need.

ان واقعات نے پرتگال کے اس ایریا میں غیر معمولی شہرت حاصل کر لی۔ جو پرتگال کے Mayer کو پسند نہ آئی۔ اس نے ان بچوں سے سوالات کیے اور ان بچوں کو Lady of light کی کہانی کو چھوڑنے کے لیے کہا۔ لوسیا کی ماں Maria Rosa نے بھی اس پر ظلم شروع کر دیئے۔ اور اس کے گھر سے نکلنے پر پابندی لگا دی۔ اور لوسیا کو زبردستی چرچ کے پادری کے پاس لے گئی۔ اور پادری نے زبردستی لوسیا سے اگلوانا چاہا کہ اسم فاطمہؑ کا عیسائی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن بچے سچائی کا دوسرا روپ ہوتے ہیں وہ سچ کو سچ ہی مانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہلوانا شروع کر دیا۔ کہ ان بچوں پر شیطانی خیالات حاوی ہیں۔ مذہب دشمن افراد ان کو استعمال کر رہے ہیں لہذا ان بچوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ لیکن انسان ناقص حقیقت مطلقہ اور نور کے ظہور کو دبا نہیں سکتا۔ کیونکہ معصومین اللہ رب العزت کی قدرت کے اظہار کا دوسرا نام ہے۔ اور جن کے ساتھ اللہ کی طاقت ہوتی ہے۔ ان کو دنیاوی طاقتیں جن کا انجام صرف اور صرف فنا ہے۔ روک نہیں سکتیں۔

چنانچہ بچوں کو آزاد کرنا پڑا۔ اور گاؤں کے سینکڑوں افراد آن کے پیچھے ہو گئے۔ ان کے وسیلے سے لوگوں کی حاجتیں پوری ہونے لگیں۔ یہ ان معصومین کی مودت کا اثر تھا۔ لوسیا کے باپ نے لوسیا کا بھرپور ساتھ دیا۔ چنانچہ جیسا اس نور نے فرمایا تھا ان بچوں نے ان لوگوں سے کہا کہ فلاں تاریخ کو اس نور کا پھر ظہور ہوگا اور عظیم معجزہ دکھائے گا۔

13 اکتوبر 1917ء کو ستر ہزار لوگ میدان میں جمع ہو گئے کہ اس عظیم معجزہ کو

Marfat.com

دیکھیں چنانچہ سفید لباس میں ملبوس دائیں ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے سیدہ کا ظہور ہوا آپ نے اشارے کے ساتھ سورج کو گھما دیا۔لوگ گھبرا گئے۔(کیونکہ یہ نور اُس نور کا حصہ تھا جس نے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے کیا تھا) 12 منٹ کے بعد سورج پھر اصل حالت میں آ گیا۔اس معجزہ کا لوگوں پر بہت اثر ہوا۔لیز بن اخبار، O Dia نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا۔

At one o'clock in the afternoon, midday by the sun, the rain stopped. The sky, pearly gray in color, illuminated the vast arid ladnscape with a strange light. The sun had a transparent gauzy veil so that eyes could easily be fixed upon it. The gray mother-of-pearl tone turned into a sheet of silver which broke up as the clouds were torn apart and the silver sun, enveloped in the same gauzy gray light, was seen to whirl and tun in the circle of broken clouds. A cry went up from every mouth and people fell on their knees on the muddy ground. The light turned a beautiful blue as if it had come through the stained-glass windows of a Cathedral and spread itself over the people who knelt with outstrethched lands. The blue faded slowly and then the light seemed to

Marfat.com

pass throught yellow glass. Yellow stains fell against white handkerchiefs, against the dark skirts of women. They were reported on the trees, on the stones and on the serra. People wept and prayed with uncovered heads in the presence of the miracle they had awaited.

چنانچہ آج بھی اس مقام پر لاکھوں عیسائی 13 اکتوبر کو جمع ہوتے ہیں اور ہاتھوں میں تسبیح لیکر فاطمہؑ فاطمہؑ کا ورد کرتے ہیں اور اس مقدس نام کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں۔

اس کے چند دنوں بعد دو بچوں کا انتقال ہو گیا کیونکہ خاتون جنت سے ان دو بچوں سے کہا تھا کہ میں تمہیں جنت میں لے جاؤں گی۔ جبکہ لوسیا شاید آج بھی زندہ ہے اس بارے یقینی علم نہ ہے۔ وقت گزرتا گیا اور پرتگال کے مرکزی چرچ کا نام چرچ آف ہولی لیڈی فاطمہؑ (Church of Holy lady Fatima) رکھا گیا اور مسیحی عقیدے کے مطابق حضرت مریم کی طرح ایک اور مجسمہ اس چرچ میں رکھا گیا جس مجسمے پر لکھا تھا "Fatima" جان پال پوپ دوئم نے اس چرچ کا دورہ کیا۔ لوسیا سے ملے اور اپنی مقدس ٹوپی اتار کر مجسمہ فاطمہؑ کے آگے سجدہ کیا اور دنیا میں امن کے قیام کے لیے Message of Fatima کو پھیلانے کی ضرورت پر زور دیا۔ چنانچہ The Lock Port Home Page: www.lockport-ny.com پر ہے۔

The Message of Fatima

"May 13, 1981: Pope John Paul II was seriously wounded by an assassin's bullets. The Pope was

Marfat.com

saved from death when he tunred to look at a young girl in the crowd wearing a picture of the Virgin of Fatima. As the pope turned, a shot aimed at his head missed. The Pope spoke with Lucia from his hospital room. While he was recuperating from his wounds he read everything he could about Fatima, corresponded with Lucia, and re-read the famous unreleased Third Secret. May 13, 1982: Pope John Paul II, in a visit to Fatima to thank Mary for saving his life, stated that the 'message of Fatima is still more relevant than it was sixty-five years ago. It is still more urgent.' ...."

"After the failed assassination attempt on his life in 1981, and while he was recuperating from his wounds, Pope John Paul II reflected on Fatima. He told his friend Bishop Paul M. Hnilica, S.J.: 'Paul, in these three months I have come to understand that the only solution to all the problems of the world, the deliverance from

Marfat.com

atheism, and from the defection from God is the conversion of Russia. The conversion of Russia is the content and meaning of the message of Fatima. Not until then will the triumph of Mary come. 'Fatima is the key Marian apparition of the Twentieth Century. Pope Pius XII noted that the message of Fatima is one of the greatest interventions of God though Mary is world history since the death of the Apostles. Only in the name of God does the Blessed Mother intervene. She does not say a word, does not take a step without the explicit will of God. The message of Fatima cannot be understood if you do not know atheistic communism, if you do not know what happened in Russia.

Pope Pius XI said: 'Today we see something that world history has never seen before: The waving of the flag of satan in the battle against God and religion, against all peoples, and in all parts of the world; a phenomenon that outdoes all that

Marfat.com

happened before. 'In the history of all mankind nothing in our past rivals the brutality of man against man like communism. It passes in scope all former persecution of the Church. Hitler is estimated to have been reponsible for the deaths of approximately twelve million people, including, Holocaust and war victims. Lenin, Mao, Stalin, and others after them collectively are thought to have been directly reponsible for over 100 million deaths....

Since the Revolution in 1917, Satan had been working tirelessly to control the heart and soul of Russia. Because the world did not read the messages of Fatima, he succeeded to a significant degree. Not until the expanded role of the Blessed Mother in these times are we seeing change. She invites us to the highest calling possible: to become co-redeemsers for our brother in crises. This is the message of Fatima, the message of peace.

Marfat.com

"There are only two ways to live your life. One is as thought nothing is a miracle. The other is as if everthing is".

پرتگال میں جہاں سیدہ کا ظہور ہوا تھا۔ وہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی آج بھی مقدس اور بیماروں کے لیے شفاء ہے۔ عیسائی اس پانی کو تبرک کے طور پر لیتے ہیں۔ سیدہؑ کا ظہور اس قوم میں دوبارہ ہوا جس قوم نے اس سے پہلے مباہلہ میں اس کی عظمت کا اقرار کیا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ اپنے لبوں کو جنبش دیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائیں گے۔ لہذا نور فاطمہؑ یا نور مطلقہ کے ظہور نے ثابت کر دیا کہ علم و نور کا ظہور کسی متعصب فرقے یا مذہب کا محتاج نہیں ہے۔ سیدہ فاطمہؑ صرف مسلمانوں کی میراث نہیں بلکہ انسانیت کی نجات کی ضامن اور امن کا مرکز ہیں۔ چنانچہ عیسائیوں نے آپ کے ظہورؑ پر لبیک کہا اور کہا Our Lady Fatima آج لاکھوں عیسائی نفس امارہ اور شیطانی قوتوں کو پست کرنے کے لیے اس تسبیح مقدس کا ورد کر رہے ہیں۔ یہ واقعات ان ہستیوں کے زماں و مکاں سے بے نیاز ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ یہ معصومؑ ہستیاں صرف محدود زمانے یا علاقے تک محدود نہیں بلکہ ہر زمانے اور ہر جگہ جاری و ساری ہیں۔

Marfat.com

گلِ طاہرہ نورسیدہؑ کے ظہور مسلسل کی ایک کڑی

سیدہ کونین کی ہستی نورانیہ کے لامحدود فضائل ہیں۔ جن کا احاطہ ممکن نہیں اس کتاب میں درحقیقت طلب حق رکھنے والوں کو راز الہیہ کے اشارے دے رہے ہیں۔ اور احقر نے کوشش کی ہے۔ کہ ذہن کے بند دریچوں کو کھولا جائے جن پر تعصب اور فرقہ پرستی کی لعنت کے بڑے بڑے قفل پڑے ہوتے ہیں۔ کیونکہ تعصب نے انسان کے تفکر و تعقل پر پہرے بٹھا دیئے ہیں۔ دین سچائی کو تسلیم کرنے کا نام ہے۔ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نور کا ظہور مسلسل مختلف ادوار میں اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ آپ کا وجود انسانیت، علم، سچائی، عدالت مطلقہ اور فلاح انسانی کی خاطر زمان ومکاں یا کسی خاص خطہ اور افراد کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ نورز ہرا زمان ومکان سے بے نیاز ہر دور اور ہر خطہ کی فلاح ونجات کے لیے مسلسل ظہور فرماتا رہا ہے۔ اور مسلسل ظہور فرماتا رہے گا۔ کیونکہ نور سیدہ ان ہستیوں کے نور کا حصہ ہے۔ جو عالمین کے لیے رحمت الہیہ بن کر آئے ہیں۔ لھذا لوگ نور سے آنکھیں چرا تو سکتے ہیں لیکن انکار ممکن نہ ہے والٹیئر کا جب آخری وقت آیا تو اس کی زبان پر ایک ہی پکار تھی نور۔ نور۔ نور۔ کیونکہ نور ہی کے دم سے اس کائنات کا وجود ہے چنانچہ خدائے واحد جو اس کائنات کا نور حقیقی ہے نے ان چودا کو اپنے نور کا مظہر بنا کے

Marfat.com

بھیجا اور ان چودہ انوار مقدسہ ہی کا نور ہر زمانے ہر جگہ اپنا جلوا دکھا کر تاریکیوں کی دوری کا باعث ہے۔ جنہوں نے زمان و مکان سے بے نیاز مشکل کشائی کی ہے۔ حتیٰکہ انبیاء نے بھی انہی کے وسیلہ سے مشکلوں سے نجات پائی۔ جب بھی کہیں کسی نے صاف دل سے ان کو پکارا۔ ان ہستیوں نے اُس کی مدد کی۔ مثلاً

1951ء کی جولائی میں روسی ماہرین کی ایک ٹولی وادی قاف میں کسی کان کی تلاش میں مصروف تھی۔ کہ ایک مقام سے اُسے لکڑی کے چند بوسیدہ ٹکڑے ملے۔ گروپ آفیسر نے اُسے کریدنا شروع کیا تو بہت سی لکڑیاں اور دیگر اشیاء برآمد ہوئیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ لگایا کہ یہ لکڑیاں غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ان لکڑیوں میں ایک لکڑی مستطیل نما تختی کی طرح تھی۔ اور امتدادی تغیرات سے محفوظ تھی۔ 1952ء میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو لباس تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا کہ مذکورہ لکڑی حضرت نوحؑ کی اُس معروف عالم کشتی سے تعلق رکھتی ہے جو کوہ قاف کی ایک چوٹی جودی (جدید ماہرین آثار قدیمہ و مورخین کے مطابق کوہ قاف جو روس میں ہے اُس کی سب سے اُونچی چوٹی کا نام جودی ہے) پر ٹھہری تھی۔ اور یہ تختی بھی جس پر قدیم ترین زبان میں چند حروف کندہ ہیں اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔ روس کی سوویت حکومت کے زیر اہتمام اس کے ریسرچنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ تختی کی تحقیق کے لیے ماہرین آثار کا ایک بورڈ قائم کیا۔ جس نے 27 فروری 1953ء میں اپنا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ اس کمیٹی کے ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کیے۔ اور اس پُراسرار تختی کے بارے میں یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوحؑ کی کشتی تیار ہوئی تھی اُس لکڑی سے یہ تختی تیار ہوئی۔ اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصول امن و عافیت اور برکت و رحمت کے لیے لگایا تھا۔ تختی کے درمیان میں پنجا نما تصویر ہے۔ جس پر قدیم ساسانی زبان میں مختصر عبارت اور کچھ متبرک نام درج تھے۔ روسی ماہرین نے ان حروف کو آٹھ ماہ

Marfat.com

کی مغز ماری اور دماغی کاوش کے بعد سمجھا اور اس کے تلفظ کو پڑھا۔اور روسی زبان میں ترجمہ کیا۔
مسٹر این ماکس ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے مندرجہ بالا تختی پر لکھے گئے حروف کا
انگریزی ترجمہ یوں کیا:۔

O My God my helper keep my hands with
mercy and with your Holy Bodies
Muhammada
Alia
Shabber
Shabir
Fatmia
They are all biggest and honorable.
The world estabilished for them.
Help my be their names you can reform to right.

(ترجمہ) اے میرے خدا ! میرے مددگار اپنے رحم وکرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل محمدؐ، علیؑ، شبرؑ، شبیرؑ وفاطمہؑ یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں۔تمام دنیا ان ہی کے لیے قائم کی اور ان کے ناموں کی بدولت میری بدد کر۔تو ہی سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔(ماہنامہ اسٹار آف بری نے نیا جنوری 1954ء)

یہ تختی روس کے مرکز آثار وتحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔اور نفوس قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک کی عظمت کا نشان بنی ہوئی ہے۔لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی عقل ناقص کی پلیدگی کو دور کرتے ہوئے جو رجس ظاہری اور رجس باطنی کے دور کرنے کا سبب ہے۔

Marfat.com

اپنی ذات کے تکبر سے باہر آ کر نور احمدؐ کے ٹکڑے کے در پر جھک جائے۔ کیونکہ فلاح دارین، کردار سازی اور تعمیر انسانیت کا مرکز درِ زہرؑا ہے۔ جو نور رسالت کا حصہ اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ ہے۔ لہذا یہاں معرفت حق کے متلاشی افراد کے لیے اس حقیقت کو واضح کیا جا رہا ہے جو نور زہرؑا کے انسانی فلاح کے لیے ظہور مسلسل کی ایک کڑی ہے۔ ریڈ انڈیز میں پایا جانے والا روحانیت کا حامل (Have a Magical effects) وہ پودا جس کو گل طاہرہ یا حشیشۃ البتول کہا جاتا ہے۔ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ کہ آپ کا وجود خدمت انسانیہ کے لیے پوری کائنات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اس روحانی پودے کا وجود اس راز سے پردہ اٹھا رہا ہے کہ انسانیت سے محبت اصل میں فاطمہؑ بنت محمدؐ سے محبت ہے۔

ریڈ انڈیز امریکہ کا وہ علاقہ ہے جسے مشہور زمانہ ملاح کولمبس نے اتفاقیہ دریافت کیا۔ جو انڈیا کی دریافت کے لیے روانہ ہوا تھا۔ لیکن غلطی سے اس علاقے میں چلا گیا۔ چونکہ کولمبس انڈیا کی دریافت کے لیے نکلا تھا اور دریافت شدہ جگہ پر رہنے والے باشندوں پر سرخ رنگ غالب تھا۔ لہذا کولمبس نے اس خطہ کا نام ریڈ انڈیز مناسب سمجھا۔ ریڈ انڈیز میں دو ہزار پیشتر ایک ایسا پودا دریافت ہوا۔ جو روحانیت کا حامل تھا۔ جس کو آج بھی مقدس اور الہامی پودا خیال کیا جاتا ہے۔ اور امریکہ و کنیڈا کے معبدوں اور مقبروں میں اس پودے کے پھولوں کو حصول برکات و تحصیل بخشش و مغفرت کے علاوہ دفعیہ آفات و بلیات کے لیے رکھا جاتا ہے۔ یہ پودا مقدس ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں موجود خواص کی بدولت کئی انسانی بیماریوں کی دوری کا سبب بھی ہے۔ یہ مقدس پودا جو اپنے اندر فلاح انسانی لیے ہوئے ہے۔ کیسے دریافت ہوا؟ اس پودے کو حشیشۃ البتول کیوں کہا جاتا ہے؟ اس حقیقت کا انکشاف میٹروگ نے اپنی کتاب "دی اولڈ امریکہ" میں کیا اس کے علاوہ اس کا تذکرہ مختلف امریکی تاریخ کی کتب میں موجود ہے۔ اور یہ روحانی پودے سے متعلق حقائق و واقعات مختلف کتب و رسالوں میں یوں درج چلے آ رہے ہیں۔

Marfat.com

دو ہزار پیشتر کا واقعہ ہے۔تقریباً رات کا عمل ہو گا تمام لوگ گھاس پھونس کی بنی ہوئی جھونپڑیوں میں پتوں کے فرش پر لیٹے گہری نیند کے مزے لوٹ رہے تھے۔ یہ جھونپڑیوں ایک چھوٹے سے سطح قطعہ پر بے ترتیبی سے ادھر اُدھر ایستادہ اپنے خالقوں کی معاشرتی زندگی کی ناہمواری کی آئینہ دارتھیں ہر ایک جھونپڑی کی دیواریں مضبوط کمانوں لمبے نیزوں اور چمکتے تیروں سے مزین تھیں۔اس قطعہ زمین کے چاروں طرف گھنے جنگلات تھے جن میں پائینیر،سیدار اور ریز وغیرہ کے درخت تھے۔تیز ہوا کے جھونکوں سے درختوں کے پتوں کی سرسراہٹ سے ماحول ہیبت زدہ ہو رہا تھا کبھی کبھار کوئی جنگلی جانور دوڑتا ہوا گزرجاتا تو ماحول کا سکوت ٹوٹ جاتا۔مگر سونے والے ایسی گہری نیند سو رہے تھے کہ ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔آسمان پر چودھویں کا چاند اپنی تمام تر ضوفشانیاں کرہ ارض پر بکھیر رہا تھا۔(یہ امریکہ کا وہی علاقہ ہے جیسے ریڈ انڈیز کہا جاتا ہے جس کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے اور کولمبس نے اتفاقیہ دریافت کیا)۔ان جھونپڑیوں کی بستی کے کنارے پر بنی ہوئی ایک چھوٹی سی مگر صاف ستھری بنی ہوئی جھونپڑی کے فرش پر بچھی ہوئی پتوں کی چٹائی پر ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی عبادت میں مشغول تھی اس کے چہرے پر جلال برس رہا تھا۔مقام حیرت ہے کہ محوخواب جنگل اور خونخوار وحشی باشندوں کے درمیان یہ راہبہ لڑکی رات کے اس سمے خدا کی عبادت میں مشغول تھی۔

دی اولڈ امریکہ میں میتروگ نے واضح کیا کہ دراصل یہ جھونپڑی خدا پرست زاہد "مورٹیو" کی تھی۔اور وہ لڑکی اس کی بیٹی راہبہ دل گیوی تھی۔وہ باپ بیٹی خدا پرست تھے اور ان کو اکثر غیبی اشارے ہوا کرتے تھے۔قدیم امریکی باشندے اس راہبہ عورت کی بزرگی اور کمال کے بہت گرویدہ تھے اور ان کے کمالات اور زاہدانہ اعمال کا دور نزدیک چرچا پھیلا۔تو لوگ حصول اولاد کے لیے اس کے پاس آنے لگے۔اس سے پہلے عوام اپنی چھوٹی موٹی حاجات لے کر اس کے پاس جاتے تو وہ ان کے حق میں دعا کرتی اور حق جل شانہ راہبہ کی دعائیں قبول کرتا۔لیکن

Marfat.com

جب حصول اولاد کے لیےلوگوں نے راہبہ کو پریشان کرنا شروع کیا تو اس نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ کسی کو فرزند عطاء کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ مگر حاجت منداس کا پیچھا کہاں چھوڑنے والے تھے۔ برابراس کو پریشان کرتے رہے۔ بالآخر راہبہ ان کے شدید اصرار سے عاجز آگئی۔ اوراس نے خدا سے دعا مانگی۔ خداوندایا تو تو مجھے بچے تفویض کرنے کی طاقت عطا کر یا مجھے ہلاک کردے۔ راہبہ ول گیوی عبادت میں مشغول تھی۔ اچانک جھونپڑی کا کواڑ آہستگی سے کھلا۔ اوردو بانجھ عورتیں اس کے پاس آکر آہ و زاری کرنے لگیں۔ انہوں نے بتلایا کہ وہ اولاد سے محروم ہیں۔ اور یہ محرومی ان کی تباہی کا باعث ہونے والی ہے۔ اگر جلد ہی وہ اولاد کے ثمر سے بارآور نہ ہوئیں۔ تو ان کے شوہران کو چھوڑ دیں گے یا جان سے مار ڈالیں گے۔ ول گیوی ان مصیبت زدہ عورتوں کی آہ زاری سے بے حد متاثر ہوئی۔ لیکن وہ کرہی کیا سکتی تھی اس نے ان کو ٹالنے کی خاطر کہہ دیا کہ اچھا اب تم جاؤ اور ٹھیک چار روز کے بعد میرے پاس آو۔ مَیں تمہارے لیے کچھ کرونگی۔ انہیں قدرے تسلی ہوئی۔ اور وہ امید وبیم کی حالت میں رخصت ہوئیں۔ ان عورتوں کے جانے کے بعد ان کے لیے دل میں دعائیں کرتی رہی اور پھر عبادت ختم کرنے کے بعد وہیں چٹائی پر سوگئی۔ دو تہائی رات گزر چکی تھی کہ اس نے عجیب غریب ایمان افروز سہانا خواب دیکھا اس نے دیکھا کہ ایک نور ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی سے آفتاب و ماہتاب کی روشنی ماند پڑ رہی تھی۔ جسم اطہر اور پاکیزہ لباس سے جنت کے پھولوں کی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں روپہلی کتاب تھی۔ جس کی عبادت سونے کے حروف سے لکھی ہوئی تھی۔ اور اس کی چمک آفتاب و ماہتاب کو شرمارہی تھی۔ خاتون نے راہبہ سے فرمایا۔ اے راہبہ تو ان جنگلی اور وحشی باشندوں کے درمیان رہ کر ان کی خدمت اور خدائے واحد کی عبادت کرتی ہے۔ نیز ہمارے ذکر میں مصروف رہتی ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر مَیں تم سے خوش ہوں۔ سنو میرا نام فاطمہ بتولؑ ہے۔ مَیں اپنے مقدس باپؐ کے حکم سے تمہیں یہ خوشخبری سنانے آتی ہوں۔ کہ اس جنگل میں گل طاہرہ نامی ایک

Marfat.com

بوٹی ہے۔جس کے ہر پودے میں پانچ شاخیں نکلتی ہیں اور ہر شاخ پر چودہ چودہ پتے نکلتے ہیں۔اور ہر پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں۔اور جب یہ کلیاں پھول بنتی ہیں تو ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔اور 41 دن کے بعد یہ پھول جھڑتے ہیں اور چودہ پھلیاں نمودار ہوتی ہیں ہر پھلی میں چودہ چودہ ننھے ننھے بیج ہوتے ہیں پس راہبہ یہی تیرا گوہر مقصود ہے اگر کسی بانجھ عورت کو اس بوٹی کے پتوں پھلوں پھولوں جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حمول کیا جائے۔تو خداوند اس پر رحم فرمائے گا۔اور اسے اولاد نرینہ جلد حاصل ہوگی۔ اے راہبہ ہم نے تجھ پر اس راز کا انکشاف اس لیے کر دیا ہے کہ خلق خدا کی بھلائی ہو سکے۔ ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہ، اس کی نافرمانی نہ کرنا، گناہ اور برائی سے بچنا نیز کسی سوالی کو اپنے در سے خالی واپس نہ کرنا (یہ کہ وہ خاتون نور میں تبدیل ہوئی اور واپس چلی گئی)۔

راہبہ نیند سے بیدار ہوگئی اور اس مقدس خاتون کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگی۔مگر وہ طاہرہ ،مقدسہ ہستی تو تشریف لے جا چکی تھیں اس لیے کہاں ملتی صبح راہبہ نے جا کر گل طاہرہ نامی بوٹی تلاش کی۔اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے اس پودے کو خواب کی نشانیوں کے عین مطابق پایا۔اس نے اس کو سونگھا تو اس میں سے عجیب بھینی بھینی لطیف اور پر اثر خوشبو آ رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوا کہ خوشبو کسی اور جہاں کی ہے۔وہ عقیدت و محبت سے چند پودے اپنی قیام گاہ پر لے آئی۔پھر اس نے بانجھ خواتین کو اس بوٹی کا استعمال کرایا۔تو معلوم ہوا کہ اس میں بے اولادوں کو صاحب اولاد کرنے کی خاصیت سو فیصدی موجود تھی۔

یہاں میرا متعصب ملائیت اور ناقص عقل افراد سے سوال ہے کہ جن انوار مقدسہ کا نور ظاہری ظہور سے پہلے ہر خطے کے افراد کی ہدایت اور فلاح کے فریضہ کے ساتھ ساتھ اولاد کی نعمت سے نوازتا رہا ہوں کیا اپنے ظاہری ظہور کے وقت اور بعد لوگوں کو ہدایت اور اولاد جیسی نعمت حکم خداوندی رضائے خداوندی سے نہیں دے سکتا ہے۔لہذا ناقص عقل اور رجس باطنی کی دوری کا

Marfat.com

صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان انوار مقدسہ جن اس کائنات میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی عظمت وکمالات کا اعتراف کرلیا جائے۔

راہبہ ول گیوی کی شہرت امریکہ کے تمام باشندوں میں پھیل گئی۔ اور جا قیمت مند خواتین اس کے پاس حصول اولاد کے لیے آنے لگیں۔کہا جاتا ہے کہ ول گیوی کے ہاتھوں ایک ہزار سے زائد بے اولاد عورتوں نے مراد پائی۔ بعد میں حکماء اور اطباء سائنسدانوں نے اس پودے پر مزید تحقیق کی۔جس سے اس کی دیگر افادیت سامنے آتی چلی گئی اور بانجھ پن کے علاوہ مزید مختلف بیماریوں کے لیے مفید پایا اور اسے بخاروں، دردوں، گھینٹا، کمزوری، خرابی خون، ورم، معدہ، جگر، گردہ ومثانہ، ضعف قلب، دائمی قبض کے لیے اکسیر پایا۔

مختلف ادوار میں اس پودے کے نام اور اقسام:۔

مختلف زمانوں میں اس پودے کے ناموں میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اور اس کو گل طاہرہ کی بجائے گیل تھرا کہا جانے لگا۔جو بعد میں گال تھیریا ہوگیا۔اس کی کئی اقسام ہیں وائلڈ گال تھیریا ،گارڈن گال تھہریا، کمپاؤنڈ گال تھیریا، لائٹ گال تھیریا، جو حقیقت میں وہی قسم اول گل طاہرہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ قسم اول فی زمانہ نایاب ہے۔تھوڑی مقدار میں امریکہ اور کناڈا کے بعض جنگلوں میں پائی جاتی ہے۔باقی اقسام کو دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔اس کے ایکسٹریکٹس اور ٹنکچر بھی تیار ہوتے ہیں۔آج کل صرف آئل آف گال تھیریا جسے برطانیہ میں آئل آف ونٹر گرین کہتے ہیں۔ ہندوستان کی بوٹی ہری بھری بوج اسی نوع کی سمجھی جاتی ہے۔اور عورتوں کے بعض مخصوص امراض میں مفید ہے۔لیکن وہ اصل گل طاہرہ نہیں ہے۔جب یورپ کی ڈاکٹری کتابوں کے عربی ترجمے کیے گئے تو عرب طلباء نے لائٹ گال تھیریا گل طاہرہ کی نسبت تاریخی حالات اور راہبہ ول گیوی کے واقعات معلوم کرکے اس پودے کا نام حشیشۃ البتول تجویز کیا۔

Marfat.com

ڈاکٹر غلام جیلانی، ڈاکٹر سیتا رام اور ڈاکٹر سانڈر نے بھی مخازن الادویہ میں گال تھیریا کا عربی نام حشیشۃ البتول ہی درج کیا۔ حشیشہ کے معنی ہیں گھاس یا بوٹی۔ جبکہ بتول سیدۂ کونین کا لقب ہے۔ یعنی اس بوٹی جس کا علم فاطمۃ الزہرا بتولؑ عذرا بنت رسولؐ ثقلین کے ذریعہ سے ہوا۔

والڈڈے، ایک مذہبی تقریب ہے جو سرخ جنگلی امریکن ہر سال موسم بہار میں مناتے ہیں تقریب کی رسومات ادا کرتے وقت وہ اپنی قدیم مذہبی زبان میں حسب ذیل الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اس متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ بتولؑ کے نام سے شروع کرتے ہیں اے خدا تو اس متبرک نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری فرما۔ (سالنامہ ڈی لائٹ واشنگٹن 1908ء)

صدیوں سے سرخ امریکی اس نام کی عظمت کی بدولت حاجتیں پوری ہو رہی ہیں۔ اس میں شک نہیں کیونکہ یہ اُن متبرک اور مقدس ناموں میں سے ایک نام ہے جن ناموں کے صدقے نوحؑ ثانی آدم کی کشتی کو قرار آیا۔ نار ابراہیمؑ مہکتا ہوا گلزار بن گئی۔ جس کی تجلی کا وار موسیٰؑ جیسا نبی کوہ طور پہ نہ سہ سکا۔ جن کی محبت سے عیسیٰؑ کو زندگانی، یوسفؑ کو حکمرانی، خضرؑ کو جاودانی عطاء ہوئی۔ انہیں انوار مقدسہ کی ایک چمک صدیوں سے کروڑوں عیسائیوں کی مشکل کشائی فرما رہی ہے۔

حشیشۃ البتول جو سیدہ کونین سے منسوب ہے اس کے پھول آج بھی امریکہ اور کینیڈا میں غموں اور شادی کی تقریبات میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اور برطانیہ کے ڈاکٹر گلیوٹ، بھارت کے ڈاکٹر ست پال وٹیڈیا اور انگلینڈ کے جیمز نے اعتراف کیا ہے۔ کہ یہ پودا الہامی ہے۔ حشیشۃ البتول کینڈا اور امریکہ میں مقبروں اور عبادت خانوں میں رکھا جاتا ہے۔ تا کہ اس کے ذریعے بخشش و مغفرت حاصل کی جائے۔ اور اس کے علاوہ ساتھ ہی یہ واضح آفات و بلیات

Marfat.com

اور حصول برکات کا موجب سمجھا جاتا ہے۔

کناڈین فرقہ بوٹا لک کے باشندوں کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔تو اس بچے کے گلے میں حشیشۃ البتول کے پھول ڈالے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ انہیں پانی میں پکا کر بچے کے جسم پر چھڑکا جاتا ہے۔اور ساتھ ساتھ اپنی زبان لے درج ذیل الفاظ کہتے ہیں

اس بتولؑ کے مقدس نام سے جو دونوں جہانوں کی نہایت عزت اور عظمت والی ملکہ ہے۔۔۔

(بحوالہ کتاب ہولی پریر مولفہ جیمز مطلبوعہ انگلینڈ و سیارہ ڈائجسٹ)

Marfat.com

سیدہ عالمینؑ اور خطبہ فدکیہ

سیدہؑ کونین نے مختصر سی حیات ظاہری میں تغیرات زمانہ کا سامنا کیا۔ ایک زمانہ جس میں فاطمہ زہراؑ مدینے کی شہزادی تھیں۔ باپ سر پر سلامت، بڑے بڑے اکابر قریش فاطمہؑ کے دروازے پر جبہ سائی کرنا اپنا فخر سمجھتے، اکابر مہاجرین وانصار فاطمہؑ کے دروازے پر آ کر اسلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ کہکر گزرنا اپنا فرض سمجھتے۔ رضوان جنت حسنین کا لبس لیکر در دولت فاطمہؑ پر حاضر ہوتے۔ رسولؐ خود شہزادی کونین کے بچوں کی سواری بنتے۔ کسی میں مجال نہ تھی کہ فاطمہؑ و حسنین کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے۔ مگر افسوس زمانہ قیامت کی چال چل گیا۔ وہ بلائیں جو پردہ قضاو قدر میں پوشیدہ تھیں اہل بیت سے قریب ہوئی چلی گئیں۔ انقلاب زمانہ کی ابتداء اس دن سے ہوئی جب اہل بیت نبوت کے سروں سے ایک ایسے سر پرست کا سایہ اُٹھ گیا جس کے اٹھتے ہی اہل بیت کے سروں پر مصیبت کے بادل چھا گئے۔ ادھر آفتاب رسالت غروب ہوا۔ ادھر حسنینؑ نے گریبان چاک کیا۔ علی مرتضیٰؑ نے سر میں خاک ڈالی۔ فاطمہؑ یتیم ہوگئی۔ رحلت رسالت کے بعد چشم فاطمہؑ سے آنسو نہ تھا۔ تاریکیاں پھیل گئیں۔ زمین وآسمان میں دلخراش قدمات محمد گونجنے لگے۔ مدینے کی گلیاں فیض قدم محمدؐ سے محروم ہوگئیں۔ دنیائے اسلام پر نحوست چھا گئی۔ عرب کی

Marfat.com

شرافت کا وہ تاج ڈھل گیا۔ جس نے وحشیان عرب کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر بازار علم میں کھڑا کیا۔ دنیائے ایمان میں کہرام مچ گیا۔ اہل بیت کی وقعتیں مسلمانوں کی نظر سے اُٹھ گئیں۔ کشتی اسلام طوفانِ اختلاف میں پڑ گئی۔ اتفاق کی جگہ نفاق کے خاردار درخت نے لے لی۔ اتحاد کے چمنستان پر وقت معلوم تک اوس پڑنے لگی۔ منادی ندا کرنے لگا۔ کہ کشتگان بدر و اُحد کا انتقام اب اولاد رسول سے لیا جائے۔ اور ان کے فضائل و مناقب کے اظہار سے جو آگ دلوں میں بھڑک رہی تھی اب اس کے شعلے فاطمہؑ کے دروازے پر نظر آنے لگے۔ دروازہ فاطمہؑ کی حرمت پامال کیا گیا۔ جس دروازے پر سید الانبیاء رُک کر آتیں، تلاوت کرتے تھے۔ اس دروازے پر آگ لگائی گئی۔ فاطمہؑ کا پہلو مجروح کیا گیا۔ اس کا حق چھین لیا گیا۔ چنانچہ سیدہ کے ان مصائب کی پیشن گوئی "یوحنا کے مکاشفہ" میں ان الفاظ میں موجود ہے۔

پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا۔ یعنی ایک عورت نظر آئی۔ جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی۔ اور چاند اس کے پاؤں کے نیچے تھا۔ اور بارہ ستاروں کا تاج اُس کے سر پر، وہ حاملہ تھی۔ اور دردزہ میں چلاتی تھی اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی ہ اور پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اژدھا اس کے سات سر اور دس سینگ تھے۔ اُس کے سروں پر سات تاج اور اُس کی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دیئے اور وہ اژدھا اُس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا۔ (CH-12 Versus 1-5)

حیرت اور سخت حیرت کا مقام ہے۔ نبی اور بھی گزرے ہیں۔ پیغمبر اور بھی گزرے ہیں۔ امتیں پہلے بھی گزر چکی ہیں۔ لیکن جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جو سلوک رسولؐ اللہ کی آل سے، اس رسولؐ ہاشمی کی اُمت نے کیا ہے اور کسی اُمت نے نہیں کیا۔ اولاد رسولؐ کو نہ صرف گوشہ نشین کیا گیا۔ بلکہ تلوار، زہر، آگ اور زندان اُن کے لیے مخصوص کر دیئے گئے۔

Marfat.com

اہل انصاف کو اس مقام پر کہنا پڑے گا۔ کہ یا تو رسولؐ اللہ کی اولاد تھی ہی اس قابل کہ اُن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا یا اُمت نے ہی دین و دیانت سے آنکھیں بند کرلیں۔ رسولؐ اللہ کے تمام احسانات کو فراموش کر دیا۔ اور محض حصول ریاست و سلطنت کو اپنا مقصد زندگی بنا بیٹھے۔ معلوم نہیں مسلمانوں کے دلوں میں ان دونوں میں سے کونسا خیال جاگزین ہے۔

اترجوا امة قتلت حسيناً شفاعة جده يوم الحساب

ابھی فاطمہؑ رحلت رسولؐ اور حق علیؑ لٹ جانا نہیں بھولیں تھیں کہ انہیں ایک اور سانحہ سے دو چار ہونا پڑا۔ جو قضیہ، فدک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ قضیہ فدک پر مفصل بحث انشاء اللہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں کی جائے گی۔ اور مقدمہ فدک کو اسلامی قوانین کے ساتھ ساتھ موجودہ ملکی قوانین کی روشنی میں دیکھا جائزہ لیا جائے گا اور پرکھا جائیگا۔ یہاں صرف خطبہ فدک کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے۔

دیکھا جائے تو تحریک رسالت جو ایک حسین تہذیب مطلقہ کا نام ہے۔ جس کے دامن میں معیار فضیلت، علم و حکمت کی روشنی ہے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں۔ کہ تحریک اسلام پر حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کی تمام دولت و سرمایہ خرچ ہوا۔ یعنی اس تحریک کی نشو ونما پر حضرت خدیجہؑ کا سرمایہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کی واحد وارث کا نام فاطمہؑ بنت محمدؐ ہے۔ یعنی دین اسلام کی نشو ونما حضرت فاطمہؑ کی جائیداد سے ہوئی۔ اور جہاں تک فدک کی ملکیت کا سوال ہے صرف وہ فاطمہؑ کی ملکیت تھا یا تمام کائناتیں اور ان کی جملہ نعمتیں اللہ نے فاطمہؑ کی ملکیت قرار دیں۔ خطبہ فدک محض ایک علامت ہے اس کے پیچھے لامحدود واسرار رموز پوشیدہ ہیں۔ سیدہ نے غصب فدک کو موضوع بنا کر انصار و مہاجرین کی موجودگی میں مسجد نبوی میں بے مثال اور تاریخی خطبہ دیا۔ اور بہت سے حقائق کو روشن کر دیا۔ یہ خطبہ ایک زبردست وار تھا ان لوگوں پر جو حضورؐ کی 23 سالہ محنت کو برباد کرنا چاہتے تھے۔ ایک زبردست آواز تھی۔ جو ہر جگہ پہنچی اور جس

Marfat.com

کا اثر سارے زمانے میں پھیل گیا۔ ایک طوفان تھا جس کی پتھر شکن موجوں نے سننے والوں کو گرچہ مختصر وقت ہی کے لیے سہی حق کا راستہ دکھا دیا۔ اتفاق حق کی مظلوم کوشش تھی اور جہاں تک خطبہ کی فصاحت و بلاغت کا تعلق ہے جن لوگوں نے کلمات اہل بیت کے لیے اپنے دماغوں کو وقف کیا ہے۔ اور ان قدوسی آوازوں سے جن کے کان آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایسے کلمات سوائے صاحبان علوم کے علاوہ اور کہیں دیکھے نہیں جا سکتے۔ دلائل و براہین کی بوچھاڑ ہے کہ ہو رہی ہے۔ فصاحت و بلاغت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حقائق و معارف کا بادل ہے کہ برس رہا ہے۔ لفظ لفظ حقیقت سے لبریز، فقرہ فقرہ اثر میں ڈوبا ہوا کلام پکارتا ہے۔ اسلوب کلام کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ نظم و نسق، یہ بدیہہ گوئی صاحبان طہارت سے مخصوص ہے۔ اس مختصر خطبہ میں علت ایجاد، کیفیت ایجاد، معرفت الہیہ، علت بعثت پیغمبر، علت احکام شریعت، قبل اسلام دنیا کی حالت، حق اور ناحق، جاہلیت و ظلم کا مفہوم، قانون وراثت، اوصاف قرآن، ایمان کا مقصد، شرک حقیقی سے پاک ہونا، علم و حکمت کی فضیلت، فلسفہ نعمت، منکرین حق اور ان کی اقسام، عدالت مطلقہ کا قیام، عدم رویت باری تعالیٰ، نور پیغمبر کا ہر وجود سے پہلے اور افضل ہونا، سچ کی حمایت، حقدار کو حق دینا، مصلحت پسندی اور دنیاوی ڈر اور خوف کا خاتمہ، مظلوم کی دادرسی، عرفان نفس، فلسفہ احکام شریعت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، حقیقی فلسفہ توحید، حمد شکر و ثنائے رب العزت، اعلیٰ اخلاقی قدروں پر مبنی معاشرہ، انسانیت، اسلامی فیوض، بعد رسولؐ اسلام کی حالت غرض اتنی کیفیتیں جمع ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ واقعتاً ان کے دریائے علم کی کوئی انتہا نہیں کہ کوزے میں سمندر بند ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا نکات جو سیدہؑ نے خطبہ میں موضوع بحث بنائے۔ ان نکات معلمہ کے بغیر نہ حقیقی عدالت کا قیام عمل میں آ سکتا ہے۔ اور نہ ہی ظلم کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ صدیقہ کبریٰ عالمہ غیر معلمہ کی زبان مقدس سے نکلے ہوئے الفاظ غلط خواہشوں اور باطل عقیدوں کا قلع قمع کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک نورانی عقل کا جز جو جسمانی مخلوق سے کسی حیثیت میں

Marfat.com

مشابہ نہیں ہے۔خداوندی بارگاہ سے الگ ہوئی۔اورانسانی روح سے متصل ہوکراسے طبیعت کے پردوں اور مادیت کے حجابوں سے نکال رہی ہو۔صاحبان اقتدار اورقوم کے اہل حل وعقد کو للکار رہی ہواورانہیں صحیح راستے پر چلنے کی دعوت دے رہی ہو۔اوران کی غلطیوں پر متنبہ کرکے انہیں سیاست کی باریکیاں اور تدبر وحکمت کے دقیق نکتے سمجھا رہی ہو۔اور بیک وقت عام انسان سے لیکر حکمران تک کی تشکیل انسانیت میں مصروف ہو۔

اسلام کے اعتقادی، سیاسی، اجتماعی مسائل کی جو تفسیر حضرت فاطمہ زہراؑ نے پیش کی ہے۔وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جناب فاطمہؑ کا تعلق کی خاص زمانے سے نہیں ہے اپنے خطبہ میں سیدہ نے جو تجزیہ وتحلیل پیش کیا ہے۔اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معارف کے پیچیدہ ترین مسائل میں آپ کو کتنا عبور حاصل تھا۔ جناب فاطمہؑ کی زبان مبارک سے نکلا ہو یہ انقلاب آفرین خطبہ اُس بات کا ترجمان ہے کہ آپ جہاد کرنے والوں کی رہنما وفادار اور مجاہدہ ہیں۔

اس خطبہ کا لب ولہجہ ایسا ہے۔جودل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔آپ کے اس خطبہ میں نہج البلاغہ کے خطبوں کی شان جھلکتی ہے۔وہی اسلوب بیان وہی طرز استدلال ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بیٹی زینبؑ بنت علی کو خطابت میراث میں ملی تھی۔جن کے خطبوں سے کوفہ کا بازار اور یزید کا دربار لرز گیا۔غاصب حکومت کے محل کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔دشمنان اسلام کا پورا منصوبہ خاکستر ہوگیا۔

اس خطبہ میں فاطمہ زہراؑ نے جو اسلامی احکامات کا فلسفہ ان کے اسرار موز اسلامی تاریخ کا تجزیہ اور تحلیل کے سلسلے میں جو موشگافیاں فرمائی ہیں۔وہ راہ حق پر چلنے والوں کے لیے بہترین درس ہیں۔

Marfat.com

یہ ایسی مشعل ہے جس کی کرنوں سے آگہی کے اصول چمکے
اس کے دم سے زمانے بھر کی جبیں پہ نام رسولؐ چمکے

قابل غور امر اس خطبہ میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے جناب فاطمہؑ نے خاندان رسالت کی اہمیت وعظمت کو واضح کیا اور بتا دیا کہ انہی کے وجود سے دنیا میں ہم آہنگی اور توازن ہے۔ اگر خطبہ کا یہی مقصد و فائدہ ذہن میں ہو تو بھی کافی ہے۔

اس خطبہ کو ابو بکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری نے کتاب میں درج کیا ہے کہ سبط ابن جوزی نے **تذکرہ خواص الامة فی معرفتہ الائمة** میں شعبی سے اس خطبے کے کچھ فقرات اور سیدہؑ کے کچھ اشعار نقل کیے ہیں۔ ابن ابی الحدید معتزلی اہل سنت کے مشہور دانشور نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ میں عثمان بن حنیف کے خط کی شرح میں مختلف اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جبکہ مسعودی نے مروج الذھب میں اس خطبہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور ممتاز شیعہ عالم سید مرتضی نے اپنی کتاب شافی اور شیخ صدوق نے علل الشرائع میں اس خطبے کے بعض حصے نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

خطبہء سیدہؑ

ترجمہ:۔

1۔ ذات واجب کی حمد، شکر اور ثنا! ابتداء اللہ کے نام سے جو رحمان بھی ہے رحیم بھی۔ اللہ نے ہمیں دنیا بھر کی جو نعمتیں عنایت کی ہیں اس مرحمت پر اُس کی حمد و ثنا اور فضل سے ذہن و ضمیر کو جو اچھائیاں نصیب ہوئیں اُس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ پھر اس خصوص میں بھی اُس کی تعریف و توصیف ہے کہ اُس نے سب کو دیا اور سب کچھ دیا۔

2۔ انعامات الٰہیہ کا شمار ناممکن ہے!

پالنے والے نے آغاز حیات ہی سے ہر ایک کو ساز و سامان زندگی عطا فرمایا۔ اُس کے فیض کی وسعت داد و دہش کی یک رنگی اور لطف عام کا کیا کہنا۔ کمال توجہ سے اُس کی لگاتار مہربانیاں بھی لائق صد ہزار ستائش ہیں۔ اُس کے احسانات کا نہ کسی سے حساب ممکن ہے اور نہ کوئی اُن کے شمار کی سکت رکھتا ہے۔ نیز دامن کرم اتنا پھیلا ہوا ہے کہ پورے طور پر کوئی شکرانہ بھی ادا کرنے کے قابل نہیں اور نوازشوں کی انتہا کو کون پائے؟ کہ آدمی کا تخیل بھی اُس مقام پر پہنچنے سے قاصر ہے۔ پالنے والے نے اپنی بخشش میں مزید اضافے اور تسلسل کی خاطر سب کو احسان ماننے کی ہدایت فرمائی۔ اور تکمیل نعمت کی غرض سے آئین تشکر کو معمول بنائے رکھنے کی تاکید کی۔ اس کے علاوہ اُس نے اُن جیسی نعمتوں کو مکرر حصول کے لیے اپنے بندوں کو سپاس گزار ہونے کا حکم دیا۔

Marfat.com

3۔ فلسفہ توحید و عدم رویئت الہیہ !

میں گواہی دیتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، بے مثال ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس نے اخلاص کو کلمہ شہادت کا جوہر قرار دیا۔ یعنی اس حقیقت کا اعتراف کہ اُس کی ہر خوبی عین ذات ہے۔ قادر مطلق نے توحید کے شور کو دل کی تہوں میں اتارا۔ اور اُس کے ادراک سے ذہنوں و خیال کے ایوانوں میں چراغاں کر دیا۔ ہماری آنکھوں میں نہ یہ تاب وتواں کہ اُس کا دیدار ممکن ہو جائے۔ اور نہ زبانوں کو اتنا یارا کہ اُس کی مدح سرائی کر سکیں۔ فکر کتنی ہی بلند ہو مگر کیا مجال اُس کے عرفان کی منزل تک پہنچ جائے۔

4۔ مقصد تکوین کائنات!

جب کسی چیز کا نام ونشان بھی نہ تھا تب اُس نے ہر شے کو وجود دیا۔ نمود بخشا۔ بغیر کسی نقشے اور نمونے کے۔ اُس نے صحن گیتی اور بامِ فلک کی تخلیق فرمائی۔ ہر ہستی کو اُس نے اپنی قدرت سے بنایا۔ اور ہر پیکر کو اپنی مشیت سے ایجاد کیا۔ دنیا و مافیہا کی پیدائش میں نہ اُس کی کوئی غرض تھی نہ ضرورت۔ اور نہ اس "عالم رنگ وبو" کی صورت گری میں اس ذات بے نیاز کا کوئی مفاد مضمر تھا۔ بس وہ یہ چاہتا تھا کہ اُس کی حکمت عالم میں آشکارا ہو۔ اور ساری خدائی فرض بندگی کو توجہ کا مرکز بنائے۔ پھر تخلیق کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آفریدگار عالم اپنی ہمہ گیر قدرت کو نمایاں فرما کر یہ بھی جتاء دے کہ وہی سب کا آقا ہے اور دنیا کے تمام لوگ اُس کے بندے ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ دین کے پیغام اور خدا شناسی کی دعوت کو استحکام حاصل ہو۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت کو باعثِ ثواب اور سرکشی کو لائق تعزیر قرار دیا۔ تا کہ یہ بندے اُس کے غیظ وغضب کی ضد میں نہ آئیں۔ اور بہشت کی راہوں پر گامزن رہیں۔

Marfat.com

5۔ سیدالانبیاءؐ کا سب سے پہلے خلق اور افضل ہونا!

مَیں مکرّر گواہی دیتی ہوں کہ میرے بابا محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسولؐ ہیں۔ خدا نے رسالت کا منصب دینے سے پہلے اُنہیں اس عہدے کے لیے چن لیا تھا۔ اور اُس نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا تھا کہ جہاں جہاں چاہا آپ کا نام روشن کر دیا۔ نیز کارِ نبوت کی بجا آوری سے قبل نگاہِ قدرت آپ کو اس مقصد کے لیے منتخب کر چکی تھی۔ یہ اُس دور کی بات ہے کہ جب ساری خلقت نہاں خانہ غیب میں پوشیدہ، سب کے سب خوف و وحشت کے پردوں کے پیچھے دبکے ہوئے اور عدم کی آخری حدوں کے بالکل قریب تھے یہ خدا کے علم میں تھا کیوں دشتِ امکاں میں جو بھی ہوتا ہے وہ اُس کے انجام پانے سے باخبر ہے۔ اُس کی آگہی صحنِ کائنات میں رونما ہونے والے ہر واقع، ہر حادثہ اور ہر سرگزشت پر گرفت رکھتی ہے۔ پھر وہ تمام امور کے وقوع پذیر ہونے اور جملہ کاموں کے وقت نامے سے خوب واقف ہے

6۔ بعثت کے اغراض و مقاصد!

اُس نے اپنے پیغمبر کو دین حق کی غرض و غائیت پورا کرنے کے لیے بھیجا اور انسانی معاشرے میں اپنے آئین کو جاری کرنے کے عزم محکم کے ساتھ نیز طے شدہ قطعی احکام اور حتمی قواعد کو نافذ العمل بنانے کی خاطر مبعوث فرمایا۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ اقوام عالم دینی اعتبار سے بٹی ہوئی اور بڑے تفرقے کا شکار ہے۔ ان میں سے بعض گروہ تو اپنے آتش کدوں کو سنبھالے بیٹھے ہیں۔ کچھ جھتے اپنے اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے ہیں۔ فطرت کے قاعدوں اور دماغ کی صلاحیت سے اللہ کو جاننے کے باوجود اُس کی بندگی سے انکاری ہیں۔ لہذا پروردگار عالم نے میرے پدرے بزگوار کے نور سے جہالت کے گھپ اندھیروں کو چھانٹ کر دنیا میں اجالا کر دیا۔ دل کے سارے بل نکال دیئے۔ ظلمت آشناء آنکھوں کو روشنی عطا کی۔ لوگوں کو ہدایت کی راہیں دیکھائیں۔ طرح طرح کی گمراہیوں سے چھٹکارا دلایا۔ ذہن وضمیر

Marfat.com

کو حقیقت شناسی کا انداز سکھایا۔ سچے اور اچھے دین کو پہنچوایا۔

7۔ حضور کے مدارج عالیہ کی طرف اشارہ!

پھر اللہ نے انہیںؑ اپنے پاس بلالیا اور اس طرح بلایا کہ وہ خوشی خوشی بصد شوق، اور کمال رغبت کے ساتھ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہوئے اپنے رب سے جا ملے۔ اب محمدؐ اس دکھ بھری دنیا کی تکلیفوں سے دور اپنے راحت کدے میں آرام فرما۔ خدا کے مقرب فرشتے انہیںؑ گھیرے ہوئے ہیں اُس بخشنے والے پاک پروردگار کی مرضی شامل حال ہے اور وہ اپنے قادر مطلق، آفریدگار کے سایہ رحمت میں آسودہ ہیں۔ خدا کا درود میرے "باپؐ" پر جو اُس کے نبیؐ، اُس کی وحی کے امین، اُس کے برگزیدہ اور ساری خلقت میں سے منتخب کیے ہوئے پسند دیدہ بندے تھے۔ ان کے حضور سلام اور اللہ کی رحمت و برکت اُن کے ساتھ ساتھ رہے۔

8۔ اُمت مسلمہ کی ذمہ داری اور نظریہ امامت!

پھر آپ مجمع کی طرف متوجہ ہوئیں اور ارشاد فرمایا! اللہ کے بندو! تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ذمے داری سونپی گئی ہے۔ دین الٰہی اور حق کے پیغام کو عالم میں آشکار کرنے کا بوجھ بھی تمہارے ہی کاندھوں پر پڑا ہے۔ تم اپنی ذات کے لیے خدا کے نمائندے ہو اور نظام شریعت کو دوسری قوموں تک پہنچانا تمہارا کام ہے۔ پیدا کرنے والے کی طرف سے تمہارے واسطے جو سچا سربراہ، برحق رہنما مقرر ہوا ہے۔ وہ تم میں موجود ہے۔ اُس کے بارے میں تم سے باقاعدہ عہد و پیمان بھی لیا جا چکا ہے۔ وہ ذخیرہ جسے رسولؐ نے بچا کر رکھا تھا اُسی کو آپؐ نے اپنا جانشین بنایا۔

9۔ اوصاف قرآن!

پھر ہمارے پاس اللہ کی کتاب بھی تو ہے۔ اللہ کی بولتی ہوئی کتاب قرآن سچائیوں کی

Marfat.com

زباں، نور فیروزاں، پرتو رخشاں جس کا ہر مطلب واضح، ہر دلیل روشن اور تمام اسرار و رموز قابل بیان ہیں۔ اُس کی ظاہری عبادت، سامنے کی باتیں اجالا پھیلاتی ہیں۔ قرآن کے احکام پر عمل کرنے والوں کی زندگی قابل رشک ہوتی ہے۔ اُس کی پیروی بہشت کا راستہ دکھاتی ہے۔ کتاب خدا سننا بھی نجات کا ذریعہ ہے۔ قرآن ہی کے وسیلے انسانی ذہن، اللہ کی صاف شفاف اور رسا دلیلوں کو پا سکتا ہے۔ اس کا دامن فرائض و واجبات کی شرح و تفسیر سے بھرا ہوا ہے۔ جو چیزیں جائز نہیں ہیں اور جن کاموں سے بچنا چاہیے اُن کی تفصیل اس میں موجود ہے۔ اس کے استدلال بڑے واضح نہایت روشن ہیں۔ قرآن حکیم کا طرز اثبات بے حد اطمینان بخش ہے۔ اس میں حسن اخلاق کو اپنانے اور مستحب عمال بجالانے کی ترغیب بھی ہے۔ اور زندگی کے جن شعبوں میں قانونی سہولتیں عطاء ہوئی ہیں اُن کی وضاحت سے بھی اس کے اوراق سجے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں پروردگار عالمؑ نے جو خاص قاعدے قوانین مقرر فرمائے ہیں وہ بھی اس میں مذکور ہیں۔

10۔ فلسفہ احکام شریعت!

پس اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک کی آلودگی سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اور نماز کو تکبر کی کثافت سے محفوظ رہنے کا وسیلہ قرار دیا۔ زکوۃ سے نفس کی شست و شو ہوتی ہے۔ اور یہ رزق میں اضافے کا سبب بھی ہے۔ روزے کو اخلاص کی جڑیں مضبوط کرنے میں خاصا دخل ہے۔ اور حج سے دین کو بڑی تقویت ملتی ہے۔ نظام عدل دلوں کو ایک لڑی میں پروتا ہے۔ اور سب کے ساتھ برابری کے جذبے کو نمو دیتا ہے۔ اور ہماری اطاعت سے قوم میں تنظیم اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ نیز ہمارا سلسلہ امامت ملت اسلامیہ کو انتشار اور تفرقہ سے بچانے میں بہت مدد دیتا ہے۔ جہاد میں اسلام کی قوت اور اس کی عزت کا راز پوشیدہ ہے۔ صبر و شکیبائی کی بدولت اجر و ثواب اور ہر طرح کی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ امر بالمعروف میں عوام کی بھلائی ہے۔ وہ اس ذریعے فلاح کو پہنچتے ہیں۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک خدا کے قہر وغضب سے بچائے رکھتا ہے۔ عزیز واقارب

Marfat.com

کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور ان سے محبت کا برتاؤ کرنے کے سبب عمر بڑھتی ہے۔ اور وسائل زیادہ ہوتے ہیں۔ قصاص انسانی زندگی کا احترام سکھاتا ہے۔ اس سے خون ریزی کی روک تھام ہوتی ہے۔ نذر کی ادائیگی یا عہد و پیمان کی تکمیل، رحمت و مغفرت خداوندی کا وسیلہ بنتی ہے۔ صحیح ناپ تول یا درست پیمانوں کے استعمال سے کم فروشی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کو تحفظ ملتا ہے۔ شراب نوشی کی ممانعت نفس انسانی کو گناہ آلود نہیں ہونے دیتی۔ تہمت لگانے اور الزام تراشی سے دور رہنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تا کہ لوگ خدا کی نفرین سے محفوظ رہیں۔ چوری چکاری سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی شرافت کا دامن داغ دار نہ ہونے پائے۔ شرک سے منع کرنے کا باعث یہ ہے کہ اللہ کے بندے صرف اُسی کو اپنا رب، اپنا پروردگار سمجھیں اُس کے علاوہ اور کسی کو اپنا پالن ہار نہ مانیں۔ لہٰذا تم پرہیز گار بنوں۔ پرہیز گاری کا حق ادا کرو۔ اور موت آئے تو اُس حال میں کہ اسلام کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ (سورہ آل عمران 102)

اور پروردگار عالم نے جن احکام کو بجالانے کا حکم دیا ہے انہیں جامہ عمل پہناؤ اور جن امور سے روکا ہے ان کے قریب نہ جاؤ۔ ہاں اللہ کے بندوں میں صرف علم والے لوگ ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔ (سورہ فاطر 28)

11۔ اپنا تعارف!

پھر آپ نے فرمایا لوگو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مَیں فاطمہؑ ہوں اور میرے باپ محمدؐ ہیں۔ میری گفتگو شروع سے آخیر تک ایک جیسی ہوگی۔ اس میں نہ کسی طرح کا تضاد ملے گا اور نہ کوئی کھوٹ دکھائی دے گی۔ نیز میرے اعمال حیات میں بھی کوئی ایسا کام نہیں جس کا رشتہ حق و صداقت سے نہ ملتا ہو۔۔ دیکھو! تمہارے ہاں ایک ایسے رسولؐ آئے جو خود تم ہی میں سے ہیں تمہارا دکھ درد اُن پر شاق ہے انہیں نفس تمہاری بھلائی چاہیے۔ وہ ایمان والوں کے لیے بڑے مہربان اور انتہائی شفیق ہیں۔ (سورہ توبہ 128)

Marfat.com

تم اگر نسب کے حوالے سے انہیں جاننا چاہو تو یاد رکھو کہ وہ میرے اور صرف میرے باپ ہیں۔
تمہاری عورتوں میں سے کسی سے اُن سے رشتہ پدری کا اعزاز نہیں حاصل! اور میرے شریک
زندگی (علیؑ) کے چچازاد بھائی ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی سے اُن کی یہ قرابت داری نہیں۔
حضور سے یہ خاندانی وابستگی ہم لوگوں کے واسطے کس درجہ باعث افتخار ہے۔

12۔ ظہور رسالتؐ کے بعد!

خدا کے پیغمبر نے کس خوش اسلوبی سے کار رسالت کو انجام دیا۔ اور مشرکوں کو اُن کے کیفر کردار سے باخبر فرمایا۔ آپؐ دشمنانِ خدا کی راہ و روش سے منہ موڑے رہے۔ سرکشوں کے سر توڑے، باغیوں کی گردنیں مروڑیں تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے حکمت کی زباں اور نصیحت انگیز حسن بیاں سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ انہوں نے بتوں کو پاش پاش کیا۔ اور نخوت پسندوں کو نیچا دکھایا۔ خدافراموشوں کے مجمع میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور وہ راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر جہل کی شب تار کے پردے اٹھے اور صبح آگہی کے جلوے پھیل گئے، حق اور حقیقت نکھر کر سامنے آئی، دین کے پیشوا نے تکلم فرمایا، شیطان کے ساتھی دم بخود ہو کر رہ گئے۔ منافقوں کے گروہ ہلاکت کو پہنچے، کفر عداوت کے سارے بل کھل گئے۔ اور تمہارے ہونٹوں پر توحید کے رسیلے بول مچلنے لگے۔ ہاں ان حالات کے ظہور میں گنتی کی اُن چند ہستیوں کا بھی حصہ ہے جنہوں نے ناموافق حالات میں بھی اپنی پاک بازی کو سنبھالے رکھا۔

13۔ ظہور رسالتؐ سے قبل!

جبکہ مجموعی طور پر تم سب دہکتے آتش کدے کے دہانے پر کھڑے تھے۔ طاقتوروں کے سامنے تمہاری حیثیت کیا تھی۔ گھونٹ بھر پانی، منہ کا نوالہ جلدی میں آگ لے جانے والے کی ایک چنگاری، قدم قدم روندن میں آنے والی مخلوق، گڑھوں میں جمع گندے پانی سے اپنی پیاس بجھاتے تھے، گھانس بھونس سے پیٹ بھرتے تھے، ذلت و خواری تمہارا مقدر بنی ہوئی تھی، ہر وقت

Marfat.com

یہ دھڑکا لگا رہتا کہ آس پاس کے لوگ کہیں اغواء نہ کرلیں، اللہ نے تمہیں ان تمام اندوہناک واقعات سے حضور محمد مصطفیٰؐ کے صدقے سے نجات دلائی، تمہارے دلدر دور ہو گئے۔

14۔ محافظ اسلام علیؑ کے فضائل!

سرکار ختم المرسلینؐ نے زور آوروں کے ہاتھوں بڑے شدائد برداشت کیے۔ مگر عرب کے بھیڑیوں اور سرکش اہل کتاب کا جم کر مقابلہ کیا۔ دشمن جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکاتے اللہ ان کو بجھا دیتا۔ اور جس لمحے بھی شیطان کے ساتھی کوئی فتنہ کھڑا کرتے یا مشرکوں میں سے کوئی اژدہے کی طرح بڑا سا منہ کھولتا، خاتم الانبیاءؐ اسلام کے تحفظ کے لیے اپنے بھائی علیؑ کو آگے کر دیتے تھے! پھر علیؑ چڑھائی کرنے والوں کو جب تک پامال شجاعت نہیں کر دیتے واپس نہیں آتے تھے۔ ہاں! فتنوں کی آگ کو اپنی تیغ کے پانی سے بجھا کر دم لیتے۔ خدا کی راہ میں ہر سختی جھیلتے اور دین کو بچانے کے واسطے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔ وہ اللہ کے رسولؐ سے بہت قریب تھے اور پاک پروردگار نے انہیں اپنے اولیاء کی سروری عطا فرمائی تھی۔ علیؑ، جہاد کے واسطے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے، وہ اُمت کے خیر خواہ تھے۔ اللہ کا ہر حکم دل سے بجا لاتے۔ دین کے تمام امور کے لیے جان توڑ کوشش کرتے۔ نیز جب بات خود کی ہوتو پھر کوئی کچھ کہے اسے خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ مگر تم تو ان دنوں عیش و آرام کی آزندگی بسر کرتے تھے۔ سُکھ چین سے، امن و امان کی چھاؤں میں اطمینان کی سانس لے رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں اور تمہیں ہر بُری خبر سننے کو ملے۔ جنگ کے موقع پر تم کنائی کاٹ جاتے تھے۔ اور لڑائی دیکھ کر فرار کی راہیں ڈھونڈنے لگتے تھے۔

15۔ وفات پیغمبرؐ اور نفاق اُمت!

اور جب پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کے قیام کے لیے پیغمبروں کے راحت سرا اور منتخب ہستیوں کے آرام کدے کو پسند فرمایا۔ تو پھر تمہارے دلوں میں نفاق کے کانٹے نکل آئے۔

Marfat.com

دین نے تمہیں جو پوشاک پہنائی تھی وہ تار تار ہو چکی ہے۔ ہاں! وہ گمراہ جو کسی باعث چُپ تھے اب ان کی بھی زبانیں چلنے لگیں اور کچھ بے ننگ و نام افراد نے بھی سر اٹھانا شروع کر دیا۔ جب تم سچائی کا میدان چھوڑ گئے تو حق نا آشنا گروہ کے اُونٹ بلبلانے لگے اور باطل پرست در آئے۔ شیطان نے اپنی کمین گاہ سے سر نکالا اور تمہیں پکارنے لگا۔ اکثر لوگ اس کی آواز سن کر لپک پڑے اور آخر کار اس پر ریجھ کر سب نے اسے اپنا منظور نظر بنالیا۔ نیتجتاً اُس نے تمہیں اپنے ڈھرے پر لگایا اور تم اپنے ہلکے پن کے کارن اُس کے ہو کر رہ گئے۔ پھر وہ تمہارے جذبہ غضب کو بھڑکانے میں کامیاب رہا۔ اور تم آپے سے باہر ہو گئے۔ دوسروں کے اونٹوں پر نشان لگا کر، انہیں ہتیانے لگے۔ پرائے گھاٹ کو اپنا گھاٹ سمجھ بیٹھے۔

16۔ کتاب خدا کو چھوڑ دیا۔

ہاں! تم نے رسولؐ سے جو عہد و پیمان کیا تھا وہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ دیکھو زخم بہت کاری ہیں اور گھاؤ بھرے نہیں۔ پیغمبر اکرم کو سپرد خاک تک نہیں کیا گیا تھا کہ تم نے اس بہانے کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے جلدی سے جو کرنا تھا کر گزرے۔

" مگر یاد رکھو! کہ تم ایک بہت بڑے فتنے میں پھنس چکے ہو اور جہنم نے کافروں کو گھیر رکھا ہے" ۔۔۔ (سورہ توبہ 49)

حیرت ہے تم نے یہ سوچا کیسے؟ تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ خدا کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے۔ اور اس کی تمام باتیں بہت واضح ہیں۔ قرآن کے تمام فرمان روشن، اُس کی نشانیاں ضیا بار اور امر و نہی کے سارے قاعدے لو دیتے ہیں۔ پھر بھی تم نے اس آئین زندگی کو پس پشت ڈال دیا۔ اچھا۔۔۔! تم نے قرآن سے منہ پھیر لیا ہے یا اب اس کے بغیر ہی فیصلے کرو گے؟ ظالموں نے قرآن کے بدلے جو ریت اپنائی ہے وہ بدترین روش ہے۔

اور جو اسلام کے سوا کسی اور نظام کو اپنائے گا وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ نیز جو یہ کرے گا

Marfat.com

وہ آخرت میں بڑا گھاٹا اٹھائے گا۔ (سورۃ آل عمران 85)

تم نے بڑی پھرتی سے خلافت کے بدکے ہوئے ناقے کو ہتھیا لیا۔ اتنا بھی انتظار نہ کر سکے کہ پہلے رام کر لیتے پھر مہار تھامتے اور اس کے بعد تم سب نے مل کر فتنوں کی آگ سلگائی اور ہنگاموں کے شعلے بھڑکائے۔ گمراہ شیطان کی پکار لبیک کہنے لگے۔ ہائے دین کے اجالوں کو گھپ اندھیروں میں بدل دیا اور اللہ کے برگزیدہ نبیؐ کی تعلیمات پر پردے ڈال دیئے۔ تمہارا ظاہر تمہارے باطن کا ساتھ نہیں دیتا۔ کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ ہو۔ خاندان نبوت کو سامنے سے ہٹانے اور ہر طرح سے ستانے کے لیے تم کیا کیا چالیں نہیں چلے؟ خیر ہم تمہاری اس ایذا رسانی پر صبر کرتے ہیں۔ اسی طرح جیسے ہمت والے نیزے اور خنجر کے زخم کھا کر بردباری دکھاتے ہیں۔ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اللہ نے ہمیں وراثت کے حق سے محروم رکھا ہے؟ کیا جاہلیت کا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہتے ہو؟ " حالانکہ یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں "۔

(سورہ مائدہ 50)

کیا تم ان باتوں سے واقف نہیں ہو؟ اور یہ حقیقت تو دوپہرے کے سورج کی طرح عیاں ہے کہ مَیں تمہارے رسولؐ کی بیٹی ہوں۔

17۔ تذکرہ فدک اور مسلہ وراثت بروئے قرآن!

مسلمانو! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مَیں اپنے قانونی حق اپنے ورثے سے زبردستی محروم کیے جانے پر خاموش رہوں؟ اے ابوقحافہ کے بیٹے! خدا کی کتاب میں کیا یہی لکھا ہوا ہے کہ تمہیں تو اپنے باپ کا ورثہ مل جائے اور مجھے اپنا ترکہ پدری نہ ملنے پائے۔ یہ بڑے اچنبھے میں ڈال دینے والی بات ہے۔ اچھا! بتاؤ تو سہی! تم لوگوں نے جان بوجھ کر کتاب سے رشتہ توڑ کر اسے پیٹھ پیچھے ڈال دیا ہے۔ ورنہ قرآن تو ہانکے پکارے کہہ رہا ہے کہ

" سلیمانؑ، داؤدؑ کے وارث قرار پائے " (سورہ نمل 16)

Marfat.com

اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اللہ کے خاص بندے زکریاؑ نے یوں دعا کی تھی۔
پروردگارا

"تو اپنے کرم سے مجھے ایک ایسا جانشین مرحمت کر دے جو میرا بھی وارث ہو اور آل یعقوبؑ کا ورثہ بھی اسی کو ملے " (سورہ مریم 5 اور 6)

نیز خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ "اور اللہ کی کتاب میں ہے کہ خون کا رشتہ رکھنے والے ہی ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں"۔ (سورہ انفال 75)

اس کے علاوہ یہ بھی اسی کا فرمان ہے کہ "اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں یہ ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے"۔ (سورہ نساء 11)

پھر یہ بھی اسی کا حکم ہے کہ "اگر کوئی مرنے والا کچھ مال و دولت چھوڑ جائے تو والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے حسب دستور وصیت کر جائے۔ یہ پرہیز گاروں پر ایک حق ہے"۔ (سورہ بقرہ 180)

ان تمام دلائل کے باوجود پھر بھی تم سمجھتے ہو کہ "میری کوئی حیثیت نہیں، مَیں کوئی حق نہیں رکھتی، مَیں اپنے باپ کی وارث نہیں، میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں؟ بتاؤ تو سہی اللہ نے تمہارے لیے کوئی ایسی خاص آیت نازل کی تھی۔ جس کا اطلاق میرے باپ پر نہیں ہوتا؟ اور کہیں یہ تو نہیں سمجھ بیٹھے ہو کہ دو الگ الگ مذہب رکھنے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں قرار پاتے کلمہ پڑھنے والو! سچ بتاؤ۔ مَیں، اور میرے باپ، ایک دین، ایک مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ؟ یا پھر تم لوگ قرآن کے خاص اور عام احکام کے بارے میں میرے پدر بزرگوار اور میرے شریک حیات سے زیادہ جانتے ہو؟ اچھالو سواری پر کاٹھی کسی ہوئی ہے یہ مہار، وہ راستہ، چلو۔ اب حشر میں ملاقات ہوگی۔ جہاں میرِ عدالت اللہ ہوگا۔ جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور محمد مصطفیٰؐ ہماری وکالت فرمائیں گے۔ سنو! داوری کی جگہ عرصہ قیامت ہے۔ اور جب وہ گھڑی آئے گی تو

Marfat.com

سارے باطل پرست نقصان اٹھائیں گے۔اُس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ملے گا۔
"اور ہر خبر اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔ نیز جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا"۔ (سورہ انعام 67)
کہ "اُس عذاب کی زد میں آ کر کون رسوا ہوتا ہے۔اور سدا رہنے والی مصیبت کس پر نازل ہوتی ہے"؟(سورہ زمر 40)

18۔ اوران کی بے ثباتی کا تذکرہ!

پھر آپؑ نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: جواں مردو، ملت کے بازوؤ، اسلام کی مدد کرنے والو، میرے حق میں یہ غفلت اس درجہ تساہل، اور میرے ساتھ انصاف کرنے میں اتنی کوتاہی کا کیا مطلب ہے؟ کیا اللہ کے رسولؐ اور میرے پدر نامدار نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "جن شخصیتوں کی تعظیم کی جائے اُن کی اولاد کا احترام بھی ضروری ہے" کس تیزی سے تم نے بدعتیں پھیلائیں اور کتنی جلدی تمہارے چھپے ارادے سامنے آ گئے۔ حالانکہ تم میرے مقصد میں تعاون کر سکتے تھے اور میرا منشاء پورا کرنے کی سکت بھی رکھتے ہو۔ کیا اب تم یہ بہانہ نہ بناؤ گے کہ محمدؐ تو اس دنیا میں رہے نہیں؟ ہاں ان کی رحلت ایک عظیم سانحہ ہے۔ اسلام کی عمارت میں وہ دراڑ پڑی ہے جو وقت کے ساتھ چوڑی ہوتی جا رہی ہے۔ بہت بڑا رخنہ ایسا شگاف جسے کسی طور نہیں بھرا جا سکتا۔ اُن کے رُخصت ہو جانے سے زمین پر اندھیرا چھا گیا۔ اس حادثے کے باعث سورج گہنا گیا چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی۔ ستاروں کی رونق جاتی رہی۔ سارے ارمان خاک میں مل گئے۔ پہاڑوں کی شان و شوکت میں فرق آ گیا۔ پیغمبر کریمؐ کے سفر آخرت سے نہ ہماری کوئی عزت رہی اور نہ حضورؐ ہی کے احترام کا لحاظ رکھا گیا۔ یہ بہت بڑی واردات اور عظیم حادثہ ہے۔ صحن عالم میں نہ اس جیسا کوئی دل ہلا دینے والا واقع پیش آیا اور نہ چشم فلک نے کبھی اتنی بڑی مصیبت دیکھی۔ اللہ کی کتاب نے پیش گوئی کر دی تھی۔ اور لوگ قرآن حکیم کی اُن آیتوں کو اپنے اپنے گھروں میں شام و سحر، زور زور، دھیمی آواز میں اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے رہتے تھے۔ موت برحق ہے

Marfat.com

اور قبل ازیں خدا کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں کو اس صورت حال سے دو چار ہونا پڑا۔ یہ قدرت کا ایک حتمی فیصلہ اور قطعی حکم ہے۔ "محمدؐ بس اللہ کے ایک رسولؐ ہیں۔ اُن سے پہلے اور پیغمبر بھی گزر چکے ہیں۔ اب اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم پیچھے کی طرف پھر جاؤ گے؟ اور جو منحرف ہوگا اس سے اللہ کو کوئی نقصان پہنچے گا البتہ جو خدا کے شکر گزار بندے ہیں انہیں وہ اس کا صلہ دے گا"۔ (سوہ آل عمران 144)

اہل قیلہ کے فرزندو! میرے باپ کی میراث مجھ سے چھینی جائے، وہ بھی تمہاری آنکھوں کے سامنے تم سُن رہے ہو تمہاری محفلوں میں اس کے تذکرے ہیں اور تمہارے مجمعوں میں اس کے چرچے ہیں۔ میری آواز بھی تم تک پہنچ چکی ہے۔ اور میری بات سے بھی تم سب آگاہ ہو۔ پھر تمہاری تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ تمہارے پاس رسد بھی ہے قوت بھی ہے ہتھیار بھی ہیں اور دفاعی سامان بھی ہے۔ مگر اس کے باوجود میری پکار سنتے ہو اور دم سادھ لیتے ہو۔ میری فریاد تمہارے کانوں سے ٹکراتی ہے اور جواب نہیں دیتے حالانکہ بہادری تمہارا طرہ امتیاز اور خیر اصلاح کی خوبیاں تمہاری شناخت بن چکی ہیں۔ تم رسولؐ کے پسندیدہ لوگوں میں گنے جاتے ہو اور حضورؐ ہی کے چنے ہوئے اشخاص میں تمہارا شمار ہوتا ہے۔ عربوں کے مقابلے پر تم ہی آئے اور ہر طرح کی مشکلوں، سختیوں اور اذیتوں کا سامنا کیا۔ تم ہی تھے جو مختلف قوموں سے نبرد آزما ہوئے اور بڑے بڑے جیالوں کا سر جھکا دیا۔ اس میں شک نہیں کہ تم نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا۔ ہماری بات مانی۔ ہم نے جو کہا اُسے دل سے منظور کیا۔ یہاں تک کہ اسلام کے دامن پھیل کر ہمہ گیر بنا اور اُس کے ثمرات سب کا مقسوم قرار پائے۔ شرک کے نعرے دبے، جھوٹ کا زور ٹوٹا۔ کفر کی آگ بجھی اور تخریب کاری کی جرات مات کھا گئی۔ کیونکہ دین کا نظام مستحکم ہو گیا تھا۔ مگر یہ بتاؤ کہ حقیقت روشن ہونے کے بعد تم حیران کیوں ہو؟ اور واقعات کے الم نشرح ہونے کے ساتھ اُن پر پردے کیوں ڈالنے لگے؟ آگے بڑھنے والے پیچھے کی طرف پلٹ گئے اور جو ایمان لائے تھے وہ شرک کی

Marfat.com

راہوں پر چل پڑے۔" کیا تم ان سے برسر پیکار نہیں ہو گے جو اپنے قول وقرار سے پھر جاتے ہیں۔اور جنہوں نے رسول تک کو ملک بدر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ہاں اُن ہی لوگوں نے زیادتی شروع کی تھی۔کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اسے اس کا زیادہ حق ہے"۔ (سورہ توبہ 13)

اچھا میں دیکھ رہی ہوں کہ تم خاصے تن آسان بن گئے ہو اور وہ جو ریاست کا نظم ونسق چلانے کا اہل تھا اُس سے کناہ کش ہو رہے ہو نیز تم نے اپنے لیے گنج عافیت تلاش کر لیا۔تنگ دستی سے نکل کر دھن دولت سمیٹنے میں لگ گئے ہو۔تمہارے دل کی بات سامنے آ گئی۔تم نے اپنے سارے کیے دھرے پر پانی پھیر دیا۔"اگر تم اور زمین کے سارے باسی بھی کفر کو اپنا شعار بنا لیں تو اللہ بے نیاز اور قابل ستائش ہے"۔ (سورہ ابراہیم 8)۔اے لو۔مجھے جو کہنا تھا وہ کہہ چکی اور یہ ساری باتیں اس علم و یقین کی بنیاد پر تھیں کہ بے وفائی تمہارے خون میں گردش کر رہی ہے۔پیمان شکنی تمہارے ذہن وفکر پر چھائی ہوئی ہے۔اور اس گفتگو کو درد کا لاوا جانو، جو بے اختیار اُبل پڑا۔یا کلیجے کی آگ تھی جو ایک دم بھڑک اٹھی۔تاب وتواں جواب دے رہی تھی۔رنج وغم حدوں سے گزر چکا تھا۔پھر سب سے بڑی بات یہ کہ حجت تمام کرنا چاہتی تھی۔اب تم اقتدار کے اونٹ کو سنبھالو۔اور اس پر پالان کس لو۔مگر خیال رہے کہ اس کی پیٹھ لہولہان اور پیر زخمی ہیں۔پھر ناجائز قبضے کا داغ کبھی مٹنے والا نہیں۔ نیز ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے خدا کا غضب نازل ہو گا۔اور ہمیشہ کے لیے ننگ خلائق بن جاؤ گے۔اور یہ حالت اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ سے وابستہ ہے۔جس کی لپک دلوں تک پہنچتی ہے۔تمہارے کرتوت اس قادر مطلق کے ساتھ ہیں۔"اور ستم ڈھانے والوں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔کہ اُن کا کیا حشر ہو گا"۔(سورہ شعراء 227) سنو میں اُس کی بیٹی ہوں جو تمہیں سخت عذاب کی آمد سے پہلے خبردار کرنے والا ہے۔بہر حال تم اپنا کام کرتے رہو۔ہم اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔پھر تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔

Marfat.com

اس بے مثل خطبہ میں سیدہؑ نے فصاحت و بلاغت کے ساتھ احکام شریعت کے مقاصد کی وضاحت کی ہے۔ اگر ملت اسلامیہ ان پر غور کرلے تو اسلامی احکامات کا فلسفہ اس کی سمجھ میں آجائیگا جس میں انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ سیدہؑ نے معصومین کی تخلیق کے مقصد کی وضاحت یوں کی ہے کہ ہمارے وجود سے کائنات میں توازن اور ہم آہنگی برقرار رہے اور ہماری تعظیم بھی فروعات دین میں سے ہے۔ جناب۔ سیدہؑ نے ہر پہلو پر اتنی جامع روشنی ڈالی گئی ہے کہ جو آپ کے علم ماکان و مایکون پر سند ہے۔ مثلاً اپنے خطبہ میں سیدہؑ نے توحید اور اس کی صفات اور غرض خلقت پر بحث کی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ کی عظمتوں اور ان کی عظیم ترین ذمہ اور ان کے اعلیٰ مقاصد کو بیان کیا۔ پھر نہایت جامع انداز میں قرآن کی اہمیت، تعلیمات اور اسرار اموز پر بحث کی۔ سیدہؑ کا یہ خطبہ ان عجائب وخوارق میں کہ جن میں بلاشرکت غیرے آپؑ منفرد و یکتا ہیں۔ جن فکر و تامل کرنے والہ ان کلمات پر غور وفکر سے کام لے اور دل سے یہ بات نکال دے کہ یہ الفاظ اسی ہستی کے ہیں جس کا مرتبہ عظیم جس کے احکام جاری و ساری جن کا نور تمام جہانوں تک محیط جس کا اظہار عبودیت کے علاوہ کوئی مشغلہ نہیں۔ معلمہ کائنات نے اپنا تعارف بحثیت دختر نبیؐ کہہ کر کرایا ہے اور پاک نبیؐ کی خدمات کی طرف اشارہ کیا کہ کس طرح تمہیں زمانہ جاہلیت سے نکال کر سیدھی راہ دکھائی۔ پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد رونما ہونے والے واقعات اور اسلام کے خلاف منافقین کی سازشوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد مسئلہ فدک پر مخالفین کو قرآنی دلائل و براہین سے منہ توڑ جواب دیا اور ان کے ہر بہانے کو جو فدک کے غصب کرنے کے لیے تراشا گیا تھا۔ تار تار کر دیا اور اتمام حجت کرتے ہوئے اصحاب و انصار سے تعاون کا مطالبہ کیا۔ الٰہی عذاب کی طرف متوجہ کیا۔

چنانچہ سب سے پہلے خطبہ کی ابتدائی حصہ کی طرف دیکھتے ہیں اور ابتدائی چند نکات کی طرف نگاہ دوڑاتے ہیں۔ سیدہؑ نے خطبہ کا آغاز حمد اور شکر سے کیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خالق کی نعمتیں ہمارے وجود پر چھائی ہوئی ہیں اور اس کی نعمتوں کا اقرار احساس شکر گزاری کے

Marfat.com

جذبے کو بیدار کرتا ہے اور یہی جذبہ معرفت خداوندی کی دعوت دیتا ہے۔ سیدۂ دوعالم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ خاوند عالم نے شکریہ کی دعوت اس وجہ سے نہیں دی ہے کہ وہ شکریہ کا محتاج ہے۔ بلکہ اس لیے کہ اگر بندے اس کا شکر ادا کریں گے تو وہ مزید نعمتیں حاصل کریں گے۔ ورنہ خالق کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ لہذا اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ایک نعمت ہے۔ کیونکہ جن ذرائع سے تم اس کا شکریہ ادا کرو گے وہ ذرائع بھی یعنی ہاتھ فکر، زبان وغیرہ بھی سب اس کی نعمتیں ہیں۔ لہذا اعتراف عاجزی کے علاوہ چنداں کوئی راستہ نہیں۔ خطبہ کے آغاز میں توحید کے عقیدہ اور توحید کی صفات جس انداز میں بیان ہیں۔ وہ آپؑ کے علم ماکان وما یکون اور شریک کار رسالت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہاں چند ابتدائی نکات کی وضاحت کی جارہی ہے۔

Marfat.com

خالص توحید

معلمہ کائنات فرماتی ہیں:

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له کلمة جعل الاخلاص

ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی کلمہ صفت اخلاص ہے۔

تمام اسلامی عقائد کی بنیاد کلمہ توحید پر ہے۔ توحید محض عہد واقرار نہیں، محض شعور عقلی نہیں، بلکہ ایک عظیم ترین اخلاقی قوت ہے۔ جو داخلی طور پر وجدان وعرفان اور خارجی طور پر عمل مصالح اور اخلاق مکارم ہے۔ عقیدہ توحید انسان کو کندن بنا دیتا ہے۔ اسکی زندگی کو استحکام بخشتا ہے۔ چوری کا ارتکاب لئے ہوتا ہے کہ اللہ کی ربوبیت پر ایمان نہیں ہوتا۔ جھوٹ اس لئے بولا جاتا ہے کہ کیونکہ سچ بولنے سے نقصان کا احتمال ہے۔ ظالم کے سامنے اس لئے جھکتے ہیں کہ ظالم طاقتور ہے۔ لیکن اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ تو معاملہ برعکس ہو گا۔ ایمان باللہ خزن وخوف کا قلع قمع کرتا ہے۔ خالص توحید پر ایمان کا نمونہ ان ہستیوں کی سیرت میں ملے گا۔ جن کی زندگی توحید کے تعارف کے سبب بنی۔

توحید ایک کیفیت ہے۔ جب یہ قلب وروح پر طاری ہوتی ہے تو زندگی میں نظم، ایک ضبط اور ایک مقصد پیدا ہو جاتا ہے اور یہ تفریق انتشار کا خارزاروں سے نکل کر جمعیت ومرکزیت کے مرغزاروں میں داخل ہو جاتی ہے۔ توحید پرست کو نہ شہنشاہوں کا جلال مرعوب کرسکتا ہے۔ وہ بھرے دربار میں ظالم کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے ہیں۔ ناتوانوں کی کمزروی مشق ستم کی ترغیب دیتی ہے۔ جب انسان توحید کی قوت سے مسلح ہوتا ہے تو تخت وتاج ان کے قدموں کی ٹھوکروں

Marfat.com

میں ہوتے ہیں۔توحید پرست کو موت کا خوف نہیں رہتا۔ چاہے موت اس پر آجائے یا وہ موت پر آجائے۔ وہ نڈر، بے باک، پاک باز، باطل شکن، حق شناس، غیر فرار اور حق گو ہوتا ہے۔ اس کا جینا اللہ کے لئے، مرنا اللہ کے لئے، دشمنی دوستی، اٹھنا بیٹھنا، چلنا سب اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ یہی سبب تھا جب مولائے کائنات نیچے گرے ہوئے دشمن کے سینے پر سوار تھے تو اس نے مولا کے چہرے کی طرف تھوکنے کی کوشش کی۔ مولا نے فوراً اس کو چھوڑ دیا۔ جب صحابہ نے سوال کیا تو فرمایا۔ جب میں اس کے سینہ پر سوار تھا تو میں کب سوار تھا جلال الٰہی سوار تھا۔ لیکن اس کی گستاخی سے میرا غصہ شامل ہو گیا اور علی کی دشمنی کسی سے ذاتی نہیں صرف اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ اسی لئے کردار علی سے متعلق ایک دفعہ مولانا مودودی کو بھی یہ کہنا پڑا کہ علی نے تمام زندگی اس وقت تک تلوار نہ اٹھائی جب تک شرعی اعتبار سے اٹھانا جائز نہ ہو گیا۔

چنانچہ معاشرے کی ہیت ترکیبی اور تصور الوہیت باہم مربوط ہیں۔ وحدت انسانی کا مصدر اعلیٰ وحدت الوہیت کا عقیدہ ہے۔ جہاں یہ ناپید ہے۔ وہاں وحدت انسانی بھی ناپید ہے۔ توحید کا تصور ایسی ذات سے وابستہ ہے جو لامحدود ہے۔ اسی لئے اس سرچشمہ سے پھوٹنے والی تمام قدریں آفاقی و کائناتی ہیں۔ توحید کا عقیدہ اپنی اصل کے اعتبار سے کسی محدود تصور کا متحمل نہیں اللہ سب کا ہے اور سب اللہ کے ہیں۔ حقوق برابر ہیں۔ نسل انسانی کی شیرازہ بندی اس عقیدہ سے ممکن نہیں۔ لہذا سیدہ خاص توحید کا درس دے رہی ہیں۔ آپ کا لب ولہجہ وہی ہے۔ جو کلام الٰہی کا ہے۔ یا صاحب نہج البلاغہ کا ہے۔ یعنی مصدر ایک ہے۔ نہج البلاغہ میں بھی مولا نے کائنات توحید کا تعارف یوں کرایا۔

الحمد اللہ الذی لا یبلغ --- (نہج البلاغہ خطبہ 1) "تمام حمد اس اللہ کے لئے جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں۔ جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ نہ بلند پرواز ہمتیں اس کو پا سکتی ہیں۔ نہ عقل وفہم کی

Marfat.com

گہرائی اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔اس کے کمال ذات کی کوئی حد تعین نہیں۔نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں۔نہ اس کی ابتداء کے لئے کوئی وقت ہے۔جسے شمار میں لایا جاسکے نہ اس کی کوئی مدت ہے۔جو کہیں پہ ختم ہو جائے اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔۔۔دین کی ابتداء اس کی معرفت ہے،وہ ہے،ہوا نہیں،موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا،ہو ہر شے کے ساتھ ہے،نہ جسمانی اتصال کی طرح،وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے،نہ جسمانی دوری کے طور پر،وہ فاعل ہے، لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں،وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا۔جب کائنات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی"۔اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ اسلام کی زبان فیض ترجمان سے سماعت فرمایئے۔اور پھر عقیدہ توحید کو مذاہب عالم کی روشنی میں دیکھئے اور پرکھئے کہ توحید کا صحیح مفہوم سے روشناس کرانے والی فردس کون سی ہیں۔

لم یزل ربنائے عزوجل۔(توحید صدوق)

ترجمہ:"ہمارا بزرگ و برتر ہمیشہ سے عین علم رہا۔حالانکہ معلوم ابھی کتم عدم میں تھا اور عین سمع و بصر رہا۔حالانکہ نہ کسی آواز کی گونج بلند ہوئی تھی اور نہ کوئی دکھائی دینے والی چیز تھی اور عین قدرت رہا۔حالانکہ قدرت کے اثرات کو قبول کرنے والی شے نہ تھی۔پھر جب اس نے ان چیزوں کو پیدا کیا اور معلوم کا وجود ہوا۔تو اس کا علم معلومات پر پوری طرح منطبق ہوا۔خواہ وہ سنی جانے والی آوازیں یا دیکھی جانے والی چیزیں ہوں۔مقدور تعلق سے اس کی قدرت نمایاں ہوئی"۔یہ وہ عقیدہ ہے جو ان ہستیوں نے بتایا جو اس کے تعارف کے لئے دنیا میں تشریف لائیں کہ خالق کی صفات زاہد پر ذات نہیں ہیں۔اس کی صفتیں اس طرح قائم نہیں ہیں جس طرح پھول میں خوشبو،ستاروں میں چمک بلکہ اس کی ذات خود صفتوں کا سرچشمہ ہے وہ کمالات ذاتی کے اظہار کے لئے کسی توسط کی محتاج نہیں"۔

Marfat.com

توحید ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے

منکرۃ للہ مع عرفانھا

ترجمہ: لوگ باوجود خدا کی ہستی کے علم کے اس کے منکر ہیں۔

سیدہ نے یہاں اس ازلی وابدی حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ ہر انسان میں تصور توحید ہے۔ کیونکہ اگر ذہن کسی معبود کے تصور سے خالی ہو تو اطاعت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے اور نہ کسی آئین کی پابندی کا جب منزل ہی سامنے نہ ہو تو منزل کی طرف بڑھنے کے کیا معنی۔ اور جب کوئی مقصد ہی پیش نظر نہ ہوگا تو اس کے لئے تک ودو کرنے کا کیا مقصد۔ البتہ انسان کی عقل وفطرت اس کا رشتہ کسی مافوق الفطرت طاقت سے جوڑ دیتی ہے اور اس کا ذوق پرستاری وجذبہ عبودیت کسی معبود کے آگے سر جھکا دیتا ہے تو وہ من مانی کر گزرنے کی بجائے اپنی زندگی کو مختلف قسم کی پابندیوں میں جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اور انہی پابندیوں کا نام دین ہے۔ جس کا نقطہ آغاز صانع کی معرفت اور اس کی ہستی کا اعتراف ہے۔

ماہرین عمرانیات وثقافت نے انسانی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور تمناؤں کے سہارے جیتا ہے۔ مصیبت، بیماری، پریشانی اور بے اولادی کی کیفیت میں وہ کسی ان دیکھی طاقت کی طرف آس لگائے رہتا ہے۔ اور کوئی شخص خواہ کتنا ہی خدا کا منکر ہو وہ روحانی طور پر ضرور کسی طاقت کو اپنا محور بنالیتا ہے۔ مثلاً سورج، چاند، بجلی، بادل، اندھیرا وغیرہ اس طرح مختلف لوگوں کا مختلف طاقتوں کی طرف مائل ہونا انسانی ضرورت بنا

Marfat.com

اوران دیکھی طاقتوں کومختلف ناموں سے پہچانا گیا۔ جیسے خدا، اللہ، قدرت، فطرت وغیرہ آج اگر کوئی کہے کہ کیمونٹ کسی خدا کو نہیں مانتے تو یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ کیمونسٹ خود بھی Balance of Nature نام کی قوت کو کائنات چلانے کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ فادر ولیم (Whihelm Sehmidt) نے ایک نظریہ پیش کیا۔ جو کہ پہلی مرتبہ 1912 میں منظر عام پر آیا۔ اس کی اس کاوش کا نام تھا The Origin of the Idea of God "تصور خدا کا منبع" اپنے نظریہ میں ولیم نے یہ وضاحت پیش کی۔ ابتداء میں انسان توحید پرست اور وحدنیت پرست تھا۔ لیکن مابعد اس نے کئی خدا تخلیق کر لئے۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرتے اور یہ یقین رکھتے کہ ان کا خدا انہیں دیکھ رہا ہے۔

i۔ مذاہب عالم میں تصور توحید

کسی بھی مذہب میں اپنائے گئے توحید کے تصور کو صرف اس کے پیروکار کے طرز عمل سے نہیں جانچا جا سکتا۔ لوگوں میں خود ان کی مذہبی کتابوں سے عدم واقفیت ایک عام سی بات ہے۔ لہذا کسی مذہب میں تصور توحید کو اس کی مقدس تحریروں کی روشنی میں دیکھا جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی وجود کی سمجھ بوجھ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ انسان کی نفسیاتی ترکیب کچھ اس طرح ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ خالق عظیم کے تصور کو قبول کرتا ہے۔ بصورت دیگر عدم توحید کے لئے اپنے دلائل دینا پڑتے ہیں۔ توحید پر یقین کے لئے نہیں۔ اب ہم مختلف ادیان کی کتب سے توحید کے تصور کا مطالبہ کرتے ہیں۔ عموماً ہندومت ایسے دین کے طور پر لیا جاتا ہے جس میں کثرت خدا کا تصور ہے۔ کچھ ہندو تین خداؤں اور کچھ 303 کروڑ خداؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ تاہم پڑھے لکھے ہندو جو اپنی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ صرف ایک خدا کی پوجا کرنی چاہیے۔ اور ہندوؤں کے عام عقیدہ ہمہ اوست (PANTHEISM) یعنی " کائنات پرستی کا عقیدہ" کے قائل ہیں۔

Marfat.com

اپنشد کو ہندوؤں کی مقدس کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اپنشد میں خدا کے بارے تصور پڑھیں۔

وہ صرف ایک ہے۔ کسی دوسرے کے بغیر۔ چندوگیا اپنشد ا۔۔۔۲۔۔۔۳

اور نہ ہی اس کے ماں باپ ہیں۔ سویت سواترا اپنشد ۹۔۶

وید بھی ہندوؤں کی مقدس کتاب میں شامل ہیں۔ اتھراوید میں ہے۔

بے شک خدا عظیم ہے۔ اتھراوید

اے دوستو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یجر وید میں مزید کہا گیا ہے

"وہ لوگ تیرگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو غیر فطری اشیاء سنبھوتی، اسنبھوتی (بت یعنی قدرتی اشیاء اور انسانی کی تخلیق کردہ اشیاء) کو اپنا معبود بناتے ہیں"

اتھروید کی بیسویں کتاب باب 58 میں ہے۔ بلا شبہ معبود عظیم ہے۔ تو عظیم ہے خدایا۔ تو عظیم ہے سوایا۔ تو عظیم ہے آدیتیہ۔

جہاں تک سکھ ازم کا تعلق ہے۔ سکھ ازم غیر سامی آریائی مگر غیر ویدک مذہب ہے۔ لفظ سکھ دراصل سیسیا نامی لفظ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی مرید یا پیروکار کے ہیں۔ خدا کے تصور کے حوالے سے کسی بھی سکھ کے تصورات کو مل منترا (سکھوں کے بنیادی عقائد کا مجموعہ) میں بیان کیا گیا ہے۔ سری گرنتھ صاحب کی جلد اول جپو جی کا پہلا شعر "صرف ایک خدا کا وجود ہے۔ جو حقیقتاً تخلیق کرنے والا ہے۔ وہ خوف اور نفرت سے عاری ہے۔ وہ کسی سے پہلا نہیں ہوا۔ لافانی ہے۔ خود سے وجود رکھنے والا عظیم اور رحیم ہے۔

سکھ مذہب کے ماننے والے واحدانیت پر سختی سے یقین رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ایک ہی رب اعلیٰ جو غیر واضح اور مبہم صورت میں ہے۔ جسے اومکارا کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا کی یہ صفات بیان کی جاتی ہیں۔

کرتار (خالق)۔ صاحب (بادشاہ)۔ اکال (بدی)۔ ستنا نام (مقدس نام)۔ رحیم کریم پروردگار

Marfat.com

پارسی مذہب بھی ایک قدیم آریائی مذہب ہے۔جس کا ظہور 2500 سال قبل فارس میں ہوا۔اس کے ماننے والوں کی بہت کم تعداد ہے۔لیکن ان کے عقائد میں بھی توحید کا عنصر موجود ہے۔ایرانی، زرلشت نے اس مذہب کی بنیاد رکھی۔پارسیوں کی مقدس کتاب دساتیر میں ہے۔

i۔ وہ ایک ہے۔

ii۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

iii۔ نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء

iv۔ نہ اس کا کوئی باپ نہ بیٹا نہ بیوی نہ اولاد ہے۔

اور جہاں تک یہودی مذہب کا تعلق ہے۔جو حضرت موسیٰ کے پیغمبرانہ مشن پر یقین رکھتے ہیں۔عہد نامہ عتیق کی پانچویں کتاب ثنائیہ میں درج ہے کہ حضرت موسیٰ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا (عبرانی آیت کا ترجمہ یوں ہے) سنو اے بنی اسرائیل والو۔ ہمارا مالک خدا ہے۔وہ ایک مالک ہے۔کتاب عیسائیہ کی ایک آیت ملاحظہ فرمائیں۔"میں ہی خدا ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں"۔عیسائیت جو نظریہ تیلث پر یقین رکھتے ہیں۔لیکن وہ حقیقت میں ایک ہی خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ بعد میں ان کے عقائد میں تبدیلیاں آتی چلی گئیں۔مقدس کتاب کا مسودہ لکھنے والے شخص نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا کہ سب سے بڑھ کر الٰہی حکم کون سا ہے۔تو انہوں نے کہا۔"خداوند، ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے"(مرقس 12:29)۔یعنی تمام اہل مذاہب بھی توحید کے متعلق قائل ہیں۔ جانتے ہیں۔لیکن عملی طور پر توحید کی روح کا انکار کرتے ہیں۔کیونکہ ان کی مقدس کتب کی تعلیمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خالق نے ان کی ہدایت کا انتظام کیا تھا۔لیکن انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر ان تعلیمات میں تحریف کر لی۔

☆ سائنس اور توحید

اسے حسن اتفاق کہہ لیجئے کہ ہم جس دور سے تعلق رکھتے ہیں۔اس میں سائنس کی ترقی بام عروج پر

Marfat.com

پہنچ چکی ہے۔ ایک بات جو غلط فہمی کا شکار ہوئی کہ ملاؤں نے سائنس کو مذہب کا حریف اور مدمقابل سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ سائنس کی تحقیقات وانکشافات کا مذہب سے کوئی تصادم نہیں ہے۔ قرآن پاک میں تعقل وتفکر اور مشاہدے کی بار بار تاکید کی ہے۔ اسلام تسخیر وتحقیق کا جذبہ ابھارتا ہے۔ اور فکر کی دعوت دیتا ہے۔ خدا نے انسان کو علم عطاء کیا ہے۔ علم ایک وحدت ہے۔ جو سہولت کی خاطر مختلف شعبوں میں منقسم ہے۔ اور سائنس بھی دوسرے شعبوں کی طرح علم کا ایک شعبہ ہے۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو سائنس اور ٹیکنالوجی روز بروز اسلام کی حقانیت کو ثابت کرتے چلے جارہے ہیں۔ اور ایک وقت آئے گا کہ جاہل اور لکیر کے فقیر مذہب پرستوں کی بجائے سائنس اسلام کی حقیقتوں کو ثابت کریگی۔ مثلاً لوگ مذہبی دنیا میں غیب پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔ لیکن سائنس کی دنیا میں غیب پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔ سائنس نے ثابت کیا کہ وجود کے لئے نظر آنا ضروری نہیں۔ یعنی ملاحظہ کریں کتنی چیزیں آپ کو ملیں گی جو ہمارے حواس ہمارے Senses سے معلوم نہیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً سارا نظام کائنات ٹکا ہوا ہے کشش ثقل پر یہ کشش ختم ہو جائے تو پوری کائنات (Colapse) ہو جائے۔ لیکن یہ کشش کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ نہ سنائی دیتی ہے نہ سونگھی جاسکتی ہے۔ نہ چھوئی جاسکتی ہے۔ لیکن سائنس تسلیم کرتی ہے کہ کشش دکھائی نہیں دے رہی ہو مگر چاند کا زمین کے گرد گھومنا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی شے پکڑے ہوئے ہے۔ اسی طرح میگنیٹ پاورفل ہو تو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ حالانکہ ان کے درمیان کوئی ڈور، دھاگہ دکھائی نہیں دیتا۔ لہذا سائنس نے ثابت کیا کہ موثر دکھائی نہ دے تو اثر کو دیکھ کر موثر کو مانا جاتا ہے۔ یہی اسلام کہتا ہے کہ خدا کا حواس کے ذریعے معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اس کائنات کا نظام اسکا ڈسپلن اس بات کا گواہ ہے کہ کوئی ذات ہے جو اس نظام کے پیچھے کارفرما ہے۔

چنانچہ لارڈ کلیون جو دنیا کے نامور ماہرین طبیعات میں شمار ہوتا ہے اس کا مشہور قول ہے۔

"آپ جتنا غور وفکر سے کام لیں گے اتنا ہی سائنس آپ کو خدا کے ماننے پر مجبور کرتی ہے"

Marfat.com

اور انگریز فلسفی فرانسسی بیکن نے کہا ہے کہ "فلسفے کا سطحی مطالعہ انسان کو اتحاد کی طرف لے جاتا ہے۔لیکن اس فلسفے کی گہرائی میں آپ اتریں گے۔تو آپ مذہب کے قائل ہو جائیں گے۔"

سائنس ایسے مفروضات کی بنیاد پر اپنی تحقیقات کا آغاز کرتی ہے جو مسلمات کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ مسلمات لازمی طور پر طبعی نوعیت کے ہوں۔اس لئے امر کی لاتعداد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ سائنس حقائق مابعد طبیعیات کو خارج از امکان قرار نہیں دیتا۔ بلکہ بعض سائنسدان اس کے موید ہیں کہ سائنس خدا کے وجود کا اثبات کرتا ہے۔آئن سٹائن نے 1950 میں ایک جرمن اخبار کو بیان دیتے ہوئے کا کہ "خدا کا منکر ہونا تو الگ رہا میں تو ایک ذات خداوندی پر ایمان رکھتا ہوں"۔بہر حال سائنس خدا کے وجود پر اس انداز سے ایمان نہیں رکھتے جسے اسلامی فکر ہے خدا پر یقین نہیں رکھتے۔البتہ ایسی ذہانت پر یقین رکھتے ہیں جسے کائنات پر پورا اختیار اور پوری قوت حاصل ہے۔سیدہ کے قول کی مزید تائید کے لیے حال ہی میں ہونے والی سائنسی تحقیق بیان کی جارہی ہے کہ کس طرح توحید ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ امریکہ سے شائع ہونے والی کتاب Why God Won't Go Away کے مصنفین Andrew New Berg-i G. O Akli-ii Vins Rouse-iii نے مل کر "Brain Science and The Biology of Belief" پر برسوں تحقیق کی اور اس کے لیے روحانی تجربے کی حقیقت کے حوالے سے دماغ کے متعلقہ حصوں کی ساخت، خصوصیات اور کارکردگی بیان کی۔انہوں نے اپنی کتاب میں جرمنی فلاسفر Meister Ekhart کا قول درج کیا ہے۔ جسے ہم حقیقت سمجھتے ہیں وہ صرف حقیقت کا عکس ہے۔جو ہمارا دماغ پیدا کرتا ہے۔ ۔۔تمام خیالات، احساسات، یاداشتیں، انکشافات اور عرفان۔۔۔ہمارے دماغ کے پروسیسنگ پاور کے ذریعے جز بجز عصبی برقیروں کی مدد سے اکھٹے ہوتے ہیں با معنی بنتے ہیں اور ہمیں ان کا علم ہوتا ہے۔اصل میں دماغ کے وسط میں موجود عصبی ہارمون Nerve Hormone جیسے

Marfat.com

سیروٹونن (Serotonin) بھی کہا جاتا ہے انسان کی جنسی خصوصیات کی ترقی کے ساتھ ذہانت کے فروغ کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہ امر محض اتفاقاً یا دانستاً ہوسکتا ہے کہ جس درخت کے نیچے بیٹھ کر گوتم بدھ نے گیان حاصل کیا تھا اس کے گوہروں Fiqs میں سیروٹونن کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے۔ سیرٹونن دماغ کے پراسرار عضو سے مربوط ہے۔ جس Pinal Glond پینل عدود یا بعض قدیم روایات میں Pinal Eye کہتے ہیں اور ہندومت کے بعض عقائد میں اسے انسان کی تیسری آنکھ یا آتما کا مرکز کہتے ہیں۔ Spiritual Centre محیرالعقول یا مابعد الطبیعاتی دنیا میں پینل گلینڈ کے Extra Sensory Perception کا اہم وسیلہ مانا جاتا ہے۔ ڈیکارٹ کے خیال میں یہ وہ مقام اتصال ہے جہاں روح اور جسم آپس میں ملتے ہیں۔ پینل گلینڈ سیروٹونن سے میلاٹونن نامی ہارمون پیدا کرتا ہے۔ یہیں پر انسانی لاشعور موجود ہوتا ہے۔ شعور کو لاشعور کی روشنی فراہم کرتی ہے۔ پرنسٹن یونیورسٹی کی ڈاکٹر جولین جینز اپنی کتاب The Origin of Consciouness in the Breakdown of the Bicameral mind میں لکھتی ہے۔ پانچ ہزار سال پہلے انسان اہم فیصلوں کے وقت اپنا دماغ اسی حصہ کی طرف رجوع کرتا تھا اور وہاں سے آنے والی آوازوں پر بھروسہ کرتا تھا۔ جسے عموماً تیسری آنکھ یعنی چھٹی حس قرار دیا جاتا ہے۔ جو ہمیں لاشعور کی حقیقتیں فراہم کرتا ہے اور مختلف آنے والے قدرتی واقعات کے متعلق قبل از وقت باخبر کردیتا ہے اور یہ خبر بغیر کسی مادی وسیلے کے ہمارے دماغ میں پہنچتی ہے۔ اہل فلاسفر اور سائنسدان اس معاملے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ کیونکہ یہ آگاہی حسیات کے ذریعے نہیں ہوتی ہے۔ پھر کس نے آگاہ کیا ہے۔ یقیناً کوئی ذات ہے جو حسیات سے ماورا ہے۔ لیکن ہمارے اندر موجود ہے اور ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اسی ہستی کو خدا کہتے ہیں اور دماغ میں ہی خدا کا تصور موجود ہے۔ دماغ سے ہی اس کا ادراک ممکن ہے۔

ڈیکارٹ (1950-1996ء) بھی دماغ کی اس اہلیت کے بارے میں

Marfat.com

پر امید تھا جس کے تحت خدا کی موجودگی کا احساس ہوتا۔ امام جعفر صادقؑ کے دور میں ایک شخص جو ملحد تھا وہ اللہ کو نہیں مانتا تھا۔ مولا کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ آ کر بیٹھا امام جعفر صادقؑ اس سے انتہائی محبت کے ساتھ پیش آئے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ مجھ سے جتنی چاہے محبت سے پیش آئے۔ لیکن اللہ کو نہیں مانتا ہوں۔ کہا نہ مانو۔ کوئی بات نہیں۔ لیکن مجھے ایک بات کا جواب دے دو۔ کہنے لگا فرمایئے! امام جعفر صادقؑ نے پوچھا تم نے کبھی سمندر کا سفر کیا۔ کہتا ہے ایک دفعہ کیا تھا۔ امامؑ نے پوچھا ایسا ہوا کہ کشتی طوفان میں پھنس گئی ہو۔ کہتا ہے ہاں ہوا تھا۔ امامؑ نے کہا ایسا تو نہیں تھا کہ طوفان اتنا شدید ہوا اور ناخدا نے کہا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔ کشتی ڈوب کر رہے گی۔ اس وقت بھی تمہارے دل میں کہیں دور تک یہ خیال موجود تھا۔ اب بھی کوئی چاہے تو بچا سکتا ہے؟ کہتا ہے ہاں یہ صحیح ہے۔ میرے دل میں یہ خیال تھا کہ اس وقت بھی اسے کوئی بچا سکتا ہے۔ امامؑ نے کہا بس وہی خدا ہے۔ امامؑ نے ایک طرف اس بات کی نفی کی کہ خدا خوف کی پیداوار ہے۔ دوسری طرف یہ واضع کیا کہ جب انسان کی مایوسیاں شعور سے سارے پردے ہٹا دیتی ہیں تو توحید یعنی الست کا اقرار تحت شعور سے ابھر کر شعور کی منزل پر آ جاتا ہے اور انسان کو بھولا ہوا اللہ یاد آ جاتا ہے۔ یعنی ہر انسان کی فطرف میں خدا ہے۔ یہاں یہ قابل غور امر ہے کہ سمندری طوفان میں پھنسا ہوا ایک تو وہ خود ملحد تھا جس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا یہ دوسرا کوئی کون تھا؟ جس نے اس سے ساری کیفیت کو سارے تصور کو جو اس کے ذہن میں پیدا ہوا اس کو جان یا اور اس کے سامنے اس کو بتا بھی دیا۔ امامؑ سے سننے کے بعد اس شخص نے فوراً کلمہ پڑھا لیا۔

اب اکیسویں صدی میں سائنس کی مدد سے حیاتیاتی بنیاد پر خدا کی موجودگی کی گواہی دی جا رہی ہے۔ مگر انیسویں اور بیسویں صدی وہ عقل پرست موجود نہیں جو اس گواہی کو دیکھ سکے۔ ہاں خدا موجود ہے۔ خدا کی موجودگی کا عقیدہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ آج مذہب اس لیے زندہ ہے کہ انسان کے دماغ کو اس کو قبول کرنے اور اس کی سرشاری میں ڈوب جانے

Marfat.com

کا اہتمام موجود ہے۔انسانی دماغ کی وائرنگ خدا پر ایمان رکھنے والوں کو اس کی موجودگی کی گواہی دیتی ہے۔ یہ وائرنگ روحانی تجربات کے دوران پیدا ہونے والی کیفیات میں معاونت کرتی ہے اور خدا کی حقیقت پر یقین دلاتی ہے۔لہذا توحید ابتداہی سے لوگوں کی فطرت میں ودیعت کردی گئی ہے اور اللہ کا یہ نور وجود کی گہرائیوں سے ضو دے رہا ہے۔ ہر شخص اپنے اندر اللہ اکبر کی آواز سنتا ہے۔اس بناء پر جب سخت طوفان آتے ہیں۔زندگی کا شیرازہ منتشر ہونے لگتا ہے۔ غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے۔ بے خبر انسان ہوش میں آنے لگتا ہے اور بے اختیار خدا کی جانب بڑھنے لگتا ہے۔خود کو خدا کہلوانے والا فرعون بھی حقیقی خدا کو پکارتا ہے۔لہذا بعض خدا کو جاننے کے باوجود اس کے وجود سے انکار کرتے ہیں انہیں کے لیے قرآن نے کہا ہے کہ:

ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارہم۔

عدم رویئت الہیہ

معملہ کائنات اپنے خطبہ میں عدم رویئت الہیہ کے بارے میں یوں فرماتی ہیں۔

الممتنع من الابصار رويته و من الالسن صفته و من الاوهام كيفيته ہ

ترجمہ: وہ خدا جس کو آنکھوں سے دیکھنا ناممکن ہے۔زبان اس کی صفات بیان کرنے سے عاجز، عقل وفکر کے لئے اس کو سمجھنا محال ہے۔

خدا کا حقیقی تصور ہماری چار جہتوں کے مادی فریم سے ماورا ہے۔اور انسان کی حسیات اور کیفیات سے قطعی باہر ہے۔خدا کا انکار صرف اس لئے کہ انسان کی فطرت میں خدا موجود ہوتے ہوئے بھی لوگ اس کا ادراک حاصل نہیں کر سکے۔ بلکہ خدا کا انکار اس لئے بھی ہوا کہ خدا کے ماننے والوں

Marfat.com

نے انہیں مجبور کیا کہ خدا کا انکار کریں۔ خدا کے ماننے والوں نے خدا کا حلیہ ایسا بیان کیا کہ صاحب عقل و دانش اسے ماننے پر تیار نہیں ہیں۔ مثلاً رسل نے خدا کا انکار اس کئے کیا کیونکہ اس کی ماں نے اسے کہا تھا کہ خدا کی دو آنکھیں ہیں اور ایک آنکھ سے دوسری آنکھ کا فاصلہ چھ ہزار میل ہے۔ اس خدا کو کون مانے گا؟ کچھ نے خدا کو اس انداز سے پیش کیا کہ قیامت کے روز جب جہنم میں جہنمی ڈالے جائیں گے تو جہنم کہے گا اور بھیج اور بھیج۔ اس وقت اللہ اپنا پاؤں جہنم میں ڈال دے گا۔ اور کہے گا کمبخت اب تو تیرا پیٹ بھرا۔ جہنم کہے گا ہاں اب میرا پیٹ بھر گیا۔ تو ایسے خدا کو کون مانے گا جس کی ٹانگ جہنم میں ہو۔ خدا یا خداؤں کو انسانی شکل وصورت میں اور عادات و خصائل کے مطابق تصور کرنا فلسفیانہ اصطلاح میں تجسیم (Anthropomorphis) کہلاتا ہے۔ ایلیائی مکتبہ فکر کا بانی زینوفنیز (Xenophanes) کہتا ہے۔

"ہومر اور ہیسوئڈ دونوں نے ایسی تمام باتیں خدا سے منسوب کردیں جو انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ اتھوپیا والوں کا خدا پچکی ناک، سیاہ بالوں والا ہے۔ تھریس والوں کا خدا بوری آنکھوں اور سرخ بالوں والا ہے۔۔۔ اسی طرح اگر گھوڑے یا بیل خدا کا تصور قائم کر سکتے تو وہ بھی اپنی ہی طرح کا خدا بنا لیتے۔۔۔"

لہذا خالق و مالک جسم و صورت، تمثیل و تشبیع، مکان و زمان، حرکت و سکون اور عجز و جہل سے منزہ ہے مانا جائے۔ کیونکہ اس باکمال و بے عیب ذات میں نہ کسی نقص گزر ہو سکتا ہے نہ اس کے دامن پر کسی عیب کا دھبہ بھر سکتا ہے۔ نہ اس کو کسی کی مثل و مانند ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں وجود کی بلندیوں سے اتار کر امکان کی پستیوں میں لے آنے والی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے!

لاتذرکه الابصار وهویدرک الابصار وهواللطیف الخبیر.

ترجمہ: اس کو نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ البتہ وہ نگاہوں کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر چھوٹی چیز سے آگاہ باخبر ہے۔

Marfat.com

لاتضربوالله الامثال ان الله یعلم وانتم لاتعلمون ہ۔

ترجمہ: اللہ کے لیے مثالیں نہ گڑھ لیا کرو۔ بے شک اصل حقیقت کواللہ جانتا ہے اورتم نہیں جانتے۔

لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر۔

ترجمہ: کوئی چیزاس کی مانند نہیں وہ سنتا بھی ہےاوردیکھتا بھی ہے۔

کیونکہ اگرجسم تصورکریں وہ محدود ہوگا اس کے لئے اشارہ ہوگا سمت ہوگی۔لیکن اللہ لامحدود ہے۔اس کا تعین دورقابل اشارہ نہیں ہے۔صاحب نہج البلاغہ نے فرمایا **الحمد اللہ الکائن قبل ان لکون** ۔۔۔(خطبہ 180 نہج البلاغہ) ترجمہ: تمام حمداس اللہ کے لئے جو عرش وکرسی زمین وآسمان اورجن وانس سے پہلے موجود تھا۔نہ انسانی واہموں سے اسے جانا جاسکتا ہے۔اورنہ عقل وفہم سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے۔اسے کوئی سوال کرنے والا دوسرے سائلوں سے غافل نہیں بناتا اورنہ بخشش وعطا سے اس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے۔وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا اورنہ کسی جگہ پراس کی حدبندی ہوسکتی ہے نہ ساتھیوں سے ساتھ اس کومتصف کیا جاسکتا ہے۔اورنہ اعضاء جوارح کی حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے۔لہذا خالق کائنات جسم،جسمانیت سے پاک ہے۔مختلف مذاہب کی حقیقی تعلیمات میں بھی خدا کا جسم سے پاک ہونا موجود ہے۔

چنانچہ ہندوؤں کی الہامی کتب میں موجود ہے۔

وہ جسم سے پاک ہےوہ خالص ہے۔وہ روشن ہے۔جسم سے ماروا ہے۔

(یجروید رائف گرفتھ مصنف)

اس کا کوئی عکس نہیں۔اسکی صورت دیکھی نہیں جاسکتی۔وہ جواپنے قلب اوراپنی فکر سے یہ جان جاتے ہیں کہ وہ دلوں میں بستا ہے۔وہ لافانی ہوجاتے ہیں۔

سوتیاسوترااپنشد (The Sacred Book of the East)

Marfat.com

اس جیسا کوئی نہیں اس سے کوئی مشابہ نہیں۔ کتاب مقدس ثنایہ میں ہے۔ میرے علاوہ کوئی اور خدا نہیں لہذا تم میری تجسم نہ کرو۔ (بائبل)۔

قدیم ایرانی مذہب پارسی جیسے زرتشتی مذہب بھی کہتے ہیں۔ ان کی مقدس کتاب دساتیر میں خدا کی صفات ملاحظہ فرمائیں۔

وہ بے جسم اور بے شکل ہے۔ نہ آنکھ اس کا احاطہ کرسکتی ہے اور نہ ہی فکری قوت سے اسے تصور میں لایا جاسکتا ہے۔

لہذا صحیح توحید یہی ہے کہ اس کی تجسیم کر کے محدود نہ کیا جائے۔ کیونکہ آپ کی نظر و دماغ ،حسیات وغیرہ محدود ہیں۔ اور وہ لامحدود ہے۔ لامحدود کسی محدود میں کیسے سما سکتا ہے۔ مثلاً سورج نکلے تو ہر چیز دکھائی دیتی ہے۔ یہ ہر چیز کا دکھائی دینا اس کی دلیل ہے کہ کوئی روشنی کا مرکز ہے۔ جو چمک رہا ہے، لیکن آپ روشنی کے مرکز کو آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ اگر دیکھیں تو بصارت زائل ہو جائے گی۔ اس طرح اس کائنات کے نظام کا بخوبی انداز سے چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہے جو اس کائنات کو چلا رہا ہے۔ جس کا نور پوری کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح مادی نور (سورج) کو ڈائریکٹ نہیں دیکھا جاسکتا۔ اس طرح کائنات کے خالق کو محدود آنکھوں سے کیسے دیکھا جاسکتا ہے۔ لیکن آپ اگر کہیں کہ ہم سبز عینک کے وسیلے سے سورج کا عکس دیکھ سکتے ہیں تو خالق کائنات کی معرفت کے لئے بھی کچھ روحانی ہستیوں کا وسیلہ چاہیے۔

Marfat.com

کائنات کی ابتداء

خطبہ سیدہؑ میں ہے:

ابتدع الاشیاء لامن شیء کان قبلھاوانشاھابلااختذاء امثلۃ امتثلھاہ

ترجمہ: اس نے اشیاء (یعنی کائنات) کو خلق کیا۔ بغیر اس کے کہ اس سے پہلے کسی مادہ ہو۔ ان سب کو پیدا کیا۔ بغیر اس کے کہ پہلے کوئی مثال رہی ہو۔

سیدہؑ نے تخلیق کائنات کے متعلق وضاحت کی کہ ابتداء میں کسی مادہ کا وجود نہیں تھے۔ تا کہ خدا اس ساختہ شدہ مادہ سے چیزوں کو پیدا کرتا۔ بلکہ یہ تخلیق بالکل عدم سے وجود سے آئی۔ اس طرح کی تخلیق خداوند عالم کی ذات سے مخصوص ہے۔ لوگوں کے نزدیک اس کا تصور بھی ناممکن ہے۔ اور دوسری اہم بات تخلیق کائنات سے متعلق جس کی معصومہ نے وضاحت فرمائی۔ جس طرح تصویر بنانے والا نقش نگاری کرنے والے اپنی تصویروں میں نقش پہلے سے موجود یا طبعی امور سے حاصل کرتے ہیں یا مختلف شکلوں کو آپس میں ملا کر ایک نئی شکل ایجاد کرتے ہیں۔ لیکن خدا ایسا مصور ہے جس نے کائنات کی شکلیں دنیا کو دیکھ کر نہیں بنائیں۔

یہاں سیدہؑ کونین نے مادین کے عقیدہ کی نفی کی ہے۔ جو مادہ کو ازلی اور ابدی تصور کرتے ہیں اور علت اور معلول کے قانون کو مانتے ہیں۔ مادہ پرستوں کا قانونی علیت اور ہندوں کا مسئلہ کرم دونوں اساسی اعتبار سے ایک ہیں۔ بدھ مت میں بھی مادہ کو ازلی تصور کیا جاتا ہے۔ مادہ پرست سمجھتے ہیں کہ اس کائنات کو کسی بالاتر قوت نے تخلیق نہیں کیا۔ بلکہ حادثہ کی پیداوار ہے اور مادہ کا ارتقاء تدریجی عمل کا نتیجہ ہے۔ مدتوں سے مادہ پرست کائنات کے کل احوال ومظاہر کی توجیہہ محض مادہ کے قوانین حرکت سے کرتے رہے اور خالص مادہ توجیہہ کے علاوہ کسی اور توجیہہ

Marfat.com

کو قابل اعضاء نہیں سمجھتے تھے۔ انیسویں صدی تک سائنسدان بھی جو صرف تجربے اور مشاہدے کو ہی صداقت کا معیار تصور کرتے ہیں مادے کو انسانی سمجھتے ہیں۔لیکن سائنس کی جدید تحقیقات انقلاب آفریں ثابت ہوئیں ہیں۔ پرانے نظریات کی بساط الٹ گئی ہے اور نتیجہ یہ ہوا ہے کہ سائنسدان اور فلسفی کائنات کی خالص مادی تعبیر کی دلدل سے نکل کر ذہن، شعور، آفاقی ذہن اور خدا کے وجود کا اقرار کرنے لگے ہیں۔

سر جیمز جین Sir James Jeans نے ایک مقام پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا!

"ہماری کائنات کے ایک بڑی مشین کے مقابلے ایک عظیم خیال سے زیادہ مشابہ ہے۔ میں یہ بات سائنسی تحقیق کی طرح نہیں بلکہ گمان کے طور پر کہتا ہوں کہ یہ کائنات کسی بڑے آفاقی ذہن کی پیداوار ہے۔ جو ہمارے ذہنوں سے مطابقت رکھتا ہے۔۔۔"

سائنس اب اس موقف میں ہے کہ کائنات نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ مادہ قدیم نہیں حادث ہے اور فناء ہونا ہے۔ کائنات کا آغاز ہے۔ انجام ہے اور یہ کائنات ارتقاء کے تدریجی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ تخلیق کا کرشمہ ہے۔(The Mystenries of Universe P.123.)

علم کیمیاء کے جدید تصورات کی رو سے مادہ بتدریج فناء ہو رہا ہے۔ مادہ کی اس صورت حال سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ مادہ اپنی ذاتی میں نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ بلکہ اس کا نقطہ آغاز اور نقطہ انجام بھی ۔حرکیات، حرارت Thermodynamics کے قوانین کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے ۔کائنات بتدریج فناء کی طرف بڑھ رہی ہے۔ایک وقت آئے گا جب حرارت اور توانائی ختم ہو جائے گی اور زندگی کے تمام ہنگامے ختم ہو جائیں گے۔فلسفی بھی اس کائنات کو غیر مادی تعبیر کرنے لگے ہیں۔

چنانچہ آر یٹینٹ کہتا ہے!

اگر فطرت میں ربطہ اور آہنگی کے کثیر التعداد شواہد اور منصوبے دانائی پر دلالت کرتے

Marfat.com

ہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دانش مندانہ تنظیم خدا کا کام ہے یا فطرت کا۔ کیونکہ یہ بات واضع ہے کہ فطرت ترتیب پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

F.R Yemnant Theolgical Studies October 1929.

لہذا یہ کائنات نہ تو کسی حادثہ کی پیداوار ہے نہ عمل ارتقاء کی کڑی۔ یہ خدا کے براہ راست تخلیقی عمل کا شاہکار ہے۔جس کی طرف چودہ سو سال پہلے معلمہ کائنات نے اشارہ کیا۔ابتدائے کائنات سے متعلق بیسویں صدی میں ایک نظریہ متعارف ہوا۔جس کو Big Bang کا تصور کہتے ہیں۔ماہرین کونیات کہنا ہے ۔(Cosmologists) کہ ابتداء میں کائنات کا سارا مادہ، ساری کائنات اور سارے کا سارا خلاء ایک ریاضیاتی نقطہ(Mathematical Point) پر مرکوز تھا۔ابتدائے کائنات کے حوالے سے معروف سائنسی بیان پر نظر ڈالتے ہیں۔

The fan shaped orion nebula which glows in orion's soward 1600 light years away from the earth consists of clouds of hot gases an dust spread out over atleast 30 light years of space.

ماہرین فلکیات کے مطابق سب ستارے، سیارے ابتداً اکٹھے تھے اور ایک گولے کی شکل میں تھے۔ جب اس گولے کا دباؤ نہ قابل برداشت حالت تک بڑھ گیا تو یہ گولہ نہایت زبردست دھماکے سے پھٹ گیا اور اس سے ہماری کائنات وجود میں آ گئی۔ جب یہ پھٹا تو اس سے کئی نظام شمسی وجود میں آ گئے۔اب دیکھتے ہیں چودہ سو سال قبل قرآن پاک نے اس حوالے سے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

" کیا کبھی غور نہیں کیا، کفر اور انکار کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے اور پھر ہم نے انہیں الگ الگ کر دیا" ۔(الانبیاء35)

Marfat.com

لہذا سائنس انہیں نظریات کی طرف سفر کر رہی ہے جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے بتائے تھے۔ قرآن حکیم کی تصدیق سائنسی نظریہ سے ہو رہی ہے۔ بگ بینگ کا نظریہ بتا رہا ہے کہ کائنات ایک ریاضیاتی نقطے پر مرکوز تھی۔ ریاضیاتی نقطے (Mathemical Point) سے مراد کوئی ایسی شئے ہے جس کا حجم صفر (Zero) ہے۔ یعنی اس کا کوئی حجم نہ ہو۔ باالفاظ دیگر ریاضیاتی نقطہ نہ ہونے یا عدم کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ کائنات عدم سے وجود میں آئی۔ سائنسدان یہ بھی بتاتے ہیں کہ ابتدائے کائنات کے ریاضیاتی نقطے (Mathemical Point) کی کثافت لامتناہی (Infinite) یا لامحدود ہے۔ یعنی ساری کی ساری کائنات ایک ایسے وجود میں سمائی ہوئی تھی جو ایک جانب عدم کا ترجمان تھا تو دوسری طرف اس کی کثافت بھی لامحدود تھی۔ ابتدائے کائنات کا یہی لمحہ کہ جب کثیر مادہ اور زماں و مکاں یک بہ یک عدم سے وجود میں آئے "Big Bang" کہلاتا ہے۔

توجہ طلب بات یہ ہے کہ ٹھیک بگ بینگ والے لمحے پر جسے صفر وقت (T=0) بھی کہا جاتا ہے سارے کے سارے قوانین فطرت (جس سے ہم واقف ہیں) ہمارا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور اس کی بنیاد پر ہم کچھ بھی کہنے سے قاصر ہو جاتے ہیں ایسا کوئی موقع جب قوانین فطرت (اور عددی شکل میں بیان کرنے والی ریاضیاتی مثاواتیں) اپنے بارے میں پیش گوئی کیے جانے کی حیثیت (Predictibility) سے محروم ہو جائیں۔ وحدانیت (Singularity) کہلاتا ہے اور اس وقت سائنس کی سب سے بڑی وحدانیت بگ بینگ ہے۔

ماہرین کونیات کے نزدیک بالعموم اور الحاد و مادہ پرستی کے علم بردار سائنس دانوں کے لیے بالخصوص بگ بینگ وحدانیت (Big Bang Singularity) شدید ناپسندیدہ ہیں۔ کیونکہ وہ بگ بینگ 43-10 سیکنڈ بعد تک کی تو وضاحت کر سکتے ہیں۔ لیکن ٹھیک صفر سیکنڈ (T=0) کی سائنسی وضاحت ممکن نہیں۔

Marfat.com

اگر کوئی سائنسدان وقت کو دھاگے سے تعبیر کرے اور Big Bang کا کھوج لگاتے ہوئے اس کے ابتدائی سرے کی جانب پیچھے چلتا رہے تو ایک مقام آئے گا جہاں وہ رک جائے گا۔ کیونکہ وہ دھاگہ باریک ہوتا ہوا اس قدر تحلیل ہو جائے گا کہ اس کی تحقیق کا مادی واسطہ ختم ہو جائے گا۔ مگر دھاگے کا تناؤ اسے اس کے تسلسل کا یقین دلا رہا ہوگا۔ اس صورتحال کو ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ کوئی سائنسدان بگ بینگ کی تحقیق کے لیے ماضی میں چلتے ہوئے ایک ناقابل تسخیر مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جس مقام کے بعد لامحدود کشش ثقل کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ ایک حد نقطہ وحدانی (Intial Singularity) کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ سائنسی تحقیق اولین لمحے T=0 کی وجہ سے نہیں رکتی۔ بلکہ ایک ماورائی بندھن کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پائے گی۔ لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اگر ایک ابتدائی نقطہ پر وقت صفر (T=0) ہے تو مادے کا تصور بھی ناممکن ہے اور مادہ بھی صفر ہوگا۔ لہٰذا بگ بینگ کے اس بڑے کائناتی گولے کے وجود سے قبل صفر وقت پر مادہ نہیں تھا بلکہ اس کے امکانات یا پوشیدہ قوت (Potencial) موجود ہے اور اس کائنات کو لامحدودیت کی جانب سے لفظ " کن " کا حکم درکار تھا کہ مادہ وجود میں آسکے۔ کیونکہ یہ گولہ عدم Nothingness سے خود بخود وجود میں کیسے آسکتا تھا۔ یقیناً کوئی قوت ہے جس کے حکم سے یہ گولہ وجود میں آیا اور یہی صفر مادہ پرستوں کے لیے پریشانی کا باعث بنتی ہوئی ہے۔ پلانکس ٹائم پر معلوم مادی گولے کے وسط میں نامعلوم کا سیاہ نقطہ یا وحدانی اکائی موجود ہے۔ صفر وقت پر مادی لحاظ سے کچھ نہ ہونا کائناتی دائرے کا وہی مرکز ہو سکتا ہے جسے لفظ کن سے قبل عدم اور ایکس نہلو کہا جاتا تھا۔ سائنس نقطہ وحدانی سے متعلق اضطراب میں مبتلا ہیں۔

انسان اپنے تمام مادی وسائل کے باوجود نقطہ وحدانی کو سمجھنے سے اس لیے قاصر ہے کہ انہوں نے نقطہ ہائے بسم اللہ کو نہیں پہنچانا۔ اس کے در پر آجائیں تو اس نقطہ کی سمجھ آجائے۔ کیونکہ نقطہ وحدانی کی وضاحت مادی ذریعہ سے ممکن نہیں بلکہ معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے سے ممکن ہے۔

Marfat.com

معروف ماہر فلکیات رابرٹ جیسٹرو (Robert Jestrow) کے مطابق جو لوگ صرف عقل کی طاقت پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہر شے مادی لحاظ سے ہی سمجھی جا سکتی ہے ان کی کہانی ایک بڑے خواب پر ختم ہوتی ہے۔ وہ دراصل جہالت کے پہاڑ ماپتے ہیں کہ جب بلند ترین چوٹی سر کر کے اوپر پہنچتے ہیں تو وہاں سے پہلے سے موجود خدا پرست اہل ایمان صاحبان معرفت ان سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ جو صدیوں سے وہاں پر براجمان تھے۔ لہٰذا ابدی اور ازلی صرف اللہ کی ذات ہے۔ مادہ اس کی تخلیق کا کرشمہ ہے۔ جس کو اس نے اپنے ارادے سے خلق کیا بغیر کسی احتیاج کے اور دوسری اہم بات جو خطبہ سیدہؑ کے اس حصہ میں بیان فرمائی گئی کہ اللہ نے اس کائنات اور اس کی اشیاء کو خلق کیا۔ بغیر اس کے کہ اس سے قبل کوئی مثال موجود ہو۔ یعنی اللہ نے اس کائنات کے نقش و نگار کسی چیز کو دیکھ کر نہیں بنائے بلکہ اپنی مشیت سے بنائے۔ کیونکہ تصویریں یا نقش و نگار بنانے والے جس طرح مظاہر فطرت کو دیکھ کر یا دو شکلوں کو ملا کر کوئی شکل بناتے ہیں خدا اس چیز کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا مصور ہے جس نے اپنی چیزیں کسی کو دیکھ کر نہیں بنائیں۔ اس کی تخلیق کے کمال کا نمونہ دیکھیے کہ اس خطہ ارض پر کتنے مسلمان پیدا ہو چکے ہیں ان کا شمار یقیناً ناممکن ہے اور اللہ نے ہر انسان کو ہاتھ کا انگوٹھا دیا۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اربوں کھربوں انسان پیدا ہو چکے ہیں لیکن کسی ایک کے انگوٹھے Thumb کا نشان دوسرے کے نشان کے ساتھ نہیں ملتا۔ یہ اس کے تخلیقی کمال کا ایک نمونہ ہے۔ اگر انگوٹھے کی جلد کو جلا دیا جائے تو دوسری کھال جو پیدا ہوگی وہ نیا نقش لیکر نہیں پیدا ہوگی۔ اس کے علاوہ ہر انسان کے بدن سے آنے والی Smell بھی مختلف ہوتی ہے اور سائنس یہاں تک ترقی کر چکی ہے کہ اب پتہ چل گیا ہے کہ ہر انسان کی آواز بھی مختلف ہے تو میرا مادہ پرستوں سے سوال ہے کہ یہ کمال کس کی تخلیق کا ہے؟ یقیناً اس ذات کا جو **بدیع السموات والارض** ہے۔ جس کی بنائی ہوئی چیزوں کی Dublication ناممکن ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

علم نور ہے جو وجود میں سرایت کر جاتا ہے

(سیدہ فاطمہ علیہا السلام)

خطیب العصر: اسد ترمذی ایڈووکیٹ ڈسکہ (سیالکوٹ)

طواف پبلی کیشنز بھولا موسیٰ ڈسکہ
0333-8224638 - 0346-6008305

Marfat.com